قَالَ اِنَّ الدُّنیَا کُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَة
(سنن نسائی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا پوری متاع ہے اور دنیا کی بہترین اور سب سے زیادہ فائدہ مند چیز نیک عورت ہے۔

عورت
قبل از اسلام
و
بعد از اسلام

مصنف:
پروفیسر ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین
استاد شعبہ اسلامیات
گورنمنٹ کالج برائے کامرس و اکنامکس II کراچی

عورت

قبل از اسلام و بعد از اسلام

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین

استاد شعبہ اسلامیات

گورنمنٹ کالج برائے کامرس اینڈ اکنامکس II کراچی۔

ناشر

النور ہیلتھ و ایجوکیشن ٹرسٹ

مکان نمبر C/251 گلی نمبر 31 سیکٹر۔ سی، منظور کالونی کراچی۔

راحت ایجوکیشن ٹرسٹ

ہاشم ریزیڈینسی میزنائن فلور ایس۔ بی: 23 بلاک۔14 گلستان جوہر کراچی۔

نام کتاب	:	عورت
مصنف	:	پروفیسر ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین
اہتمام	:	شعیب ذکریا غنی سایا
کمپوزنگ	:	مختیار احمد (کمال کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ڈرگ روڈ کراچی)
طبع	:	
سن اشاعت	:	14 اگست 2006
تعداد	:	ایک ہزار 1000
قیمت	:	225 روپے

ڈسٹری بیوٹر:

ضیاء القرآن اردو بازار کراچی ولاہور۔

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی۔

فضلی سنز اردو بازار، کراچی۔

رحمان بک ہاؤس اردو بازار، کراچی۔

مکتبہ برہان اردو بازار کراچی۔

اسلامک بک سینٹر اردو بازار، کراچی۔

دار القرآن اردو بازار، کراچی۔

بیت القرآن اردو بازار کراچی۔

ویلکم اردو بازار، کراچی۔

آزاد پبلشر اردو بازار، کراچی۔

قیوم بک ڈپو اردو بازار، کراچی۔
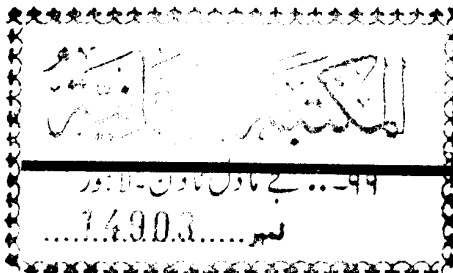
انتساب

میرے والدین، کریمین، محترم سید نور علی شاہ صاحبؒ

اور

محترمہ سیدہ صغریٰؒ کے نام جن کی شفقتوں اور دعاؤں کے طفیل مجھے قلم تھامنا نصیب ہوا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(مصنّف)

FACULTY OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF KARACHI
KAR.-75270

Prof. Dr. Abdul Rashid
Sitara-i-Imtiaz

Dated July 08, 2006

عزیزی حافظ سید ڈاکٹر ضیاء الدین، استاد شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج برائے کامرس واکنامکس کی تصنیف **"عورت : قبل و بعد از اسلام"** بہترین کاوش ہے۔ جس میں عورت کے حوالہ سے تمام اہم موضوع پر تحقیقی گفتگو کی گئی ہے۔

عورت ہر دور میں موضوع گفتگو رہی ہے۔ حضرت حوا سے لے کر آج اور قیامت تک کی عورت معاشرتی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کرتی رہی ہے اور رہے گی، لیکن اس کا بلند ترین مقام صرف مذاہب خصوصاً اسلام نے نہ صرف متعین کیا ہے بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب کی تصنیف اسی تاریخی تناظر میں صحیح وقت پر طبع ہو رہی ہے۔

میں نے پوری کتاب کا سرسری مطالعہ کیا ہے اور اسے بہترین تحقیقی کام پایا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے اور حافظ صاحب کو فلاح دارین سے نوازے۔ (آمین)

(عبدالرشید)

Res: A-6, Staff Town University of Karachi
Kar.-75270

University of Karachi

Karachi - 75270, Pakistan
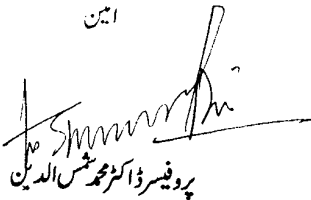
Dr. Muhammad Shamsuddin
Ph.D (London) M.A. LLB (K.U)
Dean, Faculty of Arts

مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ مذہب ہے کہ جس نے عورت کو ہر حیثیت سے عزت اور بلند مقام عطاء کیا۔ ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین کی کتاب ''عورت قبل از اسلام و بعد از اسلام'' کے موضوع پر لکھی گئی تحقیقی مواد پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے جس میں مختلف مذاہب میں عورت کی حیثیت اور مقام پر بحث کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلام میں عورت کو کیا مقام حاصل ہے اس کے علاوہ کئی موضوعات مثلاً نکاح کی ترغیب، نکاح کی اہمیت، حقوق زوجین، طلاق، خلع، حلالہ، عزل اور منصوبہ بندی کے اہم موضوعات پر تحقیقی بحث کی گئی ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے بڑی ہی عرق ریزی سے عوام الناس خصوصاً عورتوں کے لیئے ایک ایسا معلوماتی خزانہ مہیا کر دیا ہے کہ جس کو پڑھ کر مسلم خواتین اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اس کتاب سے رہنمائی حاصل کر سکتی ہیں۔

ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین ایک ایسے اسکالر ہیں جو اسلامی موضوعات کے ان پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں جو وقت کی اہم ضرورت ہیں ان کے علمی و تحقیقی کاموں سے میں عرصہ دراز سے واقف ہوں اور ان کی صلاحیتوں کا معترف بھی ہوں لہذا میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت ہے جو خواتین کو ان کی ذمہ داریوں سے روشناس کروائے گی اور انہیں صحیح مقام و مرتبہ یاد دلاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قارئین کے لیئے نافع بنائے۔

امین

[signature]

پروفیسر ڈاکٹر محمد شمس الدین

Office of the Dean, Faculty of Arts, University of Karachi. Email: df_arts@hotmail.com, df_artsku@yahoo.com
Phones: (92-21) 9261362, (92-21) 9243195 (92-21) 9243197 Fax : (92-21) 924320

Regd. Joint Stock Company
Government of Pakistan
Act XXI of 1860
Regn. No. 1747 of 1963-64 Karachi
Approved by Central Board of Revenue
Sub Sec (1) of Section 47 (D)
Income Tax Act 1979.

Approved According to the
Law Control Fund Act 1953

حوالہ نمبر ———— پنجاب کالونی، خیابانِ جامی کراچی ۷۵۶۰۰ پاکستان تاریخ 16-7-2006

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب ڈاکٹر صاحبزادہ میر ضیاء الدین شاہ صاحب استاذ شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج برائے کامرس ڈاکخانہ مکس کراچی ایک صاحب علم شخصیت ہیں اور علمی و دینی حلقوں میں ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک کتاب "عورت قبل از اسلام و بعد از اسلام" تالیف فرمائی ہے۔ شروع سے آخر تک کتاب کا بغور مطالعہ کیا، مدلل اور دلائل سے بھرپور پایا۔

عورت انسانی معاشرہ کا ایک حصہ ہے، معاشرہ کی ترقی و تنزلی میں اس کا کردار رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسلام نے عورت کا جو مقام و مرتبہ متعین کیا ہے اس کا مقابلہ کوئی مذہب نہ کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ اور اس کے حقوق کا اس کتاب میں دائرہ اور چند ضروری مسائل کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب عالم میں عورت کی ذلت و رسوائی کا تاریخی پس منظر پیش فرمایا اور حال کی عورت کی زبوں حالی کو سامنے رکھ کر آئینہ دکھانے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ شاید کہ حال و مستقبل کی عورت ذلتوں اور رسوائیوں کے گڑھوں اور عمیق گہرائیوں سے نکل کر اسلامی تعلیمات کے مینارہ نور کی روشنی سے منور کر تاریخ عالم کے نئے دور میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ خصوصاً اہل علم و تحقیق حضرات کی معلومات کے لئے ذخیرہ کا کام دے گی۔

میری نظر میں یہ کتاب یقیناً معاشرہ کے ہر فرد کے استفادہ کے لئے بہترین کردار اور تمام لائبریریوں کی زینت بننے کے لئے ایک شاہکار مفید و معین ثابت ہو گی۔

اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اس کتاب کو درجہ قبولیت عطا فرما کر فیض عام کا باعث بنائے، اور میری مغفرت فرمائے جناب ڈاکٹر صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مفتی دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی
خیابانِ جامی کلفٹن سوسائٹی کراچی۔

DARUL ULOOM ANJUMAN QAMRUL ISLAM SULEMANIA
Punjab Colony, Khayaban-e-Jami, Karachi-75600 PAKISTAN. Phone : (021) 5376793-5376884 Fax : 5830837

مدرسہ مصباح العلوم محمودیہ وجامع مسجد مریم (ٹرسٹ)

مفتی محمود اسٹریٹ۔ عیدگاہ چوک۔ منظور کالونی۔ کراچی نمبر ۴۴

فون: ۵۸۸۸۵۱۸۔۵۸۹۰۴۳۹

Madarssah Misbah-ul-Uloom Mahmoodiah
& Jamia Masjid Mariam Trust No. 1032
Mufti Mahmood Street, Eidgah Chowk,
Manzoor Colony, Karachi - 44.
Phones: 5888518 - 5890439.

مورخہ ۱۲/۶/۱۴۲۷ھ

حوالہ ——————

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رفتارِ زمانہ کی مصروف ترین خواتین جو کہ ایک طرف امورِ خانہ داری سے نمٹتی ہیں تو دوسری طرف مردوں کے شانہ بشانہ (کمانے) کی دوڑ دھوپ میں لگی اپنے فرائض سے غافل اور مردوں کے حقوق سے لاپرواہ جس کی وجہ سے خرابی اور فساد کا سامان، نہ بچوں کی صحیح تربیت نہ معاشرتی اصلاحی حقوق کی تعلیم۔ موصوف برادر محترم ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس کی پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ایک عورت کو واقعی ضرورت تھی۔ موصوف نے قرآن و سنت کی روشنی میں عورت کے حقوق و کردار و مسائل کو مدلل انداز سے اجاگر کیا ہے۔ اور ہر طرح کے مسائل یکجا کر کے مجموعہ مضامین ایک گلدستہ کی صورت میں پیش کر دیا ہے، امید ہے خواتین خصوصاً اور عام قاری بالعموم اسے پڑھ کر مستفید ہوں گے۔

بندہ کی دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عام بنائے آمین ثم آمین

خادم جامعہ ہذا و استاذ الحدیث

مفتی محمد راشد ہزاروی

9-7-06

فہرست مضامین

فہرست باب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شجر و حجر، چرند و پرند، پانی و ہوا اور جانور وغیرہ سب کے سب انسان کے لئے پیدا فرمائے اور انسان کو اپنی بندگی کے لئے وجود بخشا۔

ارشاد خداوندی ہوا۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ 1 ۔

اور ہم نے انسانوں اور جنّوں کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور پھر حضرت حوّا سے ان کو سکون و اطمینان عطا کر دیا۔

ارشاد خداوندی ہوا

لِیَسۡکُنَ اِلَیۡھَا2 ۔

تا کہ وہ (مرد) اس (عورت) سے سکون حاصل کرے

دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے

لِتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡھَا3

تا کہ تم ان کے ساتھ آرام سے رہو

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ و حوا سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

وَبَثَّ مِنۡھُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً 4 ۔

اور ان (آدم و حوّا) سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو پیدا فرما کر مردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا کر دی ہے اس

فضیلت کی بناء پر نان ونفقہ وغیرہ پوری کی پوری ذمہ داری مردوں پر ڈال دی ہے مرد حضرات کو چاہیے کہ وہ اس ذمّے داری کا احساس کریں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کریں لیکن تاریخی مطالعہ اور تحقیقی حقائق سے معلوم ہوا ہے کہ مختلف مذاہب اور اقوام میں عورت کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا گیا۔

کسی مذہب کے ماننے والوں نے عورت کو باندی اور لونڈی قرار دے کر ظلم وستم کیا کسی مذہب کے ماننے والوں نے عورت کو جانور سے بدتر کہہ کر اس کی تذلیل کی۔

کسی مذہب کے ماننے والوں نے عورت کو شیطان کہہ کر راندۂ درگاہ سمجھ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور کہا گیا کہ عورت سے دوری ہی نجات کا باعث ہے۔ اور بعض قوموں نے عورت کو قتل اور زندہ درگور کیا غرضیکہ مختلف اقوام اور مذاہب کے ماننے والوں نے عورت کی تذلیل کی۔ اسے کلبوں، سینما گھروں اور بازاروں کی زینت بنا کر ذلّت سے دوچار کیا اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اس کو نشانہ بنا کر رسوا کیا۔

لیکن اسلام نے عورت کو قعر ذلّت سے نکال کر عزّت بخشی اس کے حقوق وفرائض مقرر کئے اور عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی اور بتادیا کہ عورت ماں ہے تو اس۔ کے قدموں تلے جنّت ہے اگر بیٹی ہے تو رحمت اور بخشش کا ذریعہ ہے۔ نیک اور صالح عورت کو دنیا کی بہترین متاع بتایا گیا ہے۔

ترقی کے اس دور میں بھی ترقی کے نام پر ہر جگہ عورت پر ظلم وستم جاری ہے۔ کچھ عرصہ قبل میرے محترم دوست جناب محمد شعیب زکریا سایا صاحب نے مجھے اس طرف توجہ دلائی کہ آپ تاریخی ادوار اور مختلف مذاہب میں عورت کے مقام وحیثیت کے بارے میں حقائق سامنے لائیں اور عورت کے اسلام میں دیئے گئے حقوق عزّت ومرتبت کا جائزہ لیں تاکہ آج کی عورت جب اپنے آپ کو تاریخ اور مختلف مذاہب میں اپنے مقام کی روشنی میں دیکھے تو اسے احساس ہو کہ وہ آج ترقی اور جدیدیت کے نام پر کس طرح زمانے کی حوس کا شکار ہے

اس طرح اسے اسلام کے اندر دیئے گئے تحفّظ واحترام کا اندازہ بھی ہو سکے گا اس تقابل کے نتیجے میں وہ اپنے لیئے صحیح راستے کا انتخاب کر سکے گی۔

چنانچہ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ میں اس موضوع پر ضرور کام کروں گا اور آج میں اس کتاب کی تکمیل پر بیحد خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ الحمدللہ پورا ہو گیا۔ کتاب لکھتے وقت میں نے یہ کوشش کی ہے کہ مواد تحقیقی ہو۔ مختلف مذاہب، عرب اور اسلام میں عورت کی حیثیت، مقام اور قدر و منزلت کو بیان کیا جائے اور ساتھ ساتھ مسائل مثلاً بیوی کا انتخاب، نکاح، ولیمہ، نکاح اور اس کے فوائد، طلاق، خلع، حقوق زوجین، خاندانی منصوبہ بندی اور عزل وغیرہ کو بھی قرآن وسنّت کی روشنی میں لکھا جائے اس لئے کہ عام لوگ مسائل سے ناواقف ہونے کی بناء پر عورت کے ساتھ ظلم وستم کرتے ہیں جو صنف نازک کے ساتھ بڑی ہی زیادتی ہے۔ میں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ عورت اسلامی احکامات پر عمل کر کے کس طرح معاشرے میں عزّت ومقام حاصل کر سکتی ہے۔

میری یہ تحقیقی کاوش میرے والدین (مرحومین) کی مجھ سے شفقت، محبت، محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے اور اللہ کریم جل شانہ سے میری دعا ہے کہ وہ میرے والدین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

میں مشکور ہوں جناب پروفیسر رانا شاہد جاوید صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب اور مفتی محمد راشد صاحب کا کہ جنھوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی میرے محترم دوست جناب محمد عرفان صاحب، محترمہ حنا صاحبہ اور مختیار احمد سولنگی صاحب نے کمپوزنگ میں میری معاونت اور مدد کی ہے۔

آخر میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے مہربان جناب عرفان اللہ خان مروت صاحب (وزیر معدنیات حکومت سندھ)، خواجہ محمد اشرف صاحب (صدر منہاج القرآن سندھ)، محترم جناب حاجی محمد زکریا سایا صاحب، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید صاحب، پروفیسر ڈاکٹر

محمد سعید صاحب، پروفیسر جلال الدین چوہان صاحب، پروفیسر محترمہ رخسانہ تالپور صاحبہ، پروفیسر محمد ریاض انصاری صاحب، میاں محمد طارق رگانوالا صاحب، ملک محمد عمر صاحب، خلیفہ (حضرت سلطان باہوؒ)، سید عیاض حسین شاہ صاحب، حافظ محمد اسماعیل مہروی صاحب، محترمہ عطیہ حلیم صاحبہ اور محترمہ رضوانہ صاحبہ، میری محترمہ خورشید باجی صاحبہ کی دعائیں اور رہنمائی میرے شامل حال رہیں اور میں اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکا۔

ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین

(۱) القرآن، سورۃ الذٰریٰت، آیت نمبر 51/56

۲) القرآن، سورۃ الاعراف، آیت نمبر 7/189

۳) القرآن، سورۃ الرّوم، آیت نمبر، 30/21

۴) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 3/1

حصہ اوّل

عورت

عورت کے لئے قرآن وسنّت میں لفظ ''نِسآء'' استعمال ہوا ہے جو امراءۃ کی جمع ہے قرآن کریم میں ایک سورۃ کا نام بھی نِسآء ہے۔

انسانیّت کی تکمیل اور معاشرے کی تشکیل میں عورت کے اہم کردار کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نِسآء میں اس کے حقوق کی حفاظت اور اس کی مراعات کا تعیین فرما دیا ہے اور عورتوں سے حسن سلوک اور رواداری کا حکم بھی دیا ہے۔[1]

صنف ضعیف: انسانیت میں صنف ضعیف عورت ہے جو بغیر مرد کے اپنی حفاظت بھی نہیں کرسکتی۔ عورت ہمیشہ سے مرد کی محتاج رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ میں عورت کا مرد کی مدد کے بغیر زندہ رہنا بھی مشکل اور محال ہے۔ لیکن مرد نے عورت پر ظلم وستم کی بھی انتہا کردی ہے مثلاً عورت کو بیچا گیا، قتل کیا گیا، زندہ درگور کیا گیا، پیٹا گیا، گھسیٹا گیا، اغوا کیا گیا اور عورت کو ذلّت ورسوائی سے دوچار کیا گیا۔ لیکن اسلام نے عورت کو عزّت دی ہے معاشرے میں اس کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے اور اس کے حقوق مقرر کئے گئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ عورت مرد کے لیئے ذریعہ سکون ہے اگر کسی مرد نے عورت کو تکلیف دی اور نقصان پہنچایا تو اس آدمی نے اپنا اطمینان وسکون برباد کردیا۔ ایسے آدمی کو کبھی بھی عزّت وسکون نہیں مل سکتا۔ تاریخی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں مرد کو عورت کے ذریعے اور عورت کو مرد کے ذریعے عزّت عطاء فرمادی ہے اور اگر زوجین رشتہء ازواج اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو یقیناً عزّت کی زندگی بسر کریں گے لیکن اگر

زوجین ایکدوسرے کے حقوق کو پامال کریں گے تو معاشرے میں ذلّت ورسوائی ان کا مقدر بن جائے گی۔ جنہیں بعد میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

کشوری لغات میں عورت سے مراد مرد وزن کی شرمگاہ ہے۔ وہ چیز جس چیز کے دیکھنے اور دکھانے سے شرم آئے اور عورت کو مجازی طور پر اس لئے عورت کہا گیا ہے کہ اسکا سرسے پاؤں تک تمام جسم قابل پوشیدہ ہے۔ 2

عورت کے بارے میں آراء: نامور یونانی مفکّر ارسطو کا خیال ہے کہ عورت ناقص مرد کی دوسری شکل ہے۔

مفکّر فریڈرک نطشے نے عورت کے بارے میں کہا ہے کہ وہ عورت خدا کی (خاکم بدھن) دوسری غلطی کا نمونہ ہے۔ مفکّر آسکر وائلڈ نے یہ کہہ کر عورت کا مذاق اڑایا ہے کہ کیا عورت کو بھی سمجھنے کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ 3

علامہ محمد اقبال کے نزدیک عورت اپنی فطری شرم وحیا کے ساتھ مقدّس نظر آتی ہے جسے شرعی حدود اور مشرقی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے انسانیت کی تعمیر کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ عورت خدا کی رحمت ہے اس کی محبت و شفقت پیغمبرانہ شفقت کی آئینہ دار ہے۔ ملّت کا استقلال عورت کی تکریم سے ہے یہی وہ شعلہ ہے جس سے کائنات میں حرارت پائی جاتی ہے۔

علاّمہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں 4

عورت قرآن کی نظر میں: عورتوں کے نام پر قرآن شریف میں ایک مستقل سورۃ، سورۃ النّساء ہے جس سے عورت کا مقام و مرتبہ اور بڑھ جاتا ہے۔ یہ عورت کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے۔

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق عطا کیے ہیں ان کی فہرست بہت طویل ہے ان میں اہم حق عورتوں کو زندہ رہنے کا ملا ہے۔ اسلام نے عورت کے وجود کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ساری دینا سے تسلیم کرایا۔

اسلام سے پہلے خطہ عرب کی صورتحال خواتین کی صورتحال کو قرآن کریم نے اسطرح سے بیان کیا ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ .5۔

اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو اس کا چہرہ غصّے سے سیاہ پڑ جاتا اور وہ غصّے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا (نہ سمجھ پاتا) آیا ذلّت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا پھر اس کو مٹی میں دبا آئے۔ سنو! وہ کتنا بُرا فیصلہ کرتے تھے۔

روز قیامت پہلا مقدمہ: اسلام سے قبل عورت ذلّت اور پستی کے اس مقام پر تھی کہ جہاں والد جیسا شفیق سہارا بھی اس کی جان کا دشمن بن جاتا اور اسے صحرا کی وسعتوں میں زندہ گاڑ آتا تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہوا:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ .6۔

اور جب (قیامت کے دن) زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر کس

گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ 7۔

اے لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے ایک جان سے۔

اللہ تعالیٰ نے نفسٍ واحدۃ فرما کر عورت اور مرد کے بحیثیت انسان حقوق، اجر و ثواب اور سزا میں برابری کو بیان فرمایا ہے۔

اسلام سے قبل عورت کی تحقیر، تذلیل اور اسے قتل کرنا عام تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک صحابی حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپؐ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ حدیث پاک میں یہ فرمان نبویؐ موجود ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلا مقدمہ زندہ درگور کی جانے والی بچی کا پیش ہوگا۔8

وہ بدنصیب بچیاں جو زندہ درگور ہونے سے بچ جاتیں پھر ان کی زندگی عذاب مسلسل کا نمونہ ہوتی۔

صنف نازک عہد جاہلیّت میں: عہد جاہلیت میں عورت کی کوئی عزت اور وقعت نہ تھی۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف زندگی بخشی بلکہ معاشرے میں عزت ووقار دے کر زندگی کا لطف دوبالا کردیا۔ آپؐ نے اپنے عمل سے بتایا کہ بیٹی کس قدر پیاری اور معصوم مخلوق ہوتی ہے۔ آپؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ آپؐ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آتے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور سر پر دست شفقت پھیر کر اپنی جگہ بٹھاتے

تھے۔9

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بیٹیاں دے کر آزمایا گیا اس نے ان بچیوں سے محبت کا سلوک کیا تو وہ بچیاں جہنّم کی آگ اور اس شخص کے درمیان پردہ (آڑ) بن جائیں گی۔10

آپ کی وصیت: اسلام تمام دنیا والوں کے لئے امن وسلامتی کا دین ہے لیکن خاص طور پر معاشرے کے مجبور اور کمزور طبقوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوا ہے یہ مجبور لوگ غلام اور کمزور مخلوق عورت تھی۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو خطبہ دیا وہ پوری انسانیت کے لئے منشور کی حیثیت رکھتا ہے اس میں غلاموں کے تذکرے کے بعد عورتوں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

اِسۡتَوۡصُوۡا بِالنِّسَآءِ خَیۡرًا 11۔

میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں نیکی اور بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں۔

اسلام میں عورت کی حیثیت: ماں، بہن اور بیٹی کے علاوہ عورت کی ایک اہم حیثیت بیوی کی ہے اسلام سے قبل شوہر کی صورت میں مرد اس قدر غالب تھا کہ بیوی محض اس کی باندی بن کر رہ گئی تھی وہ اس سے ہر خدمت لینے کا مجاز تھا اسے نہ صرف بیوی کو مارنے پیٹنے کا اختیار حاصل تھا بلکہ وہ اسے جاں تک مار ڈالنے کا حق دار تھا اسلام نے شوہر کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَ عَاشِرُوۡ هُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔12

اوران بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی گذارو۔

عزت وسربلندی کا معیار: قرآن میں بتلایا گیا ہے کہ انسان کی فلاح وآشتی اسکے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ ایسے تصورات کو جو عورت کو محض عورت ہونے کی وجہ سے ذلیل تصور کر کے انسانیت کی بلندترین سطح سے گرا کر مرد کو محض اس لئے عرش بریں کا حقدار خیال کرتے ہیں کہ وہ مرد ہے جاہلانہ نظریات قرار دیتا ہے اور یہ بتایا ہے کہ عزّت وسربلندی کا معیار تقویٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. 13۔

جس مرد وعورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔

بہترین دوست: عورت زندگی کی بہترین ساتھی ہے اور مرد وعورت کی رفاقت کی وجہ سے خاندان جیسا اہم ادارہ ظہور پذیر ہوا۔ کسی بھی انسان کے لئے تنہا زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ اس لیئے زندگی کے بہت سے معاملات میں دوسروں کا محتاج ہے اور وہ اپنی بیشتر ضروریات کو خود پورا نہیں کرسکتا۔ اسلیے لازماً دوسروں سے میل جول رکھنا پڑتا ہے۔ آدمؑ کی تخلیق کے بعد ان کی تنہائی کے احساس کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے حضرت حواؑ کو پیدا فرمایا۔ 14۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عورت کے ساتھ محبت اور شفقت کی تلقین فرمائی ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی رضائی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی آمد پر کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور آپؐ اپنی چادر بھی ان کے لئے بچھادیا کرتے تھے۔ 15۔

دنیا میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب: حضرت عمر بن العاص جب غزوہ سلاسل سے واپس آئے تو معلوم کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ۔ کو صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مردوں کی نسبت سے سوال ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ کے باپ کو ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کو سمجھایا کہ عائشہ کی نقل نہ کیا کرو وہ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں۔16

نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں تو آپؐ ان سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا آپؐ نے عورتوں پر محبت وشفقت کی تعلیم کا سلسلہ اپنے گھر سے شروع فرمایا۔ اور آپؐ نے اپنی امّت کو عورت کی تکریم کی تلقین فرمائی۔

عورتوں کے حقوق کے متعلّق ارشاد: آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک عظیم خطبہء ارشاد فرمایا جس میں عورتوں کے حقوق کے متعلّق آپؐ نے اعلان فرمایا:

اے لوگو تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمّے حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے بلا شبہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے طور پر حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے اوپر اللہ کے کلمات کے ساتھ حلال کیا ہے لہٰذا عورتوں کے معاملات میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کرو۔17

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عورت کو ماں کے روپ میں عظیم درجہ سے سرفراز فرمایا اور ماں کی خوشنودی کو جنّت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے یہاں تک کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غیر مسلمہ اور مشرکہ ماں سے بھی نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب حضرت اسماءؓ کی والدہ حالتِ شرک میں آپ سے ملنے کو آئیں تو آپؓ ان کی خدمت سے ہچکچائیں تو انہوں نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس بارے میں معلوم کیا تو آپؐ نے انہیں صلہ رحمی اور احسان کرنے کا حکم دیا۔18

اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عورتوں کے ساتھ جو عدل واحسان کی تعلیم دی ہے اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی اسلام نے عورت کو ماں ،بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے جو عزّت واحترام کا درجہ دیا ہے حقیقت میں وہ عورتوں پر عظیم احسان وانعام ہے۔

امت مسلمہ کا بہترین فرد: عورتوں کے بارے میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے امت مسلمہ کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَ ھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُ کُمْ لِاَ ھْلِیْ 19 ۔

تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے سب سے اچھا سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔

غرضیکہ اسلام میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کی تعلیم دی گئی ہے جبکہ دیگر مذاہب میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی مثالیں نہیں ملتیں۔ اور اسلام سے قبل خطہ عرب میں بھی عورت پر ظلم وزیادتی برپا تھی۔ یہاں تک کہ بیوہ کو بغیر نکاح کے اور یتیم بچیوں کو بغیر حق مہر ادا کئے زوجیّت میں لے لیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا خود نبی کریم صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے اسوۂ حسنہ سے مثالیں موجود ہیں۔ آپؐ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ انتہائی خوش خلقی اور محبت سے پیش آتے تھے جو امّت مسلمہ کے لیئے ایک درس ہے۔

یہودیت میں عورت

یہاں یہودی مذہب میں عورت کی حیثیت سے پہلے یہودیت کی تاریخ کو بیان کیا جائے گا تاکہ قارئین کرام مذہب یہودیت سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

یہود کا تعارف: یہود کی تاریخ اور ان کی مقدس کتاب عہد نامہ عتیق میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے تین بیٹے حضرت اسحاقؑ، حضرت اسماعیلؑ اور مدینؑ تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد عرب کہلائے اور حضرت اسحاقؑ کے دو بیٹے عیسو اور حضرت یعقوبؑ تھے۔

حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا اور یہ عبرانی لفظ ہے۔ اسرا کے معنیٰ بندہ اور ''ئیل'' کے معنیٰ اللہ کے ہیں تو اسرائیل کے معنیٰ اللہ کے بندہ کے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کے لقب کی وجہ سے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں بڑے کا نام یہودا اور ان میں سب سے چھوٹے بیٹے کا نام بنیامین تھا اور بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کے بڑے بیٹے یہود کی طرف نسبت کرکے یہودی بھی کہلاتے ہیں۔ اور یوں یہودی قبیلہ اور پھر قوم مشہور ہوئی۔

'اسلام ایک نظریہ ایک تحریک' میں کتاب کے مصنّف نے تحقیق کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ یہودیت کا لفظ یہودا سے ماخوذ ہے جو ایک قبیلے کا نام ہے۔ 20ے

چودھری غلام رسول ایم۔اے تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فلسطین کے ایک

علاقے کا نام بھی یہودیہ تھا اور اس علاقے میں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہودا اور بنیامین کی نسل آباد ہوئی تھی اور وہ یہودی کہلاتے تھے۔ نسلی لحاظ سے تمام یہودی اسرائیلی ہیں وہ حضرت یعقوبؑ کے لقب اسرائیل کی طرف نسبت کر کے بنی اسرائیل کہلاتے ہیں لیکن سب بنی اسرائیل اپنے آپ کو یہودی نہیں کہلاتے۔ 21ے

تورىت میں تحریف: یہودیوں کی مقدس کتب میں عہد نامہ عتیق قدیم ہے اس کتاب میں تاریخی واقعات ملتے ہیں۔ 22ے اسی کتاب کو توراۃ کہا جاتا ہے۔ یہودیوں کے علماء نے اس کتاب کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کیا۔ توراۃ مقدّس کا اصل نسخہ جو عبرانی زبان میں تھا وہ ناپید ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی تباہیوں کی وجہ سے وہ نسخہ ضائع ہو گیا۔ بنی اسرائیل فرقوں اور گمراہیوں میں پڑ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جس حکم کو اپنے خیالات اور نفسانی خواہشات کے خلاف سمجھتے تو اسے ضائع یا حذف کر دیا کرتے تھے۔ 23ے

تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی کتاب عہد نامہ عتیق اپنی تحریف وترمیم کے بعد بھی مقدس ومعتبر کتاب ہے۔

مشہور محقق سیّد اقبال ھاشمی لکھتے ہیں کہ بخت نصر بادشاہ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو اس وقت توراۃ کا ایک نسخہ ہیکل سلیمانی میں موجود تھا اور وہ برباد ہو گیا۔ بخت نصر نے پوری یہودی قوم کو بابلِ سائرس میں قید کر دیا۔ جب سائرس نے بابل کو فتح کیا اور یہودیوں کو رہائی ملی تو توراۃ کا ایک نسخہ تلاش کر لیا گیا۔ اس کے بعد پھر کم از کم تین مرتبہ یہ نسخہ برباد ہوا۔ یہودیوں کی مقدّس کتاب توراۃ میں تحریف وتبدیلی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب میں حضرت موسیٰؑ کی وفات اور پھر تکفین وغیرہ تک کے واقعات بھی اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ 24ے

تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتاب توراۃ میں تحریف وتبدیلی

کی ہے۔اور قرآن مجید بھی اس کی گواہی دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ.25 ۔

پس تباہی ہے ان لوگوں کے لیئے جو لکھتے ہیں اپنے ہاتھوں سے پھر وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس کو تھوڑی قیمت میں بیچ دیں۔پس تباہی اور بربادی ہے ان لوگوں کے لئے جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور ہلاکت ہے ان کے لئے جو وہ کام کرتے ہیں۔

مذکورہ آیت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ یہودی علماء کی یہ بداعمالیاں تھیں کہ جب ان سے لوگ کوئی مسئلہ معلوم کرتے تو ان کے علماء لوگوں سے روپیہ پیسہ لے کر اللہ کے احکامات کو تبدیل کرتے اور اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہتے کہ یہ اللہ کا حکم توراۃ میں ہے تو اِس طرح احکامات الٰہی کو تبدیل کرتے اور ان میں تحریف کیا کرتے۔

عورت کی حیثیت: یہودی مذہب کے متعلق ان مختصر معلومات کے بعد یہودی مذہب میں عورت کی حیثیت کو بیان کیا جائے گا۔یہودی مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور یہودیت میں اولاد نرینہ کی موجودگی میں عورت کے حق وراثت کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔یہودی معاشرہ میں عورت کو بُرا سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ اسے سرتاپا گناہ کا منبع بتایا گیا ہے۔چنانچہ یہودی قانون میں وراثت بیٹوں کو ملتی ہے جب بیٹا نہ ہوتو بیٹیوں کو منتقل ہوجاتی ہے اور جب بیٹیاں بھی نہ ہوں تو پھر وراثت بھائیوں کو مل جاتی ہے اور جب بھائی بھی نہ ہو تو پھر بہنوں کا حق ہوتا ہے۔یہودیت میں باپ کو اختیار ہے کہ اپنی بیٹی کو بطور کنیز کسی کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے۔اگر باپ وصال کر جائے تو بھائی بھی اپنی بہن سے یہی

سلوک کر سکتا ہے۔

مرد کی لونڈی: یہودی جو اپنی تاریخ میں اخلاقی انحطاط کا شکار تھے اور یہ لوگ طمع و لالچ میں گھرے ہوئے تھے۔ یہ لوگ عورتوں کے حقوق کیسے پورا کرتے اس لیئے کہ ان کو اس میں کسی مالی منفعت کی بجائے مال و دولت خرچ کرنا پڑتا تھا۔ یہودیوں کا کہنا ہے کہ عورت مرد کی کنیز اور لونڈی ہے۔ جیسا کہ بائبل میں بیوی کو بعولہ یعنی منقولہ جائیداد اور شوہر کو بُعل یعنی مالک کہا گیا ہے۔ 26ے

مذکورہ عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہودی معاشرے میں عورت اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم رہی ہے۔ یہودیت میں بیٹیوں کو بیٹوں سے بھی کم درجہ حاصل تھا۔ یہودی باپ اپنی بیٹی کو فروخت بھی کر سکتا تھا اور میراث میں اس کے لیئے کوئی حصّہ نہ تھا۔ عورت کے حقوق و فرائض سے متعلّق یہودی مذہب میں کوئی قانون نہیں ہے۔

غلطیوں کا سر چشمہ: یہودی مذہب میں عورت کو گناہ اور غلطیوں کا سرچشمہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان کی تاریخ میں لغزش آدم اور خمار گندم کا سارا خمیازہ عورت ہی کو بھگتنا پڑا تھا۔ یہودیوں کے مستند انسائیکلو پیڈیا آف جیوئش میں ہے کہ مصیبت اوّل بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی لہٰذا اس کو شوہر کا محکوم رکھا گیا ہے اور شوہر اس کا حاکم اور مالک ہوتا ہے اور وہ اس کی مملوکہ ہے۔ 27ے

مرد کا تصرف: یہودیت میں یہ سمجھا گیا ہے کہ مرد شریف الطبع اور صالح ہے لیکن عورت چالاک ہے مرد کو حاکمیت اور اقتدار حاصل ہونے کی وجہ یہودیت میں یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوّا سے جو گناہ سرزد ہوا تھا اس کی پاداش میں عورت کو حمل اور ولادت کے تکلیف دہ مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کمزور اور ناتواں گردانی گئی ہے۔ اور کئی معاملات میں عورت کی حیثیت اور وجود کو غیر ضروری اور نا اہل قرار دیا گیا ہے۔ اس لیئے

یہودی شریعت میں عورت پر مرد کا تصرف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اگر عورت منّت بھی مان لے اور اپنے اوپر کوئی چیز فرض کر لے تو اس کا باپ اگر اسے منع کر دے تو اس کا فرض بھی اس سے ساقط ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عورت معذور ٹھہرے گی اس لیئے کہ اس کے باپ نے اسے وہ فرض ادا کرنے کی اجازت نہیں دی اسی طرح ایسا حق شوہر کو بھی حاصل رہے گا اور وہ دوسری شادی کے حق سے بھی محروم رکھی گئی تھی۔ 28ے

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہودیت میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور اقتدار و حاکمیت مرد کو حاصل تھا۔ یہاں تک کہ فرض کی اَدائیگی میں بھی عورت مرد کے تابع فرماں تھی۔ وہ چاہے تو اسے اجازت دے اور اگر چاہے تو منع کر دے۔ اسی طرح اگر ایک مرتبہ عورت کی شادی مرد سے ہوگی تو یہودی شریعت میں اس عورت کو دوسری شادی کی کسی صورت میں اجازت نہ تھی۔ اس سے واضح ہوا کہ عورت پر ظلم وستم کی یہودیوں نے انتہا کر دی تھی۔

سیّد سلیمان علی ندوی لکھتے ہیں کہ عورت پر مرد کو مکمل حاکمیّت حاصل تھی۔ یہودیت میں عورت ایک بھائی کے مرنے کے بعد دوسرے بھائی کی ملکیت ہو جاتی تھی اور وہ جس طرح چاہتا تھا اس سے معاملہ کرتا تھا یہاں تک کہ عورت کی مرضی کو اس میں کوئی دخل بھی نہ تھا۔ 29ے

عورت کے بارے میں تالمود کا بیان: یہودی مذہب میں غیر یہودی عورت کی تو کوئی عزّت واحترام اور حیثیت نہیں ہے۔ یہودیوں کی مشہور علمی اور ادبی کتاب ''تالمود'' جو ایک دینی ذخیرہ تصوّر کی جاتی ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ:

کوئی بھی یہودی کسی اجنبی عورت کی اگر عزت لوٹ لیتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے کہ غیر یہودی عورت جانور کے برابر ہے اور کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کو نہیں روک سکتا تو وہ انہیں پوری کر سکتا ہے بشرطیکہ راز داری سے ہو یہودی اپنی بیوی کو ہر طریقے سے

استعمال کرتے اور اس کے جسم کے ہر حصّے کو اس لئے کہ بیوی کی مثال گوشت کے اس ٹکڑے کی ہے جو تم قصاب سے خریدتے ہو جسے تم بھون کر یا تل کر بھی کھا سکتے ہو۔30

یہودیت میں عورت کے بارے میں تحقیر آمیز کلمات بیان کر کے اس کی حیثیت کو نہایت کمزور کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی عزّت کو مجروح کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کو جو محبوب ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا ہزار آدمیوں میں کوئی ایک اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے لیکن پورے عالم کی عورتوں میں بھی کوئی ایک عورت بھی ایسی عورت نہیں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔31

یہودی مذہب میں عورت کو بہت ہی بُری مخلوق سمجھا گیا ہے اور یہودیوں کو اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے ان کو یہ بتایا گیا ہے کہ عورت ہی ایک وہ مخلوق ہے جو انسان کو اپنے ربّ سے دور کر دیتی ہے۔ حالانکہ انہیں یہ سمجھ نہیں آیا کہ ایک عورت ہی انہیں جنم دیتی ہے جس کی حیثیت ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی ہے اور ہر حیثیت سے اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا چاہیئے جس کی اسلام میں تلقین کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہودیت میں عورت کو انسان سمجھنے میں بھی پس وپیش سے کام لیا گیا ہے اور اسے مرد کی خدمت کے لئے انسان نما حیوان قرار دیا گیا ہے۔

چوہدری غلام رسول تحریر کرتے ہیں کہ یہودیت میں عورت وراثت میں حصّہ دار نہیں ٹھہرائی گئی ہے یہاں تک کہ اس کی اپنی کمائی بھی اس کی شادی سے پہلے اس کے والدین کی ہوتی ہے اور شادی کے بعد اس کی کمائی سے حاصل شدہ آمدنی اس کے شوہر کی ہوتی ہے یہودیت میں عورت کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی یہاں تک کہ باپ کی بیویاں بھی بیٹے کی وراثت میں شمار ہوتی ہیں۔32

جب ہم یہودی مذہب کا تحقیقی مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی

معاشرہ میں یہودی عورت کی کوئی انفرادی حیثیت نہیں اور نہ ہی وہ معاشرے میں کسی مقام کی مستحق سمجھی جاتی ہے۔ یہودی عورت کو خاندانی معاملات اور وراثت جیسے اہم مسئلہ میں بھی نظرانداز کر دیا گیا ہے اسے شوہر کی جائیداد سے بھی، کوئی حصّہ نہیں دیا گیا ہے۔ باپ کی وراثت اور شوہر کی جائیداد کے علاوہ اسے خود اپنی کمائی سے بھی ھاتھ دھونا پڑا ہے۔ اس کی اپنی کمائی کا مالک باپ، بھائی اور شوہر کو سمجھا گیا ہے۔ یہودیت میں باپ کی ساری کمائی کا مالک اور وارث صرف اور صرف بیٹا ہے۔ اور یہ عورت جو ایک کمزور صنف ہے اس کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے۔

عورت کی خستہ حالت: یہودیت میں عورتوں کی حالت خستہ وخراب تھی ایک یہودی بدوی لڑکی اپنے والد کے گھر میں بھی ایک نوکرانی کی حیثیت رکھتی تھی سن بلوغت سے پہلے اس کے والد کو اختیار تھا کہ وہ جسے چاہے اسے بیچ ڈالے، باپ کی وفات کی صورت میں یہ اختیار بھائیوں کو منتقل ہو جاتا تھا۔

یہودیت میں عورت اپنے خاوند یا باپ کی جائیداد کا ایک حصّہ شمار کی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک متوفّی مرد کی بیوائیں دوسری املاک کی طرح اس کے بیٹوں کو ورثے میں ملتی تھیں اسی کا نتیجہ تھا کہ سوتیلے بیٹوں اور سوتیلی ماؤں کی آپس میں شادیاں ھوتی تھیں جنہیں اسلام نے نکاح المقت (شرمناک یا مکروہ نکاح) کے نام سے مطعون کر کے منع کر دیا۔ یمن کے نیم یہودی اور نیم صابی قبیلوں کے یہاں تو ایک عورت کے بیک وقت بہت سے مردوں کی بیوی ہونے کا دستور بھی تھا۔ 33

اخلاقی پستی: یہودی اخلاقی پستی میں اتنے گرے ہوئے تھے کہ بار بار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے ان کی اخلاقی پستی کا اہم ترین ایک پہلو یہ بھی تھا کہ وہ حلال کو چھوڑ کر حرام کے

دلدادہ ہو چکے تھے۔ اپنی عورت (بیوی) کی موجودگی میں دوسروں کی بیوی کی تلاش میں رہتے تھے اسکے لیئے وہ جادو ٹونہ کرتے تا کہ کسی دوسرے کی بیوی ہتھیالیں جیسا کہ یہودیوں کی بداعمالیوں کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے:

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ 34۔

پس وہ (یہودی) سیکھتے تھے وہ علم (جادو ٹونہ) جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان تفریق ڈال دیں۔

یہودی قوم کا یہ پسندیدہ مشغلہ بن چکا تھا کہ کسی کی منکوحہ کو اس کے شوہر سے ورغلانے کو وہ بڑی فتح و کامیابی تصور کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی پست اخلاقی کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ لوگ (یہودی) بیہودگی میں پڑے ہوئے تھے اور انھوں نے معاشرے میں بڑا ہی فساد برپا کر رکھا تھا۔ اور یہ جادو ٹونہ کا علم سکھانے والے مال و دولت کی لالچ اور تفریق بین الزّوجین میں مبتلاء تھے۔

دورِ حاضر میں عورت یہودی معاشرے میں مرد کے شانہ بشانہ متّحرک نظر آتی ہے تو اس کی وجہ یہودی مرد کی ذہنی و اعتقادی نظریات میں تبدیلی نہیں ہے بلکہ یہودی عورت کی اپنی جدوجہد ہے۔ یہودی مذہبی عقائد کے مطابق عورت مردوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی حقدار نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پہلے سے نافرمان ہے اور شیطان کی سواری ہے۔ انہی نظریات و تعلیمات کی وجہ سے یہودیت میں عورت بہت سے مذہبی، عائلی اور معاشرتی حقوق سے محروم ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہودی مذہب و معاشرے میں عورت کو پسماندہ و کمزور رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ یہودیت میں عورت پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی ایک ہی وقت میں کئی بیویاں رکھنے کی انہیں چھوٹ تھی اور پھر وراثت و جائیداد میں ان کا کوئی حصّہ نہ تھا۔ جبکہ اسلام میں بیک وقت چار بیویوں کے رکھنے کی اجازت دی گئی یعنی بیویوں کی تعداد کا تقرر کیا گیا ہے اور انکا وراثت میں بھی حق رکھا گیا

ہے ان کے ساتھ نیکی وحسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کو انشاء اللہ بعد میں تفصیلاً بیان کیا جائے گا۔

عیسائیت میں عورت

عیسائی مذہب میں عورت کی حیثیت کو بیان کرنے سے پہلے عیسائیت کی تاریخ کو بیان کیا جائے گا تاکہ قارئین کرام عیسائی مذہب سے واقفیّت حاصل کرسکیں۔

عیسائیت کا تعارف: عیسائیت کا شمار بھی الہامی مذاہب میں ہوتا ہے اقوام متحدہ کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا کے تمام مذاہب میں عیسائیت کو اکثریت حاصل ہے یعنی افراد کے لحاظ سے دنیا میں عیسائی سب سے زیادہ ہیں اور انہیں دنیا میں فی زمانہ عروج حاصل ہے یعنی قوّت میں بھی ہر لحاظ سے زیادہ طاقتور ہیں۔ مؤرخ احمد عبداللہ المسدوسی نے بھی عیسائیت کو دنیا کا ایک بڑا مذہب بتایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ''عیسائیت ایک اخلاقی، تاریخی، عالمگیر توحید پرست، نجات دہندہ مذہب ہے جس میں خدا اور بندے کے تعلّقات کا درمیانی واسطہ خداوند یسوع مسیح کی ذات ہے''۔

حضرت عیسٰیؑ علیہ السّلام جو حضرت مریم بنت عمران کے یہاں بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسٰیؑ کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور ارشاد ہوا:

اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَاللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُن فَیَکُونُ 35 ۔

یقیناً عیسٰیؑ کی مثال اللہ کے یہاں آدمؑ کی طرح ہے ان کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر

کہا ہو جا تو وہ پیدا ہو گئے۔

مذکورہ آیت سے واضح ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اسی طرح وہ اس پر بھی قادر ہے کہ بغیر باپ کے پیدا فرمائے تو قادر مطلق نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے حضرت بی بی مریم کے بطن اطہر سے پیدا فرمایا۔

حضرت عیسیٰؑ جب پیدا ہوئے تو یہودیوں نے ان کی ماں بی بی مریم پر تہمت لگائی اور بولے کہ اے مریم تم نے تو بڑی ہی بُری بات کی ہے۔ اور تیرا باپ تو کوئی بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تمہاری والدہ حضرت حنہ کوئی بُری عورت نہ تھی۔ حضرت مریم کی قوم بنی اسرائیل نے جب ان سے ایسی باتیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت بی بی مریم کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ بچے کی طرف اشارہ کریں تو انہوں نے بچے (حضرت عیسیٰؑ) کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے پوچھیں اور یہ آپ کو بتائیں گے کہ میں کون ہوں۔ تو قوم بول اُٹھی کہ ہم اس معصوم سے کیسے بات کریں جو ابھی جھولے میں ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بول اُٹھے ارشاد خداوندی ہے۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّاوَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًااَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِوَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّا وَّ بَرًّاۢ بِوَ الِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ .مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَمِنْ وَّلَدٍسُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ. وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ. 36 ؎

بچہ بولا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے مبارک کیا۔ میں جہاں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوۃ کی تاکید فرمائی جب تک

میں زندہ رہوں۔اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا اور مجھے بد بخت نہیں بنایا۔اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں۔ یہ ہے عیسٰی، مریم کا بیٹا۔ سچّی بات جس میں شک کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچّہ بنائے۔اس کی ذات پاک ہے۔جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اس سے فرماتا ہے کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتا ہے اور عیسٰیؑ نے کہا بے شک اللہ میرا ربّ ہے اور تمہارا ربّ ہے اس کی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسٰیؑ کے ماننے والے عیسائی کہلاتے ہیں۔یہ ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کی تمام کی تمام تعلیمات رہبانیّت پر مبنی ہیں۔یہ لوگ حضرت عیسٰیؑ کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ان کی تعلیمات کے بارے میں عہد نامہ جدید میں چار انجیلیں شامل ہیں مگر ہر انجیل کے بیان میں اختلاف ہے اس لیئے کہ حضرت عیسٰیؑ نے تمام عمر شادی نہیں کی تھی اس لئے ان کے ماننے والے دنیا سے گریز ہی میں اپنی نجات تصور کرتے ہیں۔عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو چرچ کہتے ہیں۔ان کی مقدّس کتاب کا نام انجیل ہے جس کو وہ بائبل کہتے ہیں۔

عقیدہ تثلیث کی اسلام میں مذمت: اکثر عیسائی حضرت عیسٰیؑ کو خدا کا بیٹا اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مریم کو خدا کی بیوی کہتے ہیں۔(معاذ اللہ) اللہ کی پناہ۔ان کا عقیدہ جسے قرآن بیان کر رہا ہے ارشاد خداوندی ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ. 37۔

بے شک کافر وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں تیسرا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو ردّ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ

يَكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ.38ـ

اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاک اسی کے لیئے ہے
اس کا کوئی بچہ نہیں ہے۔

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان گناہ گار پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ انکے باپ حضرت آدمؑ سے گناہ سرزد ہوا اور وہ جنّت سے نکالے گئے اب ان کی وجہ سے ہر بچّہ گناہوں کا پلندہ ہے اور حضرت عیسیٰؑ لوگوں کے گناہوں کے کفّارے کے طور پر مصلوب ہو گئے نعوذ باللہ اور اس طرح انسانیّت کی نجات کا ذریعہ بنے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو باطل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ. 39ـ

اور نہ وہ (حضرت عیسیٰ) قتل ہوئے اور نہ وہ سولی چڑھائے گئے لیکن ان کو شبہ ہوا ہے اور وہ ان کے بارے میں اختلاف کرنے لگے اور شک میں پڑ گئے اور یقینی بات ہے کہ وہ (حضرت عیسیٰؑ) قتل نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے ان کو اپنے پاس آسمانوں پر اٹھالیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ قربِ قیامت دنیا میں نزول فرمائیں گے امّت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ اور شریعت محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں گے پھر طبعی موت وصال فرمائیں گے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ آپؐ کے روضے انور میں دفن کیئے جائیں گے۔ عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں ان میں اہم پروٹیسٹنٹ Protestant اور کیتھولک Catholic مشہور ہیں۔

عیسائیوں کا اہم عقیدہ تثلیث ہے یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں یہ

ایک میں تین ہیں اور تینوں مل کر ایک۔
دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی دی ان کی لاش تین دن تک قبر میں رہی اور چوتھے دن وہ روح اور جسم کے ساتھ آسمانوں پر چلے گئے ان کی چار مقدس انجیلیں ہیں۔(۱) متی (۲) مرقس (۳) لُوقا (۴) یوحنا۔40

عیسائیت کی اساسی، مذہبی تعلیمات کے بارے میں بڑے اختلافات پائے جاتے ہیں۔اور مسیحیّت نے لادینیّت کو اصولاً اپنا لیا اور یہی چیز اسے اسلام سے الگ کرتی ہے۔ لادینیت سے مراد وہ فلسفہ ہے جو انسانی زندگی کے صرف چند متفرق اجزاء پر مذہب کا حق تسلیم کرتا ہے۔ مسیحی ذہن کا ایمان ہے کہ نجات یافتہ سوسائٹی کا مقام ہمیشہ قوم کے اندر ہوگا اور وہ پورے معاشرے سے مماثل نہ ہوگی اس پورے معاشرہ لادینی دنیا کو اپنا نظام استوار کرنے کی آزادی ہونی چاہیئے۔ یہ ہے وہ اُصول استدلال جس کی بناء پر مسیحی مذہب کلیسا اور ریاست کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے۔41

عورت عیسائی علماءِ کی آراءِ میں: عیسائیت میں عورت کو بہت ہی پست مقام دیا گیا ہے ان کے نزدیک گناہ عورت کے ذریعے ہی دنیا میں آیا ہے۔42

عیسائیت میں عورتوں کے بارے میں دو نظریے تھے۔ پہلے نظریے کی رُو سے عورتوں کی تعظیم مریم پرستی کا نتیجہ تھا اور دوسرے نظریے کی رُو سے وہ قرون وسطیٰ کے اس دستور کا نتیجہ ہے کہ عورتوں کی حمایت وحفاظت کرنا جزوِ شجاعت سمجھا جاتا تھا۔عیسائیت کے ابتدائی زمانوں میں جب عالم و جاہل اور اشرف و اسفل سب کا مذہب حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ماجدہ کی پرستش پر مشتمل تھا اور کلیسا نے عورت کو راندۂ درگاہ قرار دے رکھا تھا۔اور ابائے کلیسا نے یکے بعد دیگرے عورتوں کو خباثتوں، فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں پر داد فصاحت دی تھی۔عیسائیت کے عظیم رہنما ٹرٹلین Tertullian۔ نے عورت کا نقشہ ان الفاظ

میں پیش کیا ہے۔عورت شیطان کا دروازہ ہے، آدم علیہ السّلام کو شجر ممنوعہ کھلانے والی، قانون الٰہی کی خلاف ورزی کرانے والی اور، انسان کو بگاڑنے والی عورت ہے۔ 43

حضرت آدم وحوا علیھم السّلام کا کتاب مقدّس بائبل میں جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں بھی مبالغہ آرائی سے کام لیکر عورت کی فطرت اور اس کی شخصیت کو بالکل مسخ کیا گیا ہے ٹرٹلین نے عیسائی عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: ''عورت تم کو معلوم نہیں تم میں سے ہر ایک حوا ہے خدا کا فتویٰ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی موجود ہے تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہوگا تم تو شیطان کا دروازہ ہو تم ہی نے آسمان سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا ہے۔'' 44

اسی طرح ایک عیسائی صاحب الرّائے نے عورت کے بارے میں کہا ہے کہ ''میں نے عورتوں میں عصمت تلاش کی لیکن ان میں عصمت کو نہ پایا۔'' 45

عورت کے بارے میں لیکی (Lecky) جسے عیسائیت میں ایک بلند مرتبہ سمجھا جاتا ہے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''عورت ایک ناگزیر شر، ایک قدرتی دام تحریص، ایک فتنہ دلفریب، ایک برق نشیمن، ایک سحر مہلک اور ایک بنی ٹھنی آفت ہوتی ہے۔ 46

عیسائی علماء کی آرا کی جزئیات: مذکورہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی مختلف عیسائی علماء کی آرا کو مندرجہ ذیل جزئیات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

☆ عورت کو راندہ درگاہ (گمراہ) قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو خباثتوں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو فتنہ بردار قرار دیا گیا ہے۔

☆ عورت کو شرانگیز قرار دیا گیا ہے۔

☆عورت کو شیطان کہا گیا ہے۔
☆عورت کو خدا کی نافرمان قرار دیا گیا ہے۔
☆عورت کو انسان یعنی مرد کو بگاڑنے والی قرار دیا گیا ہے۔
☆عورت کو انسانیت کی پہلی مجرم قرار دیا گیا ہے۔
☆عورت کو ایک ناگزیر شر قرار دیا گیا ہے۔
☆عورت کو ایک برق نشیمن بتایا گیا ہے۔
☆عورت کو ایک سحر مہلک کہا گیا ہے۔
☆سینٹ برنارڈ کا قول ہے کہ عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔
☆سینٹ انتھونی کا کہنا ہے کہ عورت ایک شیاطین کے ہتھیاروں کی کان ہے۔
☆سینٹ بوناونیٹر کا قول ہے کہ عورت ایک بچھو ہے جو ڈسنے کے لیئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔
☆سینٹ سائیرین کا قول ہے کہ عورت وہ ہتھیار ہے جسے شیطان ہماری روحوں پر قبضہ کرنے کے لیئے استعمال کرتا ہے۔
☆سینٹ جان ومشقی کا قول ہے کہ عورت جھوٹ کی بیٹی، دوزخ کی سپاہی اور امن کی دشمن ہے۔اس کے ذریعے انسان نے بہشت کو کھویا، تمام وحشی درندوں میں عورت سب سے زیادہ خطرناک ہے۔
☆سینٹ گریگری کا قول ہے کہ عورت سانپ کا زہر رکھتی ہے اور اژدھے کا کینہ۔ 47

ان مذکورہ جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اہل عیسائیت میں کوئی مقام حاصل نہ تھا اسے شیطان قرار دیا گیا، شر اور خباثتوں کا مجموعہ بتایا گیا ہے۔اسی عورت کو بہکانے والی گناہ کا ارتکاب کرانے والی قرار دے کر اس کی تحقیر کی گئی ہے اور اسے معاشرے میں رسوا کیا گیا ہے۔عورت سے دور رہنے کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حضرت مسیحؑ کی

اطاعت کا نام دیا گیا ہے۔ عیسائی معاشرہ میں عورت کی حیثیت کمزور اور مصائب سے بھرپور رہی ہے۔

روح اسلام کے مصنّف نے لکھا ہے کہ راسخ العقیدہ کلیسا نے عورتوں کو ادنیٰ ترین رسوم کے سوا تمام مذہبی رسوم سے خارج کر دیا تھا معاشرے سے بھی وہ مطلقاً خارج تھیں۔ نہ وہ کھلے بندوں باہر جا سکتی تھیں، نہ دعوتوں اور ضیافتوں میں شریک ہو سکتی تھیں انہیں تاکید تھی کہ گھر کے گوشۂ عزلت میں زندگی بسر کریں۔ خاموش رہیں۔ اپنے میاں کی اطاعت کریں اور اپنا وقت سوت کاتنے اور کپڑا بننے اور کھانے پکانے میں صرف کریں۔ اگر وہ باہر جاتیں تو ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک لپیٹ لیں یہ تھی عورتوں کی حالت دنیائے عیسوی میں ایک ایسے وقت جب ہر طبقے میں حضرت مریم کی پرستش رائج تھی۔ 48

عیسائی معاشرہ میں عورت: عیسائیت و یہودیت میں عورت ایک بندھن میں بندھی ہوئی مجبور محض تھی۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں جیسے کہ یونانی خرافات میں خیالی عورت پانڈورا کو تمام مصائب کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح عیسائیت و یہودیت میں بھی عورت کو تمام تر گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے اس رویئے نے یہودی و عیسائی معاشرے کے اخلاق، قانون معاشرت اور خاندان غرضیکہ ہر چیز کو متاثر کیا ہے۔ مسیحی شریعت کی رُو سے عورت مکمل طور پر مرد کے قابو میں تھی۔ طلاق و خلع کی بھی اسے اجازت نہ تھی۔ زوجین (میاں بیوی) میں خواہ کتنی ہی ناچاقی ہو وہ زبردستی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہنے پر مجبور تھے۔ بعض انتہائی حالات میں انہیں صرف علیحدگی کا حق تھا لیکن نکاح ثانی کا حق پھر بھی دونوں کو حاصل نہ تھا۔ اور یہ پہلی صورت سے بھی بدتر تھی۔ اس لئے کہ علیحدگی کے بعد بدکاری یا تجرّد کے علاوہ تیسرا کوئی بھی راستہ نہ تھا۔ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اور بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کے نکاح ثانی کو مسیحی علماء شہوت کی بندگی اور ہوس

زنی کا نام دے کر اسے مہذب زنا کاری قرار دیتے تھے۔49

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہودیت وعیسائیت میں خرافات گھر کر چکی تھیں انہوں نے عورت کو تمام گناہوں کا ذمّہ دار ٹھہرایا۔ معاشرتی قوانین میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی جب عورت نکاح کے بندھن میں بندھ جاتی تو اسی کے بندھن میں بندھی رہتی اور عورت کو طلاق وخلع کی اجازت تک نہ تھی۔ نکاح نہ کرنے اور تجرد کی زندگی گذارنے کو اللہ کی اور حضرت مسیح کی خوشنودی کا حصول قرار دیا گیا ہے۔

سچ بات یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں شادی نہ کرنے اور مجرد زندگی گذارنے کو ترجیح دی جائے تو یقیناً وہ معاشرہ بے حیائی، بدکاری اور نافرمانی کا شکار ہو جائے گا۔ اسی لئے عیسائی معاشرہ میں عورت کی بگڑی ہوئی اس صورت حال کو دیکھ کر یقیناً ان کے علماء نے عورت کو شر، شیطان، خباثتوں کا مجموعہ، خدا کی نافرمان اور مرد کو بگاڑنے والی قرار دیا ہے اس کے برعکس اسلام نے لڑکی کی بلوغت کے فوراً بعد شادی کرنے اور مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ معاشرہ میں بدکاریاں اور نافرمانیاں نہ ہوں۔ اسلام یہی چاہتا ہے کہ معاشرہ پاکیزہ ہو اور لوگ صاف ستھرے معاشرے میں پرورش پا کر نیک وکار بن کر اچھی اور عزّت کی زندگی بسر کریں۔ جس کو باب ہفتم میں تفصیلاً بیان کیا جائے گا۔

بچے پیدا کرنے کی فیکٹری: ڈاکٹر مبارک علی یہودیت وعیسائیت میں مرد وعورت کے تعلّق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’دونوں مذاہب یہودیت وعیسائیت نے مرد و عورت کے تعلّق کو صرف اس حد تک جائز قرار دیا ہے کہ اس کے ذریعے بچّے پیدا کیے جائیں اِن نظریات کا نتیجہ تھا کہ عورت سماج میں اوّل تو گناہ کی علامت بن کر ابھری دوسری اس کا کام صرف یہ تھا کہ وہ بچّے پیدا کرے اس کو کسی بھی حیثیت سے یہ حق نہ تھا کہ وہ مرد

کے ساتھ مل کر خوشی وغم میں شریک ہو اور اپنی آزادانہ حیثیت کو برقرار رکھ سکے۔[50]

مذکورہ تحقیق سے پتہ چلا کہ عورت یہودیت وعیسائیت میں صرف اور صرف بچے پیدا کرنے کی فیکٹری تھی۔اور بہت سی پابندیوں کے ساتھ عمر بھر کے لیئے شوہر کی اطاعت پر مجبور تھی۔اِن میں نان ونفقہ کا کوئی مناسب قانون نہ تھا اور عورت شوہر کی زیادتیوں کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کرسکتی تھی عورت کو اپنی ہی کمائی پر کوئی اختیار ہی نہ تھا۔اور نہ وہ اپنے شوہر کی کسی چیز کی مالک ومختار تھی۔ بلکہ ہر چیز کا مالک ومختار اس کا شوہر ہی تھا انہی وجوہات کی بناپر عورت شادی کے ساتھ مصائب ومشکلات کا شکار ہو جاتی تھی۔

یورپی معاشرہ میں عورت: اب ہم موجودہ عیسائی خصوصاً یورپی معاشرہ میں عورت کی جو حالت دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ عورت بیوی ہونے سے زیادہ کال گرل کے روپ میں نظر آتی ہے۔اور وھاں کی عورت کال گرل بننے کو زیادہ پسند کرتی ہے اور وہ اسی میں خوش رہتی ہے اس لیئے کہ عورت کو شادی کی صورت میں مختلف اذیتوں یعنی جسمانی وذہنی تکالیف سہنا پڑتی ہیں۔اس کے علاوہ عورت کو غیر اخلاقی اور غیر فطری رویّوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس لیئے ایسے معاشرہ میں عورت اپنے لیئے بہتر یہ سمجھتی ہے کہ اپنے آپ کو بدکاری اور گناہوں میں ڈال کر دنیاوی فوائد حاصل کرے تاکہ دنیا میں بہتر زندگی گذارے اور ان مصائب ومشکلات سے اپنے آپ کو بچالے نہ کہ شادی کرنے کے بعد وہ بربادی اور تباہی کا شکار ہو جائے اور اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے کسی مرد کا قیدی بنالے اور اپنی زندگی خراب کردے۔اسی وجہ سے عیسائی معاشرہ لادینیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

عورتوں کی خرید وفروخت: عیسائی معاشرے میں عورتوں کی تذلیل عام بات تھی عورت کو محض جسمانی تسکین کا ذریعہ سمجھا گیا یہاں تک کہ اس مقصد کے لیئے عورتوں کی خرید وفروخت عام بات تھی۔سیّد جلال الدین انصر عمری لکھتے ہیں کہ

عیسائی معاشرے میں لڑکیوں کی خرید و فروخت بھی معمولی بات تھی شادی ایک تجارت تھی جس کے ذریعے والدین اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو فروخت کرتے تھے۔51
عیسائی معاشرہ میں عورتوں کی خرید و فروخت عام تھی یہاں تک کہ حکومت انگلستان نے 1930ء میں ایک قانون بنایا کہ آئندہ عورتوں کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا گیا۔اسی طرح یورپ کے دیگر ممالک میں بھی لوگ اپنی بیویوں کو فروخت کیا کرتے تھے۔ 52
مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ عیسائی معاشرہ میں عورت پست حال تھی، عورت خریدی اور بیچی بھی جاتی تھی شادی ایک تجارت تھی جس کے ذریعے والدین اپنی اولاد کو بیچ کر مال و زر حاصل کیا کرتے تھے۔غرضیکہ عیسائی معاشرہ میں عورت کی تذلیل کی گئی تھی۔

کلیسا کا عورت کے ساتھ رویّہ: اسی طرح عیسائیوں کی مذہبی تعلیمات میں عورت سے لاتعلّقی کو مرد نے اپنی روحانی ترقی و پائیداری کے لیئے ضروری سمجھ لیا تھا۔عیسائی مذہب اور اس کی تعلیم کے مطابق عورت مرد کی بگڑی ہوئی ایک شکل ہے۔ چرچ نے یہ بتایا کہ عورت میں بچے پیدا کرنے کی اہلیّت تو ہے لیکن وہ ان کی تربیّت کرنے کی اہل نہیں ہے بچّوں کی ذہنی و جسمانی تربیّت باپ کے ذمّہ ہے اور وہ اس دوران کہ جب باپ بچّوں کی تربیّت کرے تو انہیں ماں سے دور رکھے۔53
چناچہ عیسائی چرچ یا کلیسا کا عورت کے بارے میں یہ رویّہ عقلی دلائل سے خالی نظر آتا ہے اس کا یہ رویّہ انسانی جانوں کو نقصان پہنچانے سے بھرپور دکھائی دیتا ہے۔کوئی ماں اپنی اولاد کو بخوشی علیحدہ اور جدا کرنے پر رضا مند نہیں ہوسکتی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بچے جن کو ان کے بچپن میں ماں کی تربیّت کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اسے اس کی ماں سے دور کر دیا جائے کلیسا کا یہ اقدام ہی غلط ہے جس کی جتنی بھی مذمّت کی جائے کم ہے۔کلیسا کے انہی اقدامات کی وجہ سے عیسائیت میں عورت کے حقوق کو پامال کیا گیا ہے۔

عیسائی کلیسا اور چرچ نے عورت و مرد پر مذہبی تہوار والے دن اس بات کی سخت پابندی عائد کی تھی کہ وہ میاں بیوی جو مذہبی تہوار والے دن مجامعت و مباشرت کریں گے تو وہ کلیسا یا چرچ میں ہونے والے مذہبی پروگرام میں شامل ہونے کے اہل نہیں ہوں گے۔

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ ''عیسائیت میں ایک قاعدہ یہ تھا کہ جس روز چرچ کا کوئی تہوار ہو اس سے پہلے میاں بیوی نے مباشرت کی ہو وہ تہوار میں شریک ہونے کے اہل نہیں ہوں گے اس لیئے کہ انہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس سے وہ آلودہ ہونے کے بعد کسی مذہبی کام میں حصّہ لینے کے قابل نہیں رہے۔

چرچ کے اس راہبانہ تصوّر نے تمام خاندانی علائق حتّیٰ کہ ماں اور بیٹے کے تعلّق میں بھی تلخی پیدا کر دی ہے اور وہ رشتہ گناہ و گندگی بن کر رہ گیا جو نکاح کی صورت میں قائم ہوا تھا۔ 54

غرضیکہ تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پذیر ممالک ہر جگہ عورت کو رسوا کیا گیا ہے مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ چین میں بھی عورت کے لیئے سخت قوانین بنائے گئے تھے۔

''چین میں چھوٹی لڑکیوں کے پیروں کو کاٹ مارنے کی رسم کا مقصد یہ تھا کہ انہیں بے بس اور نازک رکھا جائے۔ 55

<u>سروے رپورٹ:</u> محمد مقصود احمد صاحب لکھتے ہیں کہ 1987ء میں ہونے والی ایک سروے رپورٹ کے مطابق اناسی فیصد مرد عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں ایوان اسٹاک نامی ایک صحافی نے نفسیاتی ہسپتالوں میں عورتوں کے حوالے سے تیرہ سو ساٹھ ریکارڈ چیک کرنے کے بعد انکشاف کیا کہ امریکہ میں زخمی ہونے والی زیادہ تعداد ان عورتوں کی ہے جو مردوں کی مار پیٹ سے زخمی ہوئی ہیں اور 1981ء اور 1985ء کے درمیان ستر فیصد وہ عورتیں ہیں جو ریاستی اور حکومتی مختلف شعبوں سے وابستہ ہیں۔ اور ان کے ساتھ جنسی بدسلوکی

کی شکایات ہیں۔اسی طرح فرانس، جرمنی، برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں بھی جنسی و نفسیاتی تشدّد عام ہے۔56

بہر حال عورت پر عیسائیت میں بھی ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی تھی اب موجودہ زمانہ میں مغربی ممالک میں عورتوں کو جو آزادی حاصل ہے یہ مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ نفسانی خواہشات کے شوق کو پورا کرنے کی وجہ سے ہے۔

ڈاکٹر پروفیسر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ ''آج جو بھی آزادی یورپ وامریکہ میں عورتوں کو حاصل ہے وہ مذہب کے ماتحت نہیں ہے بلکہ نفس کی شوق آفرینیوں کا نتیجہ ہے اس لیئے کہ مذہب کے ماننے والے عیسائی اب بھی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے کیونکہ عیسائی مذہب میں اور ان کے قانون میں عورت کی حمایت موجود نہیں ہے۔57

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت میں عورتوں کو کوئی آزادی حاصل نہ تھی اور اب جب مغربی اور یورپی ممالک نے عورت کو آزادی دی ہے تو پھر بھی اس پر جنسی تشدّد کی انتہاء کر دی ہے۔مختلف یورپی ممالک اور امریکہ میں سب سے زیادہ تشدد عورت پر کیا جاتا ہے۔عورت کی عزّت کو پامال کیا گیا ہے اسے کلبوں ، ہوٹلوں ،سینما گھروں اور مختلف مقامات کی رونق بنا دیا گیا ہے۔عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے کوئی حقوق اور احترام حاصل نہیں رہا ہے ۔عورت کو تباہی کے مقام پر لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔اہل عیسائیت اور خصوصًا یورپی معاشرے میں عورت کو مذاق بنا کر رکھ دیا گیا ہے اور یوں عورت کی تحقیر کی گئی ہے۔اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کا اعلیٰ درجہ دے کر ان کی تعظیم واحترام کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

ہندومت میں عورت

ہندومت کا تعارف: ہندومت، ہندوقوم و مذہب کی کوئی تاریخ مستند نہیں ہے۔ان کے اصلی وطن کے بارے میں بھی اختلافات موجود ہیں۔ ہندومت کا تعلق آریوں سے قائم ہوتا ہے۔ یہ لوگ دو ہزار سال قبل مسیح برصغیر پاک و ہند میں داخل ہوئے تھے بعض نے تین ہزار سال یا اس سے بھی زائد قبل مسیح بتایا ہے۔ ہندوستان میں آج بھی ہندوؤں کی اکثریت ہے۔

آریہ قوم اپنا مسلک اور روائتوں کا خزانہ لیکر ہندوستان آئے تھے اور ان کے مذہب کی بنیاد ویدیں ہیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ قدیم قوموں کے عقیدے بھی ان میں شامل ہو گئے۔ تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے ابتدائی زمانہ میں یہ قوم توحید پر قائم تھی۔ آہستہ آہستہ عوام کی جہالت کی وجہ سے توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور بعض غلط عقائد اور رسوم راہ پا گئے اور یہ لوگ اپنے بانیوں کی مقدّس تعلیم سے دور ہو گئے تھے۔ان میں بُت پرستی رواج پا گئی ہندوں میں تری مورتی کا تصوّر یعنی برہما شودر اور وشنو اس طرح اور بھی کئی ویدی رسوم ہندو دھرم کا جزو لاینفک بن گئیں تھیں۔58

کتب کی تقسیم: ہندو اپنے مذہب کی کتب کو دو حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) شُرتی یعنی کانوں سے سُنا۔

(۲) سمرتی یعنی باپ دادوں کی طرف سے پہنچا۔

اس کا پہلا حصّہ تو ویدوں پر مشتمل ہے اور دوسرے حصّہ میں باقی کتب شامل ہیں

جو ویدوں کے علاوہ ہیں۔

وید کے لفظی معنیٰ جاننا، سوچنا، موجود ہونا، غور کرنا اور حاصل کرنا کے ہیں۔ ویدوں کا یہ لٹریچر ہندوؤں نے قدیم زمانہ میں مختلف علوم ورسوم سے متعلق جمع کیا تھا اور اس کا نام وید رکھدیا۔ ان ویدوں کی تصنیف کی غرض وغایت آگ، ہوا، پانی، اور سورج کی پرستش کرنا ہے اور ان کے ذریعے دنیوی فوائد حاصل کرنا ہے۔ ویدیں چار ہیں۔

(۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھر وید59

ذات پات کی تقسیم: ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم کچھ اس طرح ہے (۱) برہمن (۲) کھشتری (۳) ویش (۴) شودر۔

(۱) برہمن: وید پڑھنے اور پڑھانے کے لیئے پیدا ہوئے ہیں۔

(۲) کھشتری: حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

(۳) ویش: کاروبار کرنے کے لیئے پیدا ہوئے ہیں۔

(۴) شودر: دکھ اٹھانے کے لیئے پیدا ہوئے ہیں۔

غرضیکہ ہندومت بہت قدیم مذہب ہے جو آریاؤں کی آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل ہندوستان میں آمد کے ساتھ وارد ہوا۔ اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت نے ہندوستان کے بسنے والے لوگوں کو اپنے اندر سمولیا اور ساتھ ساتھ اس مذہب نے یہاں کے رہنے والے لوگوں کے رسم ورواج کو بھی اپنا لیا اور اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان میں ہندومت پھیل گیا تھا۔

ہندومت کا آغاز: عماد الحسن آزاد لکھتے ہیں کہ آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے قبل مراوڑی نسل کے لوگ آباد تھے جب آریاؤں نے 1700 قبل مسیح ہندوستان پر حملہ کیا تو اس وقت ہندومت کا آغاز ہوا جن کی تہذیب کے نشانات موہن جوڈارو، ہڑپہ، ٹیکسلا وغیرہ

میں کھدائی سے برامد ہوئے تقریباً 500 قبل مسیح میں ویدوں کی تصنیف عمل میں آئی۔60

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت سے پہلے ہندوستان میں مراوڑی نسل کے لوگ رہتے تھے اور یہ بھی بُت پرست تھے ان کا کوئی واضح مذہب نہ تھا لیکن آریائی قوم ان پر حاوی ہوئی اور ان کے ملک پر قابض ہوگئی۔ اور انہوں نے یہاں کے لوگوں کو محکوم بنالیا تھا۔ ہندومت تہذیب کے نشانات پاکستان میں موہن جوڈارو، ہڑپہ، ٹیکسیلا اور دیگر مقامات پر ملے ہیں۔

بعض محقّقین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہندومت آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے پہلے بھی تھا لیکن آریاؤں نے یہاں آکر اس مذہب کو مضبوط و مربوط کیا ہے۔ چنانچہ ''اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں'' لکھا ہے کہ ''ہندومت کے آثار آریاؤں کی آمد سے پہلے بھی موجود تھے یہ مذہب زیادہ تر جادوٹونے کی رسم پر مشتمل تھا۔ اور آریاؤں نے اسے باقاعدہ مظبوط مذہب کی شکل دی اپنی موجودہ حالت میں یہ ایک آریہ دھرم ہے۔61

بہر حال ہندومت ہندوستان کا ایک قدیم مذہب ہے اور اس کو ہندوستان میں پھیلانے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے میں ہمیں کسی مذہبی رہنما یا مقدّس کتاب کا نام نہیں ملتا۔ لیکن پھر بھی ہمیں تحقیق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مذہب ہندوستان کا ایک بڑا مذہب رہا ہے۔ اور دنیا کے بڑے مذاہب میں ہندومت کا شمار ہوتا ہے۔ ''مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ'' کے مصنّف لکھتے ہیں کہ: یہ کہنا مشکل ہے کہ کن بنیادی عقائد پر یقین رکھنا ہندو مذہب کے ماننے والے کے لیئے ضروری ہے کیوں کہ اس میں کسی الہامی مذہب کی طرح کسی پیغمبر یا کتاب کا وجود نہیں ہے۔ اس لیئے کوئی معیّن عقیدہ بھی موجود نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسی ہستی موجود ہے۔62

ہندومت میں عورت: ہندو دھرم میں بھی عورت کی کوئی عزّت نہیں تھی معاشرے میں عورت پر ظلم وستم کی انتہا، کردی گئی تھی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں عورت

ذلّت کی زندگی گذار رہی تھی۔ اور معاشرے میں اس کو کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ منوسمرتی کی ہندوستان میں سب سے قدیم کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں بیان کئے گئے قانون کے مطابق باپ شوہر یا دونوں کی صورت میں بیٹے سے علیحدہ عورت کا کوئی مستقل حق نہیں چنانچہ عورت صغرسنّی میں باپ کی مطیع ہے جوانی میں شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹوں کی۔ اگر بیٹے بھی نہ ہوں تو اپنے اقرباء کی۔ اس لئے عورت ہرگز اس لائق نہیں کہ وہ خودمختار زندگی گذار سکے۔ وہ کسی معاملہ میں بھی خودمختار نہیں۔ معاشی معاملات میں اس کی حق تلفی سے زیادہ سخت امر یہ تھا کہ اسے شوہر کے مرنے کے ساتھ ہی مرجانا اور اس کی چتا پر ''ستّی'' ہوجانا ضروری تھا۔ یہ قدیم رسم برہمنی تمدن کے دور سے سترہویں صدی عیسوی تک برقرار رہی اور اس کے بعد مذہبی حلقوں کی ناپسندیدگی کے باوجود اسے حکومت ہند کے سرکاری حکم کے تحت ممنوع قرار دیا گیا۔ ہندوؤں کے ایک قانون کے مطابق تو تقدیر، طوفان، موت، زہر، زہریلے سانپ بھی اس قدر بُرے اور خراب نہیں جتنی کہ عورت بُری ہے۔63

گناہ کا منبع قرار: ''تجلیات سیرت'' میں مزید ہندومت میں عورت کے بارے میں تحریر ہے کہ عورت ہر قسم کے گناہ کا منبع ہے، مذہب کے لئے ایک روک، عبادت وریاضت کے راستہ میں ایک مضبوط چٹان ہے، تمام بُرائیوں اور بدکاریوں کا سرچشمہ ہے۔ عورت کا دل ہمیشہ بُرائی کی طرف راغب اور شیطانی خیالات سے معمور رہتا ہے۔ اس لیئے ان پر سختی سے پیش آنا لازمی امر ہے۔ اور انہیں کسی حالت میں آزاد نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ منو کا عقیدہ ہے کہ عورت کا وجود سرتاپا فریب اور بُری خواہشات کی آرامگاہ ہے اس کی ذات کسی سے دبنے والی نہیں وہ ہمیشہ محرّک رہتی ہے۔ 64

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہندو مذہب میں عورت مرد کی محکوم رہی ہے۔ عورت کو یہ اختیار بھی نہ تھا کہ وہ خودمختار زندگی گذار سکے۔ معاشی معاملات میں بھی اس کی حق تلفی

کی جاتی تھی۔ مرد کی موت کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی جلا دیا جاتا تھا۔ عورت کی بے انتہا تذلیل کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ عورت کو بہت بُرا سمجھا گیا اور اسے زہریلے سانپ سے بھی بُرا قرار دیا گیا تھا۔

ہندومت میں عورت کو بُرائیوں اور گناہوں کا منبع کہا گیا ہے اور اسے عبادت و ریاضت میں سب سے بڑی رکاوٹ بتایا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ عورت ہی بدکاریوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لیئے کہ عورت کا دل ہر لحہ بُرائی کی طرف راغب رہتا ہے۔ اور عورت ہی شیطانی وسوسوں اور خیالات کا محور ہے۔ اس لیئے مرد کو چاہئے کہ وہ عورت پر سختی کرے کبھی بھی اس پر نرمی سے پیش نہ آئے۔ ہندومت میں مزید یہ بتایا گیا ہے کہ عورت ہی سرتاپا فریب ہی فریب ہے ہر وقت اس کے ذہن میں بُرے خیالات رہتے ہیں اور عورت ہی کو بُرائی وشر کی آماجگاہ بتایا گیا ہے۔ ہندو مذہب کی بعض کتب میں تو عورت سے نفرت اور تعصّب کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہندوؤں نے تو عورت کے بارے میں نفرت کی انتہا کر دی ہے کہ عورتیں کتب مقدّسہ کے قریب بھی نہ جائیں اور نہ وہ کتب مقدسہ کا مطالعہ کیا کریں یہ تھی ہندوؤں کی عورت سے نفرت۔ ہندو معاشرے میں عورت پر ظلم وستم کو ڈاکٹر حافظ محمد ثانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ستی'' کے معنیٰ پاک ہونے کے ہیں لہٰذا جو عورت شوہر کی چتا پر جلتی تھی وہ گویا پاکباز اور باعفّت سمجھی جاتی تھی۔ ستی کی ابتدائی تاریخ ہندوستان کی قدیم تاریخ کے ساتھ منسلک ہے البتہ اس کا ارتقا، اور کثرت سے وقوع پذیری کا عہد برطانوی راج کے عہد سے منسلک ہے۔ ستی کی ابتدائی تاریخ ہندوستان میں آریت کے ادوار سے منسلک ہے۔ 65

سفرنامہ ابن بطوطہ میں ہے کہ ''ستی ہونا ہندوؤں میں واجب نہیں لیکن جو بیوہ اپنے خاوند کے ساتھ جل جاتی اس کا خاندان معزّز کہا جاتا اور وہ اہل وفا میں شمار ہوتی تھی اور جو ستی نہیں ہوتی تھی اسے موٹے کپڑے پہننے پڑتے تھے اور طرح طرح کی خواری و ذلّت میں زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ 66

مذہبی تعلیمات کی ممانعت: ہندو مذہب میں عورت کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ثانی لکھتے ہیں کہ ہندوستانی قانون اور مذہبی کتب میں مرد (شوہر) ہر طرح سے مضبوط و باوقار حیثیت کا حامل قرار دیا گیا ہے۔عورت کے لئے مذہبی تعلیمات کی ممانعت تھی مرد و عورت کے لیئے نجات کے راستے بھی الگ الگ تھے۔مرد اپنے زور بازو سے نجات کا راستہ پکڑ سکتا ہے مگر عورت کے لیئے نجات کا واحد راستہ شوہر کی خوشنودی ہے۔وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ براہ راست نجات حاصل کر سکے۔67

عورت کے تقدس کی پامالی: ہندو معاشرے میں مذہبی مقامات کے تقدس کی پامالی رواج پا گئی تھی۔جس کے باعث عورتوں میں عصمت فروشی کو فروغ ملا، غیر شادی شدہ عورتوں کو خانقاہوں میں آزادی کے ساتھ داخلے اور رہنے کی اجازت مل گئی تھی جس سے خانقاہوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوا اور خانقاہوں کی فضا ناپاک اور خراب ہوگئی تھی۔جس کی وجہ سے ہندوؤں کے مقدس مقامات میں بھی زنا کاری کو تقویت مل گئی تھی۔ایس۔ایم شاہد اپنی کتاب تعارف مذاہب میں لکھتے ہیں کہ" قدیم ہندوؤں میں بھی عصمت فروشی کو فروغ حاصل ہوا مندروں میں سینکڑوں نوجوان دیوداسیاں پروہتوں اور یاتریوں کی تسکین ہوس کیا کرتی تھیں پروہتوں نے لوگوں کو اس بات کا یقین دلا رکھا تھا کہ جو شخص اپنی بیٹی دیوتا کی بھینٹ کرے گا وہ انعام میں ہوگا چنانچہ راجے اور امراء بھی اپنی بیٹیاں مندروں کے لیئے وقف کر دیتے تھے۔68

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہندومت کے مذہبی مقامات اور عبادات گاہیں بھی جنسی بے راہ روی کی آماجگاہ بن گئیں تھیں ہندومت کے ماننے والوں نے بھی عورت کے ساتھ مذاق کیا اور معاشرے میں بھی عورت کو ذلیل اور رسوا کیا۔

مقدس مقامات میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہی ہندوؤں میں بُرائی اور بے حیائی کا

باعث بنا غرضیکہ ہندو معاشرہ کی حالت اتنی خراب تھی کہ اعلیٰ ذات کے ہندو یعنی برہمن کو یہ قانونی اجازت تھی کہ وہ نچلی ذات کے ہندو کی عورت سے بدکاری کر سکتا تھا اور عورت کی عصمت سے کھیلنے پر اسے کوئی سزا نہ ملتی تھی۔ جیسا کہ اسلام اور افکارِ نو میں ہے۔

''اونچی ذات کے مرد کا نچلی ذات کی عورت سے زنا کرنا کوئی جرم نہیں سمجھا گیا تھا گویا اونچی ذات کے مردوں کو قانونی طور پر عورت کی عزّت و عصمت سے کھیلنے کا حق مل گیا تھا''۔69

عہد حاضر میں عورت: اب موجودہ زمانے میں ہندوستان میں اگرچہ عورتوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے مواقع حاصل ہیں لیکن پھر بھی ہندو معاشرہ میں ذات پات کی تقسیم موجود ہے جس کی وجہ سے آئے دن نسلی فسادات اور مذہبی فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ ہندو مذہب کی رُو سے عورت سماج میں ناپسندیدہ ہستی ہے۔ عورت کو ایک اچھوت اور نااہل سمجھا گیا ہے۔ لیکن عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے وہ خواہ کسی نسل، مذہب اور علاقے سے تعلق رکھتی ہو۔ ہندوستان کی عورتوں کو چاہیے کہ وہ تعلیم کی طرف توجہ دیں اور ہندو معاشرہ میں ایک اہم مقام حاصل کرنے کے لیئے جدوجہد کریں۔ انشاء اللہ عزّت و مرتبت کا مقام ضرور حاصل کرلیں گی۔

بدھ مت میں عورت

بدھ مت کا تعارف: بُدھ مت برِّ اعظم ایشیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ ہندو مذہب جب خرابیوں کا مرقع بن گیا تو ایسے حالات میں مہادیر اور گوتم بُدھ پیدا ہوئے۔ گوتم بُدھ 568 قبل مسیح میں پیدا ہوئے یعنی بُدھ مت چھٹی صدی ق۔م کا مذہب ہے اور بدھا ۸۰ سال کی عمر پانے کے بعد 480 قبل مسیح میں انتقال کر گئے۔ گوتم بُدھ کا اصلی نام سیدھا رتھ رکھا گیا تھا۔ گوتم بُدھ کے والد کا نام ''راجہ شدودھن'' اور والدہ کا نام ''مایا'' تھا۔ ان کی بیوی کا نام ''جسودھارا'' تھا۔ بدھ مت ایک بین الاقوامی مذہب ہے یہ مذہب دراصل برہمن مذہب کی اصلاح کی صورت میں وجود میں آیا۔ ہندو مت میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں بدھا نے پوری زندگی اس کی اصلاح اور نقائص کو دور کرنے میں صرف کر دی تھی حقیقت یہ ہے کہ بُدھ مت بنیادی طور پر ہندی مذہب ہے اور اس مذہب میں ہندو مت کے عناصر کا شدید غلبہ پایا جاتا ہے۔ بہر حال گوتم بدھ ایک حسّاس دل رکھتے تھے زندگی کے تین حسرتناک پہلوؤں نے اس کی زندگی کو بدل دیا۔ اور وہ تین پہلو یہ تھے (۱) بڑھاپا (۲) بیماری (۳) موت۔ 70

پریشانیوں کے خاتمہ کے طریقے: گوتم بدھ نے اس دنیا کو دُکھوں اور پریشانیوں کا گھر قرار دیا ہے اور انسانوں کے دُکھوں کے خاتمے کے لیئے انہوں نے مختلف طریقوں پر غور و خوض شروع کر دیا۔ اور جنگلوں کا رُخ کر لیا طویل عرصہ تک وہ سخت روحانی اور جسمانی ریاضتیں کرتے رہے عبادت و ریاضت کے دوران ان پر جو حقائق منکشف ہوئے تھے

انہوں نے ان میں چار سچائیاں بیان کی ہیں۔

(۱) دنیا دکھوں اور غموں کی جگہ ہے۔

(۲) تمام دکھ اور غم خواہشات نفسانی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) خواہشات کو ختم کیا جا سکتا ہے اور ان کے خاتمے سے ہی دکھ و غم ختم ہو سکتے ہیں۔

(۴) خواہشات کے خاتمے کے لیئے آٹھ طریقوں پر عمل کرنا ضروی ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

خواہشات کے خاتمہ کے طریقے: (۱) صحیح رائے اور اس کا اظہار (۲) حق و سچ بولنا (۳) جائز خواہشات کو پورا کرنا (۴) عمل کے ذریعہ شریفانہ کردار کا اظہار کرنا۔ (۵) زندگی میں دیانتداری وسادگی کو روا رکھنا (۶) مقصد کے حصول کے لیئے جائز طریقے سے جدو جہد کرتے رہنا۔ (۷) ہر جاندار کے ساتھ شفقت و محبت کرنا (۸) زندگی میں تدبّر و تفکّر کرتے رہنا۔

بُدھ کی تعلیمات: گوتم بدھ کی تعلیمات میں اہم تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں۔

پانچ اخلاقی طاقتیں: (۱) ایمان (۲) ہمّت (۳) حافظہ (۴) تصور (۵) الہام

سات دانشیں: (۱) ہمّت (۲) حافظہ (۳) تصوّر (۴) تحقیقات کتب مقدّس (۵) نشاط (۶) استراحت (۷) سلیم الطبعی

ایشیا کا مقبول مذہب: ہندو مت کی خرابیوں کی وجہ سے بُدھ مت ایشیا میں بہت مقبول ہوا یہاں تک کہ ایشیا کا سب سے اہم اور بڑا مذہب بُدھ مت ہی کو مانا جاتا ہے۔ ہندو مت میں ذات پات کے جھگڑے اور اس کے گھناؤنے نظام کی وجہ سے بُدھ مت کو تقویت ملی اور لوگوں نے بُدھ مت کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ بُدھ مت کو اشوک جیسا عظیم

حکمراں ملا اور اسے شاہی سرپرستی حاصل ہوئی تو یہ مذہب دنیا بھر میں پھیل گیا تھا۔ 71
وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بُدھ مت کے ماننے والے افراط وتفریط کا شکار ہو گئے تھے اور انہوں نے بُدھ مت کی مورتیاں بنا کر ان کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دی اور گمراہی کا شکار ہو گئے تھے۔

بُدھ مذہب کا عقیدہ ہے کہ اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ تکلیف دی جائے اور آرام و آسائش سے دوری اختیار کر لی جائے۔ یہاں تک کہ جائز چیزوں کو بھی ان لوگوں نے اپنے اوپر حرام قرار دے دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مذہب کی تعلیمات اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب میں حقوق العباد کی طرف توجہ نہیں دی گئی تھی۔ اور اس مذہب میں عبادت وریاضت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی گئی حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ پہلے لوگوں کے حقوق کو پورا کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی اور پھر ان کو نفسانی خواہشات کے خاتمے کے لیئے آمادہ کیا جاتا۔ 72

عورت کی تحقیر: بُدھ مت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذہب میں بھی عورت کو کوئی بہتر مقام نصیب نہیں ہوا عورت کی تحقیر وتذلیل کے ثبوت ملے ہیں۔ چنانچہ حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ پانی کے اندر مچھلی کی نا قابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدّد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس گذر بھی نہیں ہے۔ 73

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ بُدھ مت کی تعلیمات اور عقائد کے مطابق عورت کی ذات مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حائل ہوتی ہے مکتی اور نجات حاصل کرنے کے لیئے اس سے دوری ضروری ہے۔ عورت ہی نجات حاصل کرنے کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ گوتم بدھ نے اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی

عورتوں سے تعلّقات منقطع کر لینے چاہئیں خود بدھا نے اپنی چہیتی بیٹی کو چھوڑ کر پہاڑوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ 74ھ

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بُدھ مت میں بھی عورت کی کوئی عزّت نہ تھی معاشرہ میں عورت کی تحقیر کی گئی اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا گیا تھا۔ بُدھ مت کی تعلیمات میں بتایا گیا ہے کہ عورت کے پاس چوروں کی طرح حربے ہوتے ہیں یعنی وہ کسی وقت بھی کوئی نہ کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

بُدھ مت کی تعلیمات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت و ریاضت اور نجات کے حصول کے لیئے لازمی ہے کہ عورت سے دوری اختیار کر لی جائے کیونکہ عورت ہی مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حائل ہوتی ہے۔ اور عورت کو نجات کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا گیا ہے۔ بُدھ مت نے اپنے ماننے والوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر آپ کو نجات حاصل کرنی ہے تو عورتوں سے اپنے تعلّقات کو ختم کر لیں۔ اور خود بدھ نے بھی اپنی بیٹی سے دوری اختیار کر لی تھی۔

اس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بُدھ مت میں بھی عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لیئے تسکین حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ لیکن بُدھ مت کی تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت سے علیحدگی ہی سے مرد کو اطمینان اور سکون ملتا ہے اور اسے نجات مل سکتی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ نفسانی خواہشات ولذّات کا خاتمہ عورت سے ہی ممکن ہے جبکہ عورت سے علیحدگی و دوری سے نفسانی خواہشات اور بڑھ جاتی ہیں اور بُدھا کی تعلیمات اس کے برعکس بتائی گئیں ہیں اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورت سے تعلّقات منقطع کر لیں۔ تو نجات حاصل ہو جائے گی۔ جو کہ عقل وفہم کے خلاف ہے۔

رشید احمد صاحب اپنی کتاب تاریخ مذاہب میں بُدھ مذہب کی تعلیمات کو بیان کرتے

ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ''گوتم بدھ کی تعلیمات میں بُت پرستی کی ممانعت خاص طور پر اہم ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم ذات پات کی تفریق دور کرنا ہے۔ گوتم بدھ کی ذات پات کی تفریق مٹانے کی کوشش سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کرنا چاہیے کہ وہ معاشرہ میں کامل مساوات قائم کرنے کے خواہاں تھے اور تمام بنی نوع انسان کو مساوی درجہ دیا جانے کے متمنی تھے۔ 75

رشید احمد صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ''بُدھ مت نے اپنی تعلیمات کے ذریعے بُت پرستی کی ممانعت اور ذات پات کی تفریق کا خاتمہ کیا ہے اور انہوں نے ہندو دھرم یا برہمنی مذہب کے اہم نقائص کو دور کیا ہے۔ ہندوستان کے باشندے گوتم بُدھ کے زمانے میں ان برہمنوں کی انہی دونوں چیزوں سے بیزار تھے۔'' 76

مذکورہ تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ مت کی تعلیمات ہندو مت سے بہت بہتر تھیں اور بُدھا ہندو مت کی خرابیوں کی اصلاح کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے رہے۔ خاص طور پر ہندو مت میں جو ذات پات کی تفریق پیدا ہو چکی تھی اس کو مٹانے کے لیئے سرگرم رہے اور برہمن مذہب میں جو نقائص پیدا ہو گئے تھے ان کو دُور کرنے میں لگے رہے۔

مذہبی اُمور کی ادائیگی میں شرکت: تاریخ مذاہب میں مذکور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں بُدھ مت ہی پہلا مذہب ہے کہ جس نے عورتوں کو مذہبی اُمور کی اَدائیگی میں شریک کیا ورنہ برہمنوں نے عورتوں کو مذہبی معاملات سے بہت دُور رکھا تھا۔ گوتم بُدھ نے ایک زنانہ ادارہ قائم کیا۔ 77

مذکورہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بُدھ مت میں عورت کو مذہبی اُمور میں شامل کیا گیا لیکن بُدھا کی تعلیمات میں عورت سے علیحدگی ہی نجات حاصل کرنے کے لیئے ضروری قرار دی گئی تھی اور یہ بھی بتایا گیا کہ عورت ہی مذہبی فرائض کی اَدائیگی میں حائل ہے۔ اس لیئے

ضروری ہے کہ عورت سے جُدائی اختیار کر لی جائے۔

پروفیسر اقبال بھٹی صاحب بُدھ مت میں عورت کی حیثیت اور مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

بُدھا کا شاہی خاندان کا فرد ہونا، عالم باعمل ہونا اور لوگوں کی بہبود کی کوشش وسعی کرنا لوگوں کو بہت متاثر کر گیا تھا اور بُدھا نے اس وقت اصلاح کا بیڑا اُٹھایا جب معاشرہ ہندومت کے ذات پات کے گھناؤنے نظام کے نیچے پس رہا تھا۔ عورت کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی وہ بُری طرح ذلیل ہو رہی تھی اس مذہب نے اسے سہارا دیا۔ 78

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ عورت کی جو تذلیل اور تحقیر ہندومت میں ہو رہی تھی بُدھا نے اپنی تعلیمات کے ذریعے اس کے خاتمہ کے لیئے ہر ممکن کوشش کی۔ اسی لیئے گوتم بُدھ نے تو ایک زنانہ ادارہ بھی قائم کر رکھا تھا بُدھا خود بھی باعمل انسان تھے اور انہوں نے لوگوں کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی تھی جس کی وجہ سے ہندوستان کے لوگوں نے ان کے عمل اور تعلیمات سے متائثر ہو کر بُدھ مت کو قبول کر لیا۔ اور یوں یہ مذہب ہندوستان کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں خوب پھیلا ان ممالک میں سری لنکا، نیپال، تھائی لینڈ، چین، جاپان، تبت، بھوٹان، ویت نام اور برما شامل ہیں۔ 79

غرضیکہ مذکورہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ مت ایشیا کا ایک اہم اور بڑا مذہب ہے۔ جس نے ہندومت میں اصلاح کی بھرپور کوشش کی تھی۔ اس مذہب نے ہندومت میں ذات پات کا خاتمہ کیا جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اس مذہب کی طرف رغبت کی اور اس کو قبول کیا۔

عرب معاشرہ میں عورت

عرب معاشرہ: اسلام سے قبل سرزمین عرب میں معاشرتی اور اخلاقی بُرائیاں موجود تھیں جو انسانیت کے لیئے شرمناک حد تک پہنچی ہوئی تھیں۔ ان بُرائیوں اور بے حیائیوں کا سبب ان کی جہالت، قدیم رسم و رواج پر عمل اور مذہب سے دوری تھا۔ عرب کے لوگ انتہائی بداخلاقی اور بدتہذیبی میں گھرے ہوئے تھے۔ ایسے معاشرے میں عورت کی حالت خستہ بہ تھی۔ اسلام نے عرب معاشرہ میں پھیلی ہوئی بُرائیوں کا خاتمہ کیا لوگوں نے سُکھ کا سانس لیا اور عورت کو عزّت ملی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے قبل عورت کے مقام و مرتبہ کا تصوّر کرنا بھی محال تھا عورت کو بہت ہی حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اسلام سے قبل عورت کو صرف اور صرف مرد کی نفسانی جذبات اور خواہشات کو پورا کرنے کی مشین سمجھا گیا تھا۔ بچّی کی پیدائش کو اپنے لیئے ذلّت و رسوائی اور باعث عار سمجھا جاتا تھا۔ اور بعض عرب قبائل تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی یا کچھ عرصہ بعد قتل یا زندہ درگور کر دیتے تھے۔

دختر کشی کی ابتدا: ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیّت میں دُختر کشی کی رسم عام تھی اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء قبیلہ بنو اسد کے امراء سے شروع ہوئی تھی اور اس کی نقل میں بنو ربیعہ، بنو کفیلہ اور بنو تمیم کے بڑے لوگوں نے بھی اسے اختیار کر لیا۔ اور اس کی تقلید بعد میں نچلے طبقات کے خاندانوں میں بھی فروغ پا گئی سب سے

پہلا شخص جس نے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کیا تھا وہ قیس بن عاصم تھا۔80

قتل اولاد سے منع: اللہ تعالیٰ نے اولاد کشی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا 81۔

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

عرب معاشرہ کی حالت اتنی بگڑی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ جب آپ ان لوگوں سے بیعت لیں تو یہ بات بھی بیعت لیتے وقت ان سے کہیں کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ. 82۔

(اے نبی ان سے وعدہ لیں) اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔

سورۃ انعام میں ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ خَشْيَةِ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. 83۔

ترجمہ: تم فرماؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمھارے رب نے حرام کیا ہے۔ یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں

کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں۔ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی انہیں ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔

بچی کی پیدائش پر کفار کی حالت: اسلام سے قبل عرب معاشرہ جاہلیت میں اتنا ڈوبا ہوا تھا کہ ان کے ہاں جب لڑکی پیدا ہوتی تو یہ خبر سن کر ان کے منہ کالے پڑ جاتے یعنی جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی وہ خوشی کے برخلاف غم اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ قرآن کریم نے بھی اسے بیان فرمایا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ 84۔

اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے۔ اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دیگا۔

مذکورہ آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ عرب معاشرہ نافرمانیوں کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا عرب کے لوگ قبل اسلام بداخلاقی اور معاشرتی نافرمانیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کی اخلاقی حالت اتنی خراب تھی کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ اور بیٹی کی پیدائش پر پریشان ہو جاتے تھے۔ اسلام نے انہیں یہ تعلیم دی کہ ان نافرمانیوں اور برائیوں سے باز آجاؤ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور انہیں رزق دیتا ہے۔ غرضیکہ اسلام نے لوگوں کو معاشرتی برائیوں سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

محمد مظہر الدین صدیقی اسلام سے قبل عرب اور ہند کے معاشرتی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ دختر کشی صرف عرب تک محدود نہ تھی بلکہ ہندوستان میں بھی اس کا خاصا رواج تھا۔ اور یہ واضح طور پر معلوم نہیں کہ ہندوستان میں بیواؤں کو زندہ جلا دینے کی رسم

کب سے شروع ہوئی تھی لیکن ساتویں صدی عیسوی میں اس کا رواج عام تھا۔ عورتوں کو وید پڑھنے سے بھی منع کیا گیا تھا۔85

تمدّن عرب میں ہے کہ زمانہ جاہلیّت میں عورتیں انسان اور حیوانات کے درمیان کی ایک قسم کی مخلوق سمجھی جاتی تھی جن کا مصرف محض ترقی نسل اور مردوں کی خدمت تھا لڑکیوں کا پیدا ہونا ایک بدنصیبی خیال کی جاتی تھی اور ان کو زندہ دفن کر دینے کی رسم عام تھی۔ یہ زندہ دفن کر دینے کا حق انہیں حاصل تھا۔86

آپ ؐ سے قیس کا سوال: نبی کریم ﷺ اور قیس بن تمیم کی بات چیت عورت کے بارے میں کچھ اس طرح ہے جس سے عرب معاشرے کے حالات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ ایک بچّی کو اپنے زانوں پر بٹھائے کچھ کھلا رہے تھے تو قیس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ کس جانور کا بچّہ ہے جسے آپ کھلا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ میرا بچہ ہے تو قیس نے کہا کہ میری بہت سی لڑکیاں تھیں لیکن میں نے ان سب کو زندہ دفن کر دیا اور کسی کو بھی نہ کھلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے قیس معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں کسی قسم کی محبت انسانی پیدا نہیں کی ہے۔ اولاد کی محبت تو ایک نعمت ہے کہ جو انسان کو دی گئی ہے اور تو اس سے محروم ہے۔87

غمگین واقعہ: مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عرب معاشرہ میں بہت بگاڑ پیدا ہو چکا تھا عرب معاشرہ میں بچیوں سے کوئی محبت اور لگاؤ نہ تھا۔ اور لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور اس واقعہ کو دوسروں سے بیان کرنا کوئی عار نہ سمجھتے تھے جیسا کہ قیس کا واقعہ احادیث میں بھی بیان ہوا ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ تجلّیات سیرت میں ہے جسے اکثر محدّثین نے بھی احادیث کی کتب میں درج کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

ایک شخص رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ہم جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ہم بُتوں کی پوجا کرتے اور اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی میں اسے بُلاتا تو میرے بُلانے پر وہ بڑی خوش ہوتی ایک روز میں نے اسے بلایا تو وہ میرے پاس آئی میں اسے لئے ہوئے قریبی کنویں پر آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کنویں میں دھکیل دیا۔آخری بات جو میں نے اس سے سُنی تھی وہ یہ تھی۔اے میرے ابّا جان، اے میرے ابا جان۔رسول کریم ﷺ اس کی بات سُن کر اتنا روئے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں سے کسی نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غمگین کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے روکا اور فرمایا بے شک وہ اس کے بارے میں پوچھ رہا ہے جس نے اسے غم میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنی بات کو دہراؤ تو اس نے جب اپنی بات کو دوبارہ دہرایا تو آپ ﷺ پھر اتنے روئے کہ آپ ﷺ کے آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر ہو گئی پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔بے شک اللہ تعالیٰ نے جہالت کے اعمال کو معاف فرما دیا ہے اپنے اعمال کا نئے سرے سے آغاز کرو۔88

<u>بچیوں کے قتل کی وجوہات:</u> عرب کے لوگ بچیوں کو کس وجہ سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ تاریخ مذاہب میں ہے کہ: عرب جنگجو قوم تھی اس لئے اولاد نرینہ کی پیدائش پر خوشیاں مناتے تھے۔مگر بیٹی کی پیدائش کو وہ بہت بُرا سمجھتے تھے اور اکثر قبیلے ان کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگو کر دیتے تھے۔ اس کی وجہ غلط غیرت تھی کہ دوسروں سے اس کی شادی کرنا پڑے گی اور ان کو یہ خیال بھی ستاتا رہتا تھا کہ دوران جنگ کہیں ان کی عورتیں دُشمنوں کے قبضے میں نہ آ جائیں یہ لوگ بڑے قمار باز اور شراب خور تھے۔ان باتوں پر عرب کے لوگ فخر کیا کرتے

تھے۔89

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ عرب معاشرہ میں بعض قبائل اولاد کش تھے وہ کبھی دنیاوی شرم و عار کی وجہ سے اور کبھی اولاد کو پالنے پوسنے کے خوف سے قتل کر ڈالتے تھے۔ ایسے نافرمانوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ.90۔

وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا بیان کیا تو ارشاد خداوندی ہوا۔

وَاِذَا لْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ.91۔

اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔

<u>بچیوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات</u>: ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لَاتُکْرِھُوا الْبَنَاتَ فَاِنّی اَبُو الْبَنَاتِ 92۔

لڑکیوں کو بُرا نہ سمجھو میں لڑکیوں کا باپ ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تکرھوا البنات فانّھنّ المونسات الغالبات.93۔

لڑکیوں کو بُرا مت سمجھو اس لئے کہ یہ مونس اور غم خوار ہیں۔

روز قیامت لڑکیوں کو والدین کے لئے باعث عزّت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ زوج بنتاً توجہ اللّٰہ یوم القیامۃ تاج الملک94۔

جس نے لڑکی کی شادی کردی قیامت کے روز اس کو بادشاہت کا تاج پہنایا جائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا لڑکیاں باعث برکت ہیں

البنات ھنّ المشفقات المجهزّات المبارکات.95 ۔

لڑکیاں شفقت اور برکت والیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے جسے چاہے لڑکیاں دے یا لڑکے ارشاد خداوندی ہے۔

یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ96 ۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بیٹیاں اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

مذکورہ آیات اور واقعات سے معلوم ہوا کہ عرب معاشرہ میں عورت کو کوئی عزّت و مقام حاصل نہ تھا اسلام نے ہی عورت کو عزّت اور تکریم بخشی ہے۔

حوالہ جات

(۱) دائرۃ المعارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، صفحہ نمبر 85-184 لاہور

(۲) لغات کشوری، مولوی سیّد تصدیق حسین رضوی، صفحہ نمبر 329، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور

(۳) اسلام اور افکار نو شیخ محمد علی، صفحہ 75، اسلامک بک کارپوریشن کراچی

(۴) اسلام اور افکار نو، شیخ محمد علی، صفحہ 51، اسلام بک کارپوریشن کراچی

(۵) القرآن، سورۃ النحل، آیت نمبر 59-58

(۶) القرآن، سورۃ التکویر، آیت نمبر 9-8

(۷) القرآن، سورۃ النساء آیت نمبر 1

(۸) ماہنامہ میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 62، مرکزی انجمن خدّام القرآن، لاہور، ۱۹۹۹ء

(۹) ماہنامہ، میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 62، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 1999ء

(۱۰) ماہنامہ، میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 62، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 1999

(۱۱) ماہنامہ میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 63، 1999ء لاہور

(۱۲) القرآن، سورۃ النساء آیت نمبر 19

(۱۳) القرآن، سورۃ النحل آیت نمبر 97

(۱۴) اسلامیات (لازمی) پروفیسر اقبال احمد بھٹی، صفحہ 230، بھٹی پبلشرز، لاہور، 1989ء

(۱۵) محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر محمد ثانی، صفحہ 296، دارالاشاعت، کراچی

(۱۶) سیرت حضرت عائشہ صدیقہؓ، سیّد سلیمان ندوی، صفحہ 4-47، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، 1984ء

(۱۷) محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 296

(۱۸) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ مترجم مولانا ظہور الباری، ج 3، دارالاشاعت، صفحہ 377، دارالاشاعت کراچی، 1985ء

(۱۹) ماہنامہ میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 63، لاہور مئی 1999ء

(۲۰)اسلام ایک نظریہ ایک تحریک، مریم جمیلہ، صفحہ 24، مکتبہ یوسفیہ، لاہور

(۲۱)مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چودہری غلام رسول ایم-اے، صفحہ 335، علمی کتب خانہ، لاہور

(۲۲)دنیا کے بڑے مذہب، عمادالحسن فاروقی، صفحہ 229، مکتبہ جامع، دہلی

(۲۳)اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مولوی محبوب عالم، کتب خانہ الفیصل، صفحہ 07-106، لاہور

(۲۴) مذاہب عالم پر ایک نظر، سید اقبال، صفحہ 41، اختر بک ڈپو، کراچی

(۲۵)القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 79

(۲٦)تعارف مذاہب عالم، ایس-ایم شاہد، صفحہ 524، نیو بک پیلس لاہور،

(۲۷)محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 347-340 دارالاشاعت، کراچی

(۲۸)عورت اسلامی معاشرے میں، سید جلال الدین انصر عمری، صفحہ 31، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور

(۲۹)سیرۃ النبی، سیّد سلیمان علی ندوی، صفحہ 151 مطبع معارف، اعظم گڑھ

(۳۰)تعارف مذہب عالم ایس-ایم شاھد، صفحہ 92-588

(۳۱)تمدن عرب، ڈاکٹر گستاؤلی بان، صفحہ 459 مقبول اکیڈمی، لاہور

(۳۲)مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم-اے، صفحہ 393، علمی کتب خانہ، لاہور

(۳۳)القرآن، سورۃ البقرۃ، صفحہ 102

(۳۴) Lonormont, Ancient History of the East Vol. ii, P- (318)

(۳۵)القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 59

(۳٦)القرآن، سورۃ مریم، آیت نمبر 36 - 30

(۳۷)القرآن، سورۃ المآئدۃ، آیت نمبر 73

(۳۸)القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 171

(۳۹)القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 158-157

(۴۰)اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مولوی محبوب عالم، صفحہ 110 الفیصل کتب خانہ لاہور۔

(۴۱)اسلام ایک نظریہ ایک تحریک، مریم جمیلہ، مکتبہ یوسفیہ، صفحہ نمبر342، لاہور

(۴۲)مختصر واقفیت عامہ، پروفیسر اقبال احمد بھٹی، صفحہ 112، بھٹی پبلشرز، جہلم1985ء

(۴۳)روح اسلام، سیّد امیر علی، مترجم، محمد ھادی حسین، صفحہ 395، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1992ء

(۴۴)عورت اسلامی معاشرے میں، سیّد جلال الدین انصر عمری، صفحہ 31

(۴۵)روح اسلام، سیّد امیر علی، (اردو) صفحہ395

(۴۶)روح اسلام، سیّد امیر علی، (اردو) صفحہ395

(۴۷)تجلّیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ11 - 210 فضلی سنز، کراچی1996ء

(۴۸)روح اسلام، سیّد امیر علی، (اردو) صفحہ395

(۴۹)پردہ، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، صفحہ25 - 15، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور

(۵۰)تاریخ اور عورت، ڈاکٹر مبارک علی، صفحہ 51 فکشن ہاؤس، لاہور

(۵۱)عورت اسلامی معاشرے میں، سیّد جلال الدین انصر عمری، صفحہ27-28

(۵۲)تاریخ مذاہب، رشید احمد، صفحہ 77 قلات پبلیشرز، کوئٹہ

(۵۳)تاریخ اور عورت، ڈاکٹر مبارک علی، صفحہ55-57

(۵۴)پردہ، مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ23-24

(۵۵)پردہ، مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ38

(۵۶)عورت اور یورپ، محمد مقصود احمد، صفحہ26-29، ادارہ علم وادب، کراچی

(۵۷)محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 311، دارالاشاعت، کراچی

(۵۸)ادیان ومذاہب کا تقابلی مطالعہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید، صفحہ 31، طاہر سنز، کراچی2004ء

(۵۹)ادیان ومذاہب کا تقابلی مطالعہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید، صفحہ63-56، طاہر سنز، کراچی2004ء

(۶۰)اسلام کے کارہائے نمایاں، عمادالحسن آزاد، صفحہ42-41، مکتبہ جامع لیمیٹڈ دہلی

(۶۱)اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، ادبی گھٹی، صفحہ133 اپنا ادارہ، لاہور

(۶۲) مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ، احمد عبداللہ المسدوسی، صفحہ 16-315، مکتبہ خدام ملت، کراچی

(۶۳) تجلّیات سیرت، ڈاکٹر محمد ثانی، صفحہ 12-211، فضلی سنز کراچی 1996ء

(۶۴) تجلّیات سیرت، ڈاکٹر محمد ثانی، صفحہ 13-212، فضلی سنز کراچی 1996ء

(۶۵) محسن انسانیّت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 318، دارالاشاعت، کراچی

(۶۶) سفرنامہ ابن بطوطہ، ابن بطوطہ، صفحہ 34، بک لینڈ، کراچی

(۶۷) محسن انسانیّت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 345

(۶۸) تعارف مذاہب عالم، ایس ایم شاہد، صفحہ 230، بک پیلس، لاہور۔

(۶۹) اسلام اور افکار نو، شیخ محمد علی، صفحہ 80، اسلامک بک کارپوریشن، کراچی

(۷۰) ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر ڈاکٹر عبدلرشید، صفحہ 158، طاہر سنز کراچی 2004ء

(۷۱) ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر ڈاکٹر عبدلرشید، صفحہ 166، طاہر سنز کراچی 2004ء

(۷۲) ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر ڈاکٹر عبدلرشید، صفحہ 162-161، طاہر سنز کراچی 2004ء

(۷۳) تجلّیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 213

(۷۴) تجلّیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 213

(۷۵) تاریخ مذاہب، رشید احمد، صفحہ 331، قلات پبلشرز، مستونگ کوئٹہ 1964ء

(۷۶) تاریخ مذاہب، رشید احمد، صفحہ 331، قلات پبلشرز، مستونگ کوئٹہ 1964ء

(۷۷) تاریخ مذاہب، رشید احمد، صفحہ 339، قلات پبلشرز، مستونگ کوئٹہ 1964ء

(۷۸) مختصر واقفیّت عامہ، پروفیسر اقبال احمد بھٹی، صفحہ 121، بھٹی پبلشرز، جہلم 1985ء

(۷۹) ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید، صفحہ 168

(۸۰) محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر سافظ محمد ثانی، صفحہ 299، دارالاشاعت، کراچی

(۸۱) القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 31

(۸۲) القرآن، سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر 12

(۸۳) القرآن، سورۃ الانعام، آیت نمبر 151

(۸۴) القرآن، سورۃ النّحل آیت نمبر 58-59

(۸۵) اسلام اور مذاہب عالم، محمد ظہیر الدین، صفحہ 243، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور پاکستان

(۸۶) تمدّن عرب، ڈاکٹر گستاؤلی بان مترجم، مولوی سیّد علی بلگرامی، صفحہ 373، مفید عام آگرہ 1896ء

(۸۷) تمدّن عرب، ڈاکٹر گستاؤلی بان مترجم مولوی سیّد علی بلگرامی، صفحہ 374

(۸۸) تجلّیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 217 و اسلامی خطبات، مولانا عبدالسلام دہلوی، جلد سوم، صفحہ 2-201، مکتبہ سلفیہ لاہور، 1987

(۸۹) تاریخ مذاہب، رشید احمد، صفحہ 294

(۹۰) القرآن، سورۃ الاعراف، آیت نمبر 179

(۹۱) القرآن، سورۃ التکویر، آیت نمبر 8-9

(۹۲) اسلامی خطبات، (جلد سوم) مولانا عبدالسلام، صفحہ 202، مکتبہ السّلفیہ، لاہور، 1987ء

(۹۳) اسلامی خطبات، (جلد سوم) مولانا عبدالسلام، صفحہ 200، مکتبہ السّلفیہ، لاہور، 1987ء

(۹۴) اسلامی خطبات، (جلد سوم) مولانا عبدالسلام، صفحہ 203

(۹۵) اسلامی خطبات، (جلد سوم) مولانا عبدالسلام، صفحہ 203

(۹۶) القرآن، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 49

حصہ دوم

مذہب اسلام میں عورت

اسلام کا تعارف: اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر نبی کریم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء علیھم السّلام تشریف لاتے رہے سب نے دین اسلام کی لوگوں کو دعوت دی اور اسی دین کی ترویج کے لئے کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا پسندیدہ دین اسلام ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ 1 ۔

یقیناً اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں پورے نظام حیات کے لئے احکام دیئے گئے ہیں۔ یہ صرف عبادات یا اخلاقیات تک محدود نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کی ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔

تمام مذاہب کی تعلیمات کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کو خاص اہمیّت حاصل ہے اسلام کے ماننے والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔ اور اسلام کو جدید ترین مذہب بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ اس مذہب کی تکمیل ساتویں صدی عیسوی میں ہوئی تھی اس سے واضح ہوا کہ مذاہب میں یہ جدید مذہب بھی ہے۔ اسلام کے لفظی معنیٰ امن وسلامتی کے ہیں اور اسلام کی تعریف یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیّت کے سپرد کر دینا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سرزمین عرب کے صوبہ حجاز کے شہر مکہ مکرمہ میں ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قریش کے ایک معزز خاندان سے تھا نبی کریم ﷺ کے پیدا ہونے سے قبل ہی آپ ﷺ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا آپ یتیم پیدا ہوئے تاریخی حقائق سے معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ بھی کا انتقال ہو گیا۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب انتقال کر گئے تھے اور پھر آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے عظیم چچا حضرت ابو طالب نے کی تھی۔ جب آپ ﷺ کی عمر پچیس برس کو پہنچی تو آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی جن کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک جب چالیس سال کو پہنچی تو نبی کریم ﷺ کو نبوت ورسالت عطاء کی گئی تھی۔

آپ ﷺ کی خفیہ تبلیغ اسلام کے نتیجہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

اعلانیہ دعوت وتبلیغ: اعلانیہ دعوت وتبلیغ کرنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی ہوا

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ 2 ۔

پس اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

تو اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو اعلانیہ دعوت دی جس کی وجہ سے قریش آپ ﷺ کے دشمن بن گئے اور مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانا شروع کر دیا لیکن لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے کفار کے ظلم وستم کی وجہ سے پہلے مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے آپ ﷺ تیرہ (۱۳) سال تک مکہ مکرمہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت وتبلیغ دیتے

رہے۔ کفار مکہ کا ظلم و ستم بڑھتا گیا آخر کار آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ مکّرمہ سے مدینہ منوّرہ ہجرت فرما گئے۔

مدینہ منوّرہ میں آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ آپ کے دس (۱۰) سالہ مدنی دور میں پورے عرب میں اسلام پھیل گیا۔

پیغمبر اسلام پر جو احکامات خداوندی نازل ہوئے اس کتاب کو قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کو خود نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو لکھوا دیا اور بتایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے آپ ﷺ کی زندگی میں اس کلام کو کتابی صورت نہ ملی تھی آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں اس کتاب کو یکجا کیا گیا یعنی ایک کتابی صورت دے دی گئی تھی۔ قرآن کریم میں احکامات، اور امر و نواہی، قصص اور عقائد و ایمانیات کا بھرپور بیان ہے چنانچہ ایمانیات مندرجہ ذیل ہیں:

توحید، ملائکہ، آسمانی کتب، انبیاء و رسل اور آخرت پر ایمان رکھنا عقیدہ توحید کا پُر زور بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا 3۔

اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔

عورت کا مقام: اسلام ایک عظیم مذہب ہے جو حقوق العباد کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور اس مذہب میں عورت کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ عورت خواہ ماں ہو یا بہن، بیوی ہو یا بیٹی، ان سب کو اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اسلام میں بلند مقام و مرتبہ دیا گیا ہے۔

اسلام میں عورت مذہبی، سماجی، اور قومی ذمّہ داریوں میں مرد کے برابر تصوّر کی گئی ہے۔ اسلام میں کسی بھی عورت کو اس کا سرپرست کسی جگہ شادی کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا ہاں

مشورہ دے سکتا ہے۔لیکن شادی صرف اور صرف عورت کی رضا مندی سے ہی ہوگی۔عورت شادی کے بعد اپنے خاندانی نام کو باقی رکھ سکتی ہے۔

مذہب اسلام میں ہر عورت کو اپنے مال و دولت میں کلّی اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہے خرچ کر سکتی ہے۔مسلمہ عورت کے خاوند پر اس کا خرچ اور اس کے بچّوں کا خرچ دینا لازمی ہے۔جبکہ دیگر مذاہب میں ایسا نہیں ہے اور نہ ہی عورت کو یہ اختیار ہے کہ اپنے ہی مال کی مالک بن سکے اس کے مال و دولت کا مالک والد، بھائی، خاوند اور اس کے بعد بیٹے ہیں۔

مذہب اسلام میں وراثت کے معاملے میں عورت بیٹی کی حیثیت سے اپنے بھائی سے کم حصّے کی حقدار ہے یعنی بھائی کے دو حصّے اور بہن کا ایک حصّہ ہے اور لڑکی جہاں بیاہی جائے گی تو اس کا خاوند دو حصّے لائے گا یوں تین حصّے ہو جائیں گے۔اس طرح اس کا بھائی جہاں شادی کرے گا تو اس کی بیوی بھی ایک حِصّہ لائے گی اور یوں اس کے بھی تین حصّے ہو جائیں گے۔لیکن دوسری صورتوں میں عورت خاندان کے مردوں کے برابر یا ان سے بھی زیادہ حصّے کی حقدار بنتی ہے جس طرح کہ بچّوں سے محبت اور وفاداری کے پیش نظر ماں کی حیثیت سے بیوی کو اپنے خاوند پر فوقیت حاصل ہے۔

<u>مساوی حقوق</u>: قرآن کریم میں میاں بیوی کے حقوق مساوی قرار دیئے گئے ہیں۔اسلام ہی دنیا کا پہلا مذہب ہے کہ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ 4۔

اور عورتوں کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے کہ مرد و عورت کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے ایک جیسی کی ہے۔دونوں کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے لیئے ایک ہی پیمانہ ہے جس کا تعلّق کسی نسل یا جنس سے نہیں ہے بلکہ تقویٰ سے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ 5 ۔

اے لوگو بے شک ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تم کو مختلف گروہوں (قوموں) اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔

اسی طرح سورۃ توبہ میں بھی بتایا گیا ہے کے اللہ تعالیٰ نے احکامات کی نشر و اشاعت میں بھی مرد و عورت برابر ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ 6 ۔

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست مددگار ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برُائی سے منع کرتے ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحمت فرمائے گا بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

جزا و سزا میں برابری: قرآن کریم میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جزاء و سزاء میں بھی عورت و مرد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے گا یہ نہیں ہوگا کہ کسی نیکی کا بدلہ مرد کو زیادہ اور عورت کو کم ملے اسی طرح برُائی کی سزا عورت کو زیادہ اور مرد کو کم ملے بلکہ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

فَاُولٰئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا.7۔

جو کوئی نیک کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو وہ جنّت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا برابر بھی زیادتی نہ ہوگی۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ8۔

پس ان کے ربّ نے ان کی دعا قبول فرمائی (فرمایا) بے شک میں کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا وہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے سے ہو۔

بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی تخلیق ایک جیسی کی ہے اور دونوں کا تعلّق ایک ہی نسل یعنی آدم وحوّا سے ہے۔اسی طرح دعوت وتبلیغ کے معاملہ میں انہیں یکساں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں کے لیئے برابر ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اسی طرح جزاء وسزاء میں بھی انہی کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا۔اور بتایا گیا ہے کہ مرد و عورت میں سے جو بھی عمل صالح کرے اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں داخل فرمائے گا۔مذکورہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مرد و عورت کو اسلام میں مساوی حقوق حاصل ہیں۔

قرآن کریم میں دیگر مقامات پر مرد و عورت کے مساوی حقوق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوتا ہے

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ 9۔

اور ان (عورتوں) کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے حقوق عورتوں پر

ہیں۔اور مردوں کو ان (عورتوں) پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا.10 ـ

اوران (عورتوں) کے ساتھ اچھی طرح گذر کرو پس اگر وہ تمہیں نہ پسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز جو تم کو ناپسند ہو مگر اللہ نے اس میں تمہارے لیئے بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ 11 ـ

جو کوئی بھی خواہ وہ مرد ہو یا عورت عمل صالح کریں گے اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم انہیں ان کے اچھے عمل کی وجہ سے ضرور اچھا بدلہ دیں گے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں عورت کا مقام: احادیث نبوی ﷺ میں بھی عورت کے حقوق کو مساوی بیان کیا گیا ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ اذا انفقت المراۃ من بيت زوجها غير مفسدةٍ كان لها اجرما انفقت ولزوجها اجرما اكتسب و لخازنه مثل ذلك لاينقص بعضهم اَجرَ بعض.12 ـ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے گھر (یعنی مال) سے خرچ کرے گی اور اس کی نیت میں کوئی فساد نہ ہوگا تو اس کو بھی ثواب ملے گا خرچ کرنے کا اور اس کو ثواب ملے گا کمانے کا اور

جس کی تحویل میں ہے اس کو بھی ثواب ملے گا اور کسی کا ثواب کم نہ ہوگا۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔

حد ثتنی اسماء بنت ابی بکر قالت قلت یا رسول اللّٰہ مالی شیء اِلّا ماادخل علّی الزبیر بیته افاعطی منه قال أُعطی و لا تؤ کی فیر کیٰ.13ـ

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے جو میرے شوہر زبیر گھر میں لاتے ہیں۔ کیا میں اس میں سے دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا دے اور مت چھوڑو ورنہ تیرا رزق بھی چھوڑا جائے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جہاد میں بھی عورتیں مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں

عَنَ الرِبَیّعِ بِنْتُ مُعَوِّذ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھا قَالَتْ کُنّا نَغزُوْ ا مَعَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنسْقِی الْقَوْمَ وَنَخْدِمُھُمْ وَتَرَ دّ الْجَرَحیٰ وَالْقَتْلِیٰ اِلیٰ الْمَدِیْنِتہِ.14ـ

حضرت ربیع بنت معوّذ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ غزوے میں شریک ہوتے تھے مسلمانوں کو پانی پلاتے، ان کی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو مدینہ منتقل کرتے تھے۔

اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کا خیال کرتے ہوئے ان کو دین کے احکام بتانے اور وعظ ونصیحت کرنے کے لیئے ایک خاص دن مقرر کیا تھا۔

فَاجْعَلْ لَنَا یَوْماً مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ ھُنّ یَوْماً لَقِیَھُنّ فِیْہِ فَوَعَظَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ. 15ـ

یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورتوں نے

آپؐ سے عرض کی کہ آپ ہمارے لیئے بھی کوئی دن مقرر فرمادیں تو آپؐ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کرلیا۔اس دن عورتوں سے آپؐ ملتے اور انہیں وعظ، نصیحت فرماتے اور ان کو مناسب احکام دیتے۔

عورت کو فیصلہ کا اختیار: اسلام سے قبل عورت کو اپنی ذات کے لیئے کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہ تھا لیکن اسلام نے عورت کو یہ اختیار دیا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ اگر چہ والد نے بھی اپنی ثیبہ(بالغ) بیٹی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کردیا تو وہ نکاح ناجائز ہوگا۔

عن خنساء بنت خذام الا نصارية انّ ابا هازوّ جها وهى ثيّب فكر هت ذٰلك فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرّد نكاحهٗ. 16ء

حضرت خنسأ بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کردیا تھا وہ ثیبہ(بالغہ) تھیں انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا اس لیئے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے اس نکاح کو ناجائز(باطل) قرار دے دیا۔

عورتوں کے ساتھ بھلائی کا حکم: عورتوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کی وصیّت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال من كان يوٴ من باالله واليوم الأخر فَلايُوٴ ذى جاره و استوصوا بالنّسآء خيراً 17ء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ پڑوسی کو تکلیف نہ

پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں۔

بہترین انسان: ایک حدیث میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہترین انسان ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکمل المؤمنین ایماناً احسنھم خلقا و خیارکم خیارکم لنسائھم 18۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا سب سے کامل مؤمن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اور تم میں بہترین انسان وہ ہیں جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔

عورت دنیا کا بہترین سامان: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صالحۃ اور نیک عورت کو دنیا کا بہترین سامان قرار دیا ہے۔

عن عبداللّٰہ بن عمر و بن العاص رضی اللّٰہ عنھما انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الدّنیا متاع وّخیر متاعھا المراۃ الصالحۃ.19۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنھما سے روایت ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دنیا سامان ہے اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔

مذکورہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کو بڑی عزّت وتکریم حاصل ہے۔

☆ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ عورت کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے

کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں۔ سے خرچ کر سکتی ہے۔

☆ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت اسمأ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ میرے پاس جو کچھ مال ہے میرے شوہر کا ہے تو کیا میں اس کی اجازت کے بغیر راہِ اللہ کچھ مال دے دوں تو آپؐ نے اس کی اجازت دی۔

☆ مسلمان خواتین غزوات میں بھی شریک ہوتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، مجاہدین کو پانی پلاتیں اور غزوہ احد کے موقع پر زخمیوں کو مدینہ منورہ میں منتقل کرتی تھیں۔

☆ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم عورتوں کا کتنا ہی خیال فرماتے تھے جب انہوں نے آپؐ سے عرض کی کہ ہمیں بھی دین کی باتیں سمجھایا کریں تو آپؐ نے ان کے لیئے ایک دن مختص فرما دیا تھا۔ اور اس دن آپ عورتوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

☆ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑکی کی بغیر اجازت کے نکاح کو باطل قرار دے دیا جب حضرت خنساءؓ بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ عنہما کے والد نے ان کی رضا پوچھے بغیر کسی سے نکاح کر دیا تو انہوں نے اس کی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے نکاح کو ناجائز قرار دے دیا تھا۔

☆ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اچھا وہ انسان ہے جو عورتوں کے حق میں اچھا ہو۔

☆ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نیک اور صالحہ عورت کو دنیا کا بہترین سامان فرمایا ہے یعنی جس کی بیوی نیک اور صالحہ ہے اس کے لیئے وہ دنیا میں عزّت اور آخرت میں بخشش کا سامان ہے۔

اسلام میں عورت توقیر: اسلام میں عورت کو اتنی اہمیت عزّت اور توقیر دی گئی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلفائے راشدین بھی ان سے مشاورت کیا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طلوع اسلام اور آغازِ اسلام کے وقت بہترین مشیر و مددگار بھی عورت تھی ۔ ان میں سے ایک آپ کی زوجہ تھی آپ نے واضح فرما دیا تھا کہ عورت خواہ مالکہ ہو یا لونڈی عزت و احترام اور برابری کے حقوق رکھتی ہے۔ آپ کی بے مثال کامیابی ظاہر کرتی ہے کہ عورت اور مرد کا تعاون ہی کامیابی کا راز ہے۔ گویا ایک طرف تو عورت گھر کی منتظمہ ہے اور دوسری طرف باعتبار مشیر اعلیٰ آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عورتوں سے مشورہ اور رائے لینا اچھی بات ہے۔ آپ نے ان سے مشورہ اور رائے لینے کو نا پسند نہیں فرمایا بلکہ غزوہ احد کے موقع پر آپ نے حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ 20ے

چنانچہ حضرت ابن ام مکتومہ نے ان لوگوں کو جو اُحد کے میدانِ جنگ کو چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے نرمی سے سمجھا کر دوبارہ اُحد بھیج دیا تو ان کے ساتھ مدینہ کی بہت سی عورتیں ترکش اور پانی کے مشکیزے بھر کر لے گئیں اس طرح جنگی قیادت حضرت ام مکتوم نے بھی کی تھی۔ مغرب کی ترقی یافتہ تہذیب میں بھی کہیں ایسی مثال نہیں ملتی جہاں شاہی نسل کے علاوہ عوام سے کسی عورت کو قابلیت کی بنیاد پر وائسرائے یا نائب وائسرائے کا عہدہ ملا ہو۔ 21ے

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ: اسلام نے عورتوں کے حقوق متعین کیئے عورتوں کو جائیداد میں حقدار بنایا ہے اور ان کے ساتھ نرمی، شفقت اور حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے ہی عورتوں کو مختلف فرائض دے کر ان کا مقام و مرتبہ بڑھا دیا ہے۔ عورت مختلف حیثیتوں سے بحیثیت ماں، بیوی، بہن، اور بیٹی بلند مقام کی حقدار قرار دی گئی ہے۔

لیکن جب ہم اقوام عالم کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کہیں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا گیا کہیں اسے حسن کی دیوی قرار دیا گیا کہیں عورت کو ایک دلفریب کھلونا سمجھ کر اسے تمام معاشرتی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔

لیکن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کوظلم سے نجات دلائی، ان کے حقوق وفرائض متعین فرمائے اس کو قعر ذلّت سے نکال کر اعلیٰ وارفع مقام دلوایا۔ اور حکم خداوندی سنایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ. 22ـ

جس نے نیک عمل کیا مرد ہے یا عورت اس حال میں کہ وہ مؤمن ہے تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اسلام نے مرد وعورت کو برابر طور پر نیکی اور تقویٰ کے حوالے سے ابدی مسرّتوں کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ نسل انسانی کی پیدائش اور بقاء کے لیئے مرد اور عورت دونوں کی حیثیت برابر ہے ان کی تخلیق ایک ہی جسم سے ہوئی ہے اسی لیئے ان کو ایک دوسرے پر نسلی اور فطری اعتبار سے برتری حاصل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً. 23ـ

اے لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عورت سے حسن معاشرت کی تعلیم دی ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. 24ـ

اور ان (عورتوں) سے اچھا برتاؤ کرو۔

اسلام نے مرد وعورت کے باہمی تعلّق کی بنیاد ان کی عفت وعصمت پر رکھی ہے۔ اسلام نے عورت کو حقوق مثلاً وراثت، مہر، نان ونفقہ عطا کیئے ہیں عورت کو خلع کی اجازت دی ہے۔ اور مرد کو طلاق کا حق دیا ہے۔

اجر وثواب میں برابر: مرد وعورت معاشرہ کے بنیادی رکن ہیں اچھا معاشرہ نیک اور صالح مرد اور عورت کی کوششوں سے ہی استوار ہوتا ہے۔ قرآن کریم ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ جس طرح نیک اور صالح بننے کی صفات سے مرد مزّین ہیں اسی طرح عورتیں بھی ان صفات سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو وہ مرد ہے یا عورت عمل صالح کرنے پر اجر عظیم کی بشارت دی ہے ارشاد خداوندی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.25 ۔

جو شخص عمل صالح کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) اچھی زندگی دیں گے اور ان کو ضرور بدلہ دیں گے ان کے اچھے کاموں کا جو وہ عمل کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، مرد اور عورت اجر وثواب میں برابر ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.26 ۔

بے شک فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، سر تسلیم خم کرنے والے مرد اور عورتیں سچے مرد اور عورتیں، صبر کرنے والی مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے

والے مرد اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے
والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے بخشش اور بڑا
اجر تیار کر رکھا ہے۔

شان نزول حضرت اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ واپس آئیں تو ازواج نبی کریمؐ سے ملکر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے بارے میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے فرمایا نہیں تو حضرت آسماء نے نبی کریمؐ سے عرض کیا کہ حضورؐ عورتیں بڑے ٹوٹے (نقصان) میں ہیں۔ فرمایا کیوں عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اوران کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں پہلا مرتبہ اسلام ہے۔ جو خدا اور رسولؐ کی فرمانبرداری ہے دوسرا ایمان کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ تیسرا مرتبہ قنوت یعنی اطاعت ہے چوتھا مرتبہ صدق نیات وصدق اقوال وافعال ہے اس کے بعد پانچواں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا ہے۔ خواہ کتنا ہی شاق اور گراں ہو رضائے الٰہی کے لئے اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد چھٹا مرتبہ خشوع کا بیان ہے جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ متواضع ہونا ہے اس کے بعد ساتواں مرتبہ صدقہ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطاء کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریق فرض ونفل دینا ہے۔ پھر اٹھواں مرتبہ صوم کا بیان ہے یہ بھی فرض ونفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کیا وہ متصدّقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایام بیض کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نویں مرتبہ عفّت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے جو حلال نہں ہے اس سے بچے سب سے آخر میں دسویں مرتبہ کثرت ذکر کا بیان ہے ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، قرائتِ قرآن، علم دین کا

پڑھنا پڑھانا نماز اور وعظ نصیحت کرنے والا بندہ ذاکرین میں شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے۔27ے

مذکورہ آیت اور اس کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ عورت ہو یا مرد کسی کی نیکی اللہ کے پاس ضائع نہیں ہوتی بلکہ اس کے اجروثواب میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اور جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کے ذرائع حاصل ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی حاصل ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی.28ے

میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

اسلام میں عورت کو تکریم دی گئی ہے اور اسے مرد کے لئے لباس قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ.29ے

وہ (عورت) تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔

پردہ کا حکم: اسلام نے عورت کو عزّت واحترام سے نوازا ہے اسے گھر کی زینت قرار دیا ہے گھر سے باہر کسی ضروری کام وکاج کے لئے عورت کو جانے سے منع نہیں کیا بلکہ اسے پردہ کا حکم دے کر عزّت واحترام عطا کر کے عورت کا مقام بلند کر دیا ہے۔ تاکہ معاشرہ پُرامن رہے اور شیطانی نظریں عورت کو پریشان اور گمراہی میں مبتلا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو شرم وحیا کا پیکر بن کر گھر سے باہر نکلنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. 30 ـ

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ 31

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر پردہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا 32 ـ

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسّرین نے لکھا ہے کہ منافقوں کی عادت یہ تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حرہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم کو ڈھک کر سر اور منہ چھپا

کر باندیوں سے اپنی وضع قطع ممتاز کرلیں۔ ہر دور میں نافرمان لوگ اپنی نظر بد عورتوں پر ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے یہ حکم قیامت تک کے لئے عورتوں کو دیا جارہا ہے کہ وہ نافرمانوں کی نظرِ بد سے بچنے کے لئے پردہ کا اہتمام کر کے گھر سے باہر نکلا کریں تاکہ پردہ جو شرافت کی علامت ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کا عزّت واحترام کریں۔ اور حکم خداندی پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے دنیا میں عورت کو عزت اور آخرت میں نجات مل سکے۔

اسلام عورت کو ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کی اجازت کبھی نہیں دیتا کہ عورت بغیر پردہ کئے، عطر، خوشبو اور میک اپ (Makeup) کر کے بن، سنور کر بازاروں اور سڑکوں کی زینت بن جائے۔ آفسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ بن سنور کر بے پردہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ بازاروں میں پھر رہی ہوتی ہے خرید وفروخت مرد نہیں بلکہ عورت دکانداروں سے خود کر رہی ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بے پردہ اور زیب وزینت کر کے گھر سے نکلنے سے سختی سے منع کیا ہے اور خاتم النّبین حضرت محمد ﷺ نے ان عورتوں کو جو سنور کر بازاروں میں جاتی ہیں زانیہ فرمایا ہے۔33

غیر محرم سے بات کرنے میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا.34 ۔

اگر تم اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی (بُرا) کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوا۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی!.35 ۔

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیّت کی بے پردگی۔

مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو بے پردگی سے منع فرمایا اور بتایا کہ اسلام سے قبل بھی جاہلیّت کے زمانہ میں عورتیں اتراتی ہوئی گھروں سے باہر نکلتی تھیں عورتیں اپنی زینت ومحاسن کا اظہار کرتی تھیں۔ وہ لباس بھی ایسا پہنتی تھیں کہ جس سے جسم کے اعضاء بھی اچھی طرح نہ ڈھکتے۔ اور مفسّرین نے یہ بھی بتایا ہے کہ اخیر زمانہ یعنی قرب قیامت میں بھی عورتیں بازاروں اور گلیوں میں گھومیں گی تاکہ غیر مردوں کے سامنے اپنی زیب وزینت کا اظہار کریں۔ 36

عورتوں کو بے پردہ گھروں سے نکالنے کا امریکہ اور مغربی ممالک کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں شرم وحیا کو ختم کردیا جائے، نافرمانی اور بے حیائی جس طرح امریکہ و یورپ میں ہے مسلم ممالک میں بھی پھیل جائے۔ اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ قرآن وسنّت پر عمل کریں اور عورت کو بے پردہ نکال کر بازاروں، گلیوں اور کلبوں کی زینت نہ بنائیں تاکہ مسلم معاشرہ بھی خراب نہ ہو۔ معاشرہ کو پاک وصاف رکھنا ہم سب کی ذمّہ داری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں عورتیں بالکل آزاد ہیں وہ اسکولوں، کالجوں، مدرسوں اور دفتروں میں جاسکتی ہیں اسلام اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو روکتا ہے یہ غلط پروپیگنڈا ہے کہ اسلام عورت کو چادر چار دیواری تک محدود رکھتا ہے حالانکہ آپؐ کے عہد میں مسلم خواتین جنگوں میں بھی شرکت کرتی تھیں۔ تیمارداری اور مرہم پٹی وغیرہ میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ اسلام نے عورت کو بڑی عزّت بخشی ہے البتہ کچھ مسائل میں مرد وعورت کے درمیان فرق قائم کیا گیا ہے یہ فرق فطری تقاضوں کے پیش نظر ہے۔ انسانی حیثیت کے لحاظ سے ان کے مابین کسی قسم کی تفریق نہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے عورت اور مرد زندگی کے تمام جائز کام کرسکتے ہیں وہ تمام امور میں آزاد ہیں۔ اور اپنی پسند کے مطابق اپنے کاروبار کا تعیّن کرسکتے ہیں۔ 37

امام خمینی کا فرمان: علامہ امام خمینی عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

عورت کی آغوش سے ایسے افراد پرورش پا کر معاشرہ میں قدم رکھتے ہیں جو ملکوں اور قوموں کی تقدیر بدل دیتے ہیں اور ان کے پاکیزہ کردار سے کرہ ارض پر امن وسلامتی اور خوشحالی قائم ہوتی ہے۔38

یورپ وامریکہ میں عورت پر ظلم: عورت اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے لیکن یہ بھی اس کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے جیسے مغربی ممالک میں عورت اپنی حدود سے تجاوز کر چکی ہے اور ترقی کے نام پر فحاشی میں مبتلاء ہو چکی ہے، یورپ وامریکہ میں عورت کے ساتھ ظلم کیا گیا عورت کو گھروں سے باہر نکال کر دفتروں ،دکانوں اور کلبوں میں بھیج دیا گیا اور یہ بے پردہ عورتیں جہاں کہیں بھی گئیں تو انہوں نے سارا کا سارا ماحول تباہ و برباد کر دیا۔ اب مسلم ممالک میں یہود وہنود کی سازش ہے کہ بے پردگی اور عریانی کو فروغ دے کر مسلم معاشرہ میں شرم وحیاء کو ختم کر دیا جائے۔

عورت کو جو عزّت واحترام اور مقام ومرتبہ حاصل ہے یہ سب حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے ہے اسلام سے قبل عرب کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب معاشرہ میں عورت کو زندہ رہنے کا حق ہی حاصل نہ تھا۔ پہلے تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا اگر کسی وجہ سے بیچاری بچ جاتی تو کچھ عرصہ بعد اسے خود اس کا باپ ہی قتل کر ڈالتا تھا۔ ایسے حالات میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے عورتوں کو ان کا جائز مقام دیا اور بتایا کہ عورت عزّت واحترام کی مستحق ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو بتایا کہ عورت شرم کا باعث نہیں ہے اور یہ آپؐ نے اپنے عمل سے ثابت کیا آپؐ نے لوگوں کو بتایا کہ اگر عورت ماں کے روپ میں ہے تو جنت اس کے قدموں میں ہے اولاد کو اپنی ماں کے سامنے سراپا عجز ونیاز ہو جانا چاہیئے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس کا احترام کیا جائے اور اس کا استقبال کیا جائے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعلیم دی کہ عورت اگر بہن ہے تو وہ شفقت اور محبت کی مستحق ہے۔ بھائیوں کے لیئے ضروری ہے کہ بہن کی عزّت و ناموس کی حفاظت کریں اگر والد کا انتقال ہو گیا ہے تو بہن کی تعلیم، خرچ و اخراجات اور شادی بیاہ کا بھی بھائی اہتمام کریں۔

عورت مرد کے لیئے سکون ہے: عورت اگر بیوی ہے تو مرد کے لیئے سکون اور دلی اطمینان کا ایک اہم سبب ہے ارشاد خداوندی ہے:

لِیَسۡکُنُوۡٓا اِلَیۡهَا .39۔

تا کہ اس (عورت) سے (مرد) سکون حاصل کرے۔

عورت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اسلام عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ .40۔

اور ان (عورتوں) کا بھی حق ایسا ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔

شرع کے موافق اسلام عورتوں کی جائز خواہشات کو پورا کرنے کی مرد کو تعلیم دیتا ہے۔ عورت اگر بیٹی کے روپ میں ہے تو نبی کریمؐ نے اس کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں بیٹی کو قتل کر دیا کرتے تھے لیکن اسلام نے بیٹی کے قتل کرنے سے منع کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کو مختلف حیثیتوں سے عزّت و احترام سے نوازا ہے۔

عورت ایک ماں

اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت عطا کر کے ایک عظیم مرتبے پر فائز کیا ہے اور ماں کی اچھی اور بہترین تربیّت کی وجہ سے ایک اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اسلام نے

والدین کی عزّت و احترام، خدمت اور اطاعت و فرمانبرداری کو لازم قرار دیا ہے اولاد کو چاہیئے کہ والدین سے محبت کر کے اپنے ربّ کو راضی کریں۔ نبی کریمؐ کی تعلیمات میں والدین کا عظیم درجہ بیان کیا ہوا ہے اور والدین میں ماں کا درجہ بڑا بتایا گیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ.

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم: اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کسی کے والدین غیر مسلم بھی ہوں تو ان کی عزّت و احترام اور خدمت اولاد کے لیئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید کے بعد سب سے بڑی عبادت والدین کی خدمت اور فرمانبرداری بتائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا. 41؎

اور حکم ہے تیرے ربّ کا تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تیرے پاس پہنچ جائیں بڑھاپے کو دونوں میں سے ایک یا دونوں تو ان کو کبھی بھی اُفّ مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت و انکسار کے ساتھ جھکے رہنا اور ان کے لیئے دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بھی والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا.42۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم نہ بندگی کرو گے مگر اللہ کی اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کی تعلیم، شرک سے منع اور والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا.43۔

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ.44۔

میرا اور اپنے والدین کا شکرادا کرو۔

مخلوق پر خالق کے بے شمار احسانات وانعامات ہیں اس لیئے ہر ایک بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے ربّ کے انعامات کا شکرادا کیا کرے والدین اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم دنیا میں آئے اگر والدین نہ ہوتے تو ہمیں وجود نہ ملتا تو ہمارے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے والدین کا شکریہ ادا کیا کریں اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ والدین سے محبت کریں، ان کی اطاعت وفرمانبرداری کریں، بیمار ہیں تو تیمارداری کریں، بوڑھے ہیں تو ان کی خدمت کریں، غریب ہیں تو ان کی مالی امداد کریں غرض یہ کہ ہر ممکن ان کے ساتھ بھلائی کریں اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ اس لیئے کہ سب سے زیادہ بھلائی کے مستحق والدین ہیں آپؐ سے ایک صحابی نے عرض کی کہ سب سے زیادہ نیکی اور بھلائی کا مستحق کون

ہے آپؐ نے فرمایا:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ؟ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ اَبُوْکَ.45۔

حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے اچھے معاملے کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں عرض کی پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں عرض کی پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ۔

مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ والدین میں عزّت واحترام اور خدمت میں باپ پر ماں کو فضیلت حاصل ہے۔

نبی کریمؐ نے والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدہ اِلَّآ اَنْ یَجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ.46۔

حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لڑکا اپنے والد کے احسان کا بدلہ پورا نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کردے۔

نبی کریمؐ حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

کُلَیْبُ بْنُ مَنْفَعَہ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبر؟ قَالَ اُمَّکَ وَاَبَاکَ وَاُخْتَکَ وَمَوْلَاکَ الَّذِیْ یَلِیْ ذَالِکَ حَقًّا وَّاجِبًا وَرَحِمًا مَّوْصُوْلَۃً.47۔

حضرت کلیب بن منفعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریمؐ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ، باپ کے ساتھ، بہن اور بھائی کے ساتھ اور اپنے آزاد کرنے والے کے ساتھ جس کا حق واجب ہے اور جس سے صلہ رحمی اور قرابت داری ہے۔

مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ نیکی، حسن سلوک، خدمت اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے اور والدین میں بھی ماں زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے۔ اس لیئے کہ آپؐ سے جب صحابی نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ تو آپؐ نے سب سے پہلے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اور پھر والد کے ساتھ اسی طرح حدیث پاک میں بہن کو بھائی پر حسن سلوک کرنے میں آپؐ نے مقدم رکھا ہے۔

والدین کے متعلقین کے ساتھ صلہ رحمی کی تعلیم: اگر والدین انتقال کر گئے ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے متعلقین اور احباب سے صلہ رحمی کی جائے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ ابنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّى.48۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بے شک بہترین نیکی یہ ہے کہ والد کے انتقال کے بعد ان سے محبت کرنے والے متعلقین واحباب سے صلہ رحمی کرے۔

قرآن وسنّت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم تلقین کے ساتھ کی گئی ہے اور

والدین کی نافرمانی کو نبی کریمؐ نے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ نبی کریمؐ سے ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں جہاد میں آپؐ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری ماں زندہ ہے انہوں عرض کی ہاں آپؐ نے فرمایا اپنی والدہ کی خدمت میں رہو۔ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے لیکن والدین کی نافرمانی کرنے والوں کو معاف نہیں فرماتا اور انہیں دنیا میں ہی اس کی سزا دے دیتا ہے۔ حضرت علقمہؓ کے انتقال کے وقت ان کی زبان پر دوسروں کی تلقین کے باوجود بھی کلمہ شہادت جاری نہ ہوا تو نبی کریمؐ سے عرض کی گئی آپؐ تشریف لائے پوچھا کہ علقمہؓ کے والدین زندہ ہیں؟

عرض کی گئی کہ علقمہؓ کی والدہ زندہ ہیں اور وہ علقمہؓ سے ناراض ہیں، آپؐ نے انہیں پیغام بھجوایا کہ آپ میرے پاس آئیں گی یا میں تمہارے پاس آجاؤں حضرت علقمہؓ کی والدہ خود آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپؐ نے حضرت علقمہؓ کے بارے میں ان کی والدہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول علقمہؓ میرا صالح بیٹا ہے لیکن وہ بیوی کی بات مانتا ہے اور میری بات پر بیوی کی بات کو ترجیح دیتا ہے اس طرح سے میری نافرمانی کرتا ہے۔ تو نبی کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر آپ ان کی اس خطا کو معاف کردیں تو علقمہؓ کے لیئے بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں بہت دُکھی ہوں علقمہؓ کو معاف کرنے کو میرا دل نہیں چاہتا۔

نبی کریمؐ نے حضرت بلالؓ کو بلوایا اور حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو اور علقمہؓ کو آگ لگا دو اور جلا دو۔ اب حضرت علقمہؓ کی والدہ یہ سُن کر گھبرا گئیں اور عرض کرنے لگیں کہ یارسول ﷺ کیا میرے بچے کو آگ لگا کر جلا دیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں یہ عذاب ہلکا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ اے ام علقمہؓ اللہ کی قسم جب تک آپ علقمہؓ سے ناراض ہیں تو نہ ان کی کوئی نماز قبول ہوگی اور نہ کوئی صدقہ قبول ہوگا۔ حضرت

علقمہؓ کی والدہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپؐ اور سب لوگ گواہ ہو جائیں کہ میں نے علقمہؓ کو معاف کر دیا ہے۔ رسول کریمؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب دیکھو کہ علقمہؓ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا ہے یا نہیں؟ صحابہؓ نے آکر بتایا یا رسول اللہؐ علقمہؓ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے انتقال فرما گئے ہیں۔ نبی کریمؐ کے حکم کے مطابق حضرت علقمہؓ کو غسل اور کفن دیا گیا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفنانے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ جس نے ماں کی نافرمانی کی اور ماں کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ، فرشتے اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت مثلاً فرض، نفل اور توبہ کو بھی اللہ قبول نہیں فرماتا آپؐ نے فرمایا جس طرح ممکن ہو ماں کو راضی رکھنے کی کوشش کیا کرو اس لیئے کہ ماں کی رضا میں اللہ کی رضا ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے: اسی طرح نبی کریمؐ نے والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.49۔

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کو حقوق) نہ دینا اور (ناحق ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے) لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور فضول باتیں بہت سوال کرنا اور فضول خرچی کو بھی ناپسند فرمایا ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ماں کی فرمانبرداری اولاد کے لیئے فرض کا درجہ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ والدین کو خوش اور راضی رکھنے سے اللہ

تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اور ماں باپ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔ اس لیئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے والدین کو راضی رکھنے کی کوشش کیا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل رہے۔ اسلام نے والدین کو بڑا مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔ اور والدین میں بھی والدہ کا مرتبہ و مقام بلند فرمایا ہے۔ والد سے بھی بڑھ کر ماں کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے بڑی عزّت و تکریم عطا کی ہے۔

عورت ایک بیوی

اسلام سے قبل عورت پر ظلم و ستم کی انتہا تھی اسلام نے عورت کو عزّت سے نوازا ہے اور اس کے حقوق بھی متعیّن کر دیئے ہیں۔ کفّار اپنی ازواج کو پریشان اور تنگ کرنے کیلیئے انہیں کہہ دیتے کہ میں نے تمہیں طلاق دی اور قطع تعلّق کر لیا کرتے تھے لیکن وہ عورت کو نہ چھوڑتے اور نہ اسے علیحدہ کرتے اور اس طرح عورت کی زندگی عذاب میں مبتلا کر دیتے اس کے علاوہ وہ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کو اس فعل سے منع فرمایا ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم دیا کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت اس بات کا بھی وعدہ لیں کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ .50ـ

اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔

مذکورہ آیت سے واضح ہوا کہ اسلام نے عورت کے ساتھ ظلم و ستم کرنے سے منع کیا ہے اور ان کے ساتھ بھلائی کی تعلیم دی ہے۔

ظِہار کرنے سے طلاق نہیں ہوتی: کفار نے عورتوں کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھا ہوا تھا اور معمولی معمولی بات پر ظِہار کر کے بیوی کو طلاق دیتے۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ ظِہار کرنے

سے بیوی کو طلاق نہیں ہوتی۔

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ .51۔

اور تمہاری ان عورتوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو (ماں کے برابر کہدو) تمہاری ماں نہ بنایا۔

اسی طرح ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظہار سے بیوی ماں کے مثل نہیں ہو جاتی بلکہ بیوی بیوی ہے اور ماں ماں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ .52۔

وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

<u>ظہار کا خاتمہ:</u> جاہلیّت کے عرب معاشرہ میں اس رسم کو اسلام نے ختم کر دیا۔ اس بُری رسم کی وجہ سے عورت ظلم و ستم کی زنجیر میں بندھی ہوئی تھی جسے اسلام نے توڑ ڈالا اور عورت کی عزّت و حرمت کو قائم کر دیا۔ مرد کو عورت پر فضیلت عطاء کر کے ان کی یہ ذمّہ داری لگا دی کہ وہ اپنا مال عورتوں پر صرف کریں مرد کو عورت پر فضیلت و برتری عطاء کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا:

وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ .53۔

اور مردوں کو ان (عورتوں) پر فضیلت حاصل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ.54۔

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیئے کہ اللہ نے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے۔

اللہ تعالیٰ مرد کے ذمّہ عورت کے اخراجات یعنی نان ونفقہ کی ذمہ داری لگا کر عورت پر فضیلت عطاء کر دی ہے لیکن ویسے حقوق مرد و عورت کے ایک دوسرے پر مساوی ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.55۔

اور ان (عورتوں) کا بھی حق ایسا ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔

مذکورہ آیت سے یہ معلوم ہوا کہ مرد و عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں یعنی حقوق میں دونوں برابر ہیں لیکن مرد کو اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں عورتوں پر بلند درجات دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کی دیکھ بھال، کھانا، کپڑا، رہائش اور حفاظت وغیرہ کا ذمّہ دار ٹھہرایا ہے۔ اور مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے کہ جس کا سلوک اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سب میں میں اپنی ازواج سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

عورت کی کفالت مرد کی ذمہ داری ہے: اسلام نے مرد کے لیئے عورت کی کفالت لازمی قرار دی ہے۔ اور عورت کو معاشی ذمّہ داری کے بوجھ سے آزاد کر دیا ہے، عورت کو حق وراثت میں حقدار قرار دیا ہے۔ اور حق مہر بھی دینے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریمؐ نے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دینار انفقته فی سبیل الله و دینار انفقته فی رقبة و دینار تصدقت به علیٰ مسکین و دینار انفقته علیٰ اهلک اعظمها اجرً الّذی انفقته علیٰ اهلک .56۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار مسکین کو صدقہ میں دیا اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ان سب میں سے زیادہ ثواب والا وہ دینار ہے جسے تو نے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوا کہ انسان جو مال ودولت خرچ کرتا ہے تو سب سے زیادہ خرچ کرنے کا ثواب اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے ملتا ہے۔ اس میں ہمیں یہ تعلیم ہے کہ ہم مال ودولت صرف کرتے وقت اپنے اہل وعیال کو ترجیح دیں اور ان پر اپنے اموال خرچ کیا کریں اپنے بیوی اور بچوں کو اچھا کھانا، اچھے کپڑے، اچھی رہائش، اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور یہ ان کا حق ہے۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اپنے گھر والوں یعنی بیوی اور بچوں سے حسن سلوک نہیں کرتے اور نہ ان پر مال ودولت صحیح طریقے سے خرچ کرتے ہیں اور نہ ان کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں مجرم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے مال ودولت کو اہل وعیال پر خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ .57۔

اور جس کا بچہ ہے اس پر حسب دستور عورتوں کا کھانا اور لباس ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی بیوی پر خرچ کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ فی حدیثہ الطویل الذی قدمنہ فی اول الکتاب فی باب النیة انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لہ و انّک لن تنفق نفقة تبتغی بھا وجہ اللّٰہ الّا اجرت بھا حتّٰی ماتجعل فی فی امرأتک متفق علیہ.58۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی ایک طویل حدیث میں جسے اس کتاب کے شروع میں باب النیۃ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تم جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیئے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا حتّٰی کہ بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالو گے اس کا بھی ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث ہے رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا

عن ابی مسعود البدری رضی اللّٰہ عنہ عن النبیؐ قال اذا انفق الرّجل علیٰ اھلہ نفقة یحتسبھا فھی لہ صدقة (متفق علیہ).59۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص طلب ثواب کی نیّت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کے بارے میں احکام دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِلَاّ وَحَقُّھُنَّ عَلَیْکُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَیْھِنَّ فِی کِسْوَتِھِنَّ وَطَعَامِھِنَّ.60۔

فرمایا اور سنو تمہارے ذمّہ ان (عورتوں) کا حق یہ ہے کہ تم ان کے لیئے اچھا لباس اور اچھا کھانا مہیّا کرو۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم: آپؐ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت معاویہ بن حیدة رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق زوجۃ احدنا علیہ ،قال ان تطعمھا اذا طعمت وتکسوھا اذا اکتسیت ولا تھجر الا فی البیت حدیث حسن رواہ(ابو داؤد). 61 ۔

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری عورتوں کے ہمارے ذمہ کیا حقوق ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب کھانا کھاؤ تو انہیں بھی کھلاؤ لباس پہنو تو انہیں بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو بُری باتیں نہ کہو اور گھر کے اندر کے سوا قطع تعلق نہ کرو یہ حدیث حسن ہے۔(ابوداؤد)

عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل المؤمنین ایماناً احسنھم خلقاً وّخیار کم لنسا ئھم رواۃ (الترمذی).62 ۔

حضرت ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کامل مؤمن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اور تم میں بہترین وہ ہیں جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔(ترمذی)

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا باعثِ ثواب اور خیر و برکت ہے۔ آپؐ سے جب صحابہ نے عورتوں کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے انہیں یہ تعلیم دی کہ عورتوں کو اچھا کھانا ، اچھا لباس اور ان سے حسنِ سلوک سے پیش آیا کرو آپؐ نے عورتوں کو مارنے خصوصاً چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے آپؐ اپنی عورتوں کے ساتھ

بہترین سلوک کرنے والے کو سب سے بہتر اور اچھا آدمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات میں نیک عورت کو دنیا کا بہترین سامان قرار دیا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عن عبداللّٰه بن عمرو بن عاص رضی اللّٰه عنهما ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال الدّنیا متاع وخیر متاعها المراة الصالحة.63۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دنیا سامان ہے اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔

آپ ﷺ عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوے ارشاد فرماے ہیں

فقال یعمد احد کم فیجلد امر اته جلد العبد فلعلّه یضا جعها من من اخریو مه.64۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو اس طرح مارتے ہو جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے، شاید اسی دن اس سے جماع بھی کرنا ہو۔

غرضیکہ خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انسانیت کو یہ تعلیم دی ہے کہ عورتوں سے محبت اور حسن سلوک کرنا چاہیئے، عورتوں کو مار پیٹ کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ آپ ﷺ نے نیک اور صالحہ عورت کو دنیا کی بہترین نعمت قرار دیا ہے۔

<u>نافرمان عورت پر فرشتوں کی لعنت</u>: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کو مرد کی فرمانبرداری، عزّت و احترام اور جائز حکم کی بجا آوری کی تعلیم دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عـن ابـی هـريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسـلـم اذا دعـا الرّجل امراته الیٰ فراشه فلم تاْ تـه فبات غضبان عليها لعنتها الملا ئكة حتّٰی تصبح.65 ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب خاوند اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے چنانچہ خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گذارے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

مرد کی اطاعت کی تعلیم: آپ ﷺ نے عورت کو مرد کی اطاعت کرنے کی تعلیم کچھ اس طرح فرمائی ہے:

عـن ابـی عـلـی طـلق علی رضی اللّٰه عنه انَّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسـلـم قال اذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتا ته وان كانت علی التنور (رواه الترمذی والنسائی)66 ۔

حضرت علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب خاوند بیوی کو اپنی (نفسانی) حاجت کے لیئے بلائے تو اسے آنا چاہیئے اگرچہ (عورت) تنور پر ہی کیوں نہ ہو (ترمذی ونسائی)

مرد کی عزّت واحترام اور تعظیم عورت پر لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

عـن ابـی هـريرة رضـی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال لـو كـنـت امرا احد ان يسجد لا حد لا مرت المراْ ة ان تسجد لزوجها.67 ۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو خاوند کے سامنے سجدے کا حکم دیتا۔

گھر کی ذمّہ دار: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد اپنے سب گھر والوں کا نگران ہے اور عورت گھر کی ذمّہ دارے ہے یعنی مرد کے ذمّہ ہے کہ اپنے بیوی اور بچوں کے نان ونفقہ ودیگر ضروریات کو فراہم کرے اسی طرح عورت کی یہ ذمّہ داری ہے کہ مرد کی غیر موجودگی اپنی عزت وناموس اور گھر کی حفاظت کرے۔ حدیث پاک ہے:

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ والا میر راع ولرجل راع علیٰ اھل بیتة والمراۃ راعیة علیٰ بیت زوجھاو ولدہ راع وکلکم مسئول عن رعیتہ .(متفق علیہ)68 ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے زیر نگراں کے متعلّق سوال ہوگا۔ امیر حاکم ہے۔ آدمی اپنے گھر کا ذمّہ دار ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمّہ دارے ہے پس ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے متعلّق پوچھا جائے گا۔

عورت اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اپنے گھر کی ذمّہ دار ہے لیکن شوہر کے مال میں سے اپنی اور بچوں کی ضرورت کے مطابق اسلام نے اسے خرچ کرنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ ایک موقع پر ہندہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابوسفیان مجھے میری اور بچوں کی ضرورت سے کم خرچ دیتے ہیں۔ کیا میں اس کے مال میں سے کچھ لے سکتی ہوں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جس سے تمہاری اور تمہارے بچوں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اسی طرح جس عورت کا شوہر کنجوس ہے بیوی بچوں پر اپنے مال و دولت کو خرچ نہیں کرتا تو اسلام نے اس عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اس کے مال میں سے اپنی اور بچوں کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے پیسے لے سکتی ہے۔

اسلام عورت کو جائز طریقے سے محنت کر کے بھی روزگار حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن گھر کے مکمل اخراجات عورت کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین بھی محنت و مشقت کیا کرتی تھیں جیسے حضرت خدیجہؓ تجارت کیا کرتی تھیں، حضرت زینبؓ دستکاری میں ماہر تھیں اور انصار صحابہ کی بعض خواتین کاشتکاری میں ان کی مدد کیا کرتی تھیں۔ اور مسلم خواتین جہاد میں بھی شریک ہوتیں تھیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ غرضیکہ اسلام عورت کو تجارت و محنت و مشقت سے نہیں روکتا جائز طریقے سے یعنی پردہ میں رہ کر عورت گھر کے کاموں کے علاوہ دیگر امور میں بھی حصہ لے سکتی ہے۔

عورت ایک بیٹی

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں بیٹی کی کوئی حیثیت نہ تھی بعض عرب قبائل بیٹی کو قتل کر دیتے تھے۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی لڑکی کی پیدائش کو بعض لوگ منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر چہ دنیا نے ترقی کر لی ہے لیکن لوگ عملی طور پر تنزلی کی طرف جا رہے ہیں۔ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کر کے کہ حمل میں بیٹا ہے یا بیٹی تو بعض لوگ بیٹی والے حمل کو گرا دیتے ہیں اور یہ ظلم کی انتہا ہے بیٹی والے حمل کو گرانے والے لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی ماں ایک عورت تھی جس نے انہیں جنم دیا، عورت ان کی بہن بھی ہوتی ہے، عورت بیوی بھی ہوتی ہے اور عورت بیٹی بھی۔ عورت پر ظلم وستم کرنا عذاب

الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے کہ جس نے عورت کو ہر حیثیت سے عزت وا حترام سے نوازا ہے۔

بیٹی کی پیدائش پر کفار کا ردعمل: اسلام سے قبل جب لوگوں کو یہ خبر دی جاتی تھی کہ ان کے ہاں بیٹی نے جنم دیا ہے تو وہ شرم کے مارے لوگوں سے چہرے چھپاتے پھرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذَابُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَايَحْكُمُوْنَ.69۔

اور جب ان (کفار) میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام سے قبل عرب کے بعض قبائل بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر پریشان ہو جاتے تھے اور بچی کا باپ یہ سوچتا رہتا کہ کس طرح بچی کو قتل کر ڈالے موجودہ دور میں بھی الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کر کے بچی والے حمل کو گرا دینا یہ سراسر قتل عمد ہے اور قتل عمد والے قاتل شخص کی کبھی بخشش نہیں ہو گی۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَاباً عَظِيْماً.70۔

اور جب کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیئے تیار

رکھا بڑا عذاب۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ قاتل کی کبھی بخشش نہیں ہوگی قاتل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور عذاب شدید تیار ہے اس سے واضح ہوا کہ حمل گرانا بھی ایک جان کا قتل ہے یہ لوگ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں اور ان کا عمل بھی کفّار کے عمل کی طرح ہے اور یہ لوگ جہنم میں کفّار کے ساتھ عذاب میں مبتلاء کئے جائیں گے۔

بیٹی اللہ کی رحمت ہے: اسلامی تعلیمات میں بیٹی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا گیا ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بیٹی کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور آپ ﷺ نے بیٹی کی تربیت و تعلیم کا حکم دیا ہے اور بیٹی کے بالغ ہونے پر نکاح کر دینے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن انس رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من عال جاریتیں حتّٰی تبلغا جاء یوم القیامة انا وهو کها تین وضمّ اصابعه. 71۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ شخص اور میں قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) آئیں گے (یہ فرما کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

بیٹیاں جہنم سے آزادی کا سبب ہیں: ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے لڑکیوں کو ماں باپ کے لیئے نعمت عظمیٰ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ لڑکیاں والدین کے لیئے جہنم سے آزادی کا سبب بنیں گی۔

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت جاء تنی سکینة تحمل ابنتین لھا فاطعمتھا ثلاث تمرات فاعطت کل واحدة منھما تمرة ورفعت الیٰ فیھا تمرة لتأ کلھا فاستطعمتھا ابنتا ھا فشقّت التمرة التی کانت ترید ان تأ کلھا بینھما فاعجبنی شانھا فذکرت الذی صنعت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال انّ اللّٰہ قد اوجب لھا بھا الجنة او اعتقھا بھا من النار .72ء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک محتاج غریب عورت دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے آئی میں نے انہیں تین کھجوریں دیں اس نے دونوں کو ایک ایک کھجور دے کر تیسری کھجور کھانے کے لیئے منہ کی طرف اٹھائی لیکن ان بچیوں نے یہ کھجور بھی مانگ لی چنانچہ اس عورت نے اسے توڑ کر ان دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا مجھے اس کے اس عمل سے تعجب ہوا۔ میں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے اس عورت کے لیئے جنت واجب کر دی یا فرمایا اسے جہنم سے آزاد کر دیا۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ بیٹی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو والدین کے لیئے جہنم سے نجات کا باعث بنے گی۔ بچیوں سے محبت، پرورش، تعلیم وتربیت اور ان کی شادی بیاہ کا اہتمام کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی بیٹیاں تھیں اور اپنی بیٹیوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو چار بیٹیاں عطاء فرمائی تھیں جن کے نام یہ ہیں (۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت ام کلثومؓ (۴) حضرت فاطمہؓ۔

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ان سب سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ سے بہت ہی پیار تھا جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے لیئے

کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے اسی طرح آپ ﷺ کی نواسی حضرت امامہ نماز کے دوران آپ ﷺ کے کندھے پر بیٹھ جاتی تھیں آپ ﷺ ان سے بہت پیار فرماتے تھے جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو انہیں اتار دیتے رکوع اور سجدہ کرنے کے بعد پھر انہیں اپنے کندھوں پر بیٹھا دیتے تھے۔ آپ ﷺ بھی اپنی بیٹیوں سے بلکہ ان کی بھی اولاد سے محبت فرماتے تھے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنی اولاد خصوصاً بچیوں سے محبت کریں اور جس طرح ہمارے معاشرے میں بلکہ دنیا بھر میں بچیوں کو اسقاط حمل کے ذریعے قتل کیا جا رہا ہے اس سے بچیں ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا. 73ـ

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

مفسّرین نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیّت میں لوگ مفلسی (بھوک) کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی ہے۔ موجودہ زمانے میں جو لوگ اپنی لڑکیوں کو قتل کرتے ہیں تو انہیں بھی اس بداعمالی سے باز آ جانا چاہیئے۔

عورت ایک بہن

اسلام نے عورت کو ہر حیثیت سے عزّت دی ہے خواہ وہ ماں ہے۔ بہن ہے۔ بیوی ہے اور عورت بیٹی ہے۔ اس کی عزّت کا ہر حیثیت سے تعین کیا گیا ہے۔ اسلام نے بھائیوں کو بہنوں سے محبت، شفقت اور ہمدردی کا سبق دیا ہے۔ بھائی بہنوں کی عزت و ناموس کے محافظ اور باپ کے بعد ان کے کفیل بنائے گئے ہیں۔ اسلام نے ہی بہن کو بھائی کی وراثت میں حقدار قرار دیا ہے۔ اسی طرح والدین کی وراثت میں بھائیوں کے ساتھ ساتھ بہنیں بھی

حصّہ دار قرار دی گئی ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ:

جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی اور انہیں سلیقہ سکھایا ان پر ترس کھایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے نیاز کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنّت کو واجب کر دیا۔ اس پر ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اور دو ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا چاہے دو ہوں یا ایک بھی ہو۔

بہن سے محبت اور عزّت کی نبوی تعلیم: نبی کریم ﷺ کی کوئی بہن اور بھائی نہیں تھے آپؐ کی رضاعی بہن حضرت شیماءؓ تھیں جنہیں آپؐ بہت عزّت دیا کرتے تھے اور ان سے محبت و شفقت فرماتے تھے۔ غزوۂ حنین میں جب آپؐ کی بہن حضرت شیماؓ گرفتار کرکے آپؐ کے سامنے لائی گئیں تو نبی کریمؐ نے ان کو اپنی چادر مبارک پر بٹھایا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو عزّت و احترام کے ساتھ میرے ساتھ رہو اور اگر اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہو تو میں تمہیں تمہاری قوم میں بحفاظت پہنچوا دوں۔ حضرت شیماء اسی وقت اسلام لے آئیں اور ان کی خواہش پر انہیں ان کی قوم میں واپس بھجوا دیا گیا آپؐ نے انہیں رخصت کرتے وقت ایک غلام، ایک لونڈی، کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں بھی عنایت فرما دی تھیں۔ 74

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی بہن کے ساتھ شفقت، محبت کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے غزوہ حنین کے موقع پر گرفتار ہونے والے قبیلہ بنوسعد کے تقریباً چھ ہزار افراد جن میں مرد عورتیں شامل تھیں آزاد کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے اس مشفقانہ رویّہ کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا۔ اور قبیلہ بنوسعد پورا کا پورا دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنی بہنوں کے ساتھ محبت اور نرمی کا سلوک

کریں۔ وراثت میں انکوان کے حق وراثت سے محروم نہ کریں۔

فرائض مذہبی میں برابری: اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق کی تخلیق فرمائی ہے اوران سب میں انسان کوعمدہ تخلیق فرما کرارشادفرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.75 ۔

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم وحوّا کو پیدا فرما کران سے بہت سے مردوزن زمین پر پھیلا دیئے ہیں۔ اوران مردوزن کی قدروقیمت کا اندازہ لگانے کے لیئے ایک پیمانہ بتایا ہے اوروہ تقویٰ ہے۔تقویٰ کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ یہ انسان اچھا ہے۔ارشادخداوندی ہے:

یٰاَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَا کُمْ مِّنْ ذَکَرٍوَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنَا کُمْ شُعُوْبًاوَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْااِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ.76 ۔

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرداورایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جوتم میں زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ جاننے والاخبردار ہے۔

مذکورہ آیت میں یہ سبق دیا جارہا ہے کہ لوگوتم سب حضرت آدمؑ اورحضرت حوّا کی اولادہو یہ قومیں اور قبیلے تمہاری شناخت کے لیئے بنائے ہیں لیکن تم سب خواہ وہ مردہو یا عورت نسب کے لحاظ سے برابر ہواورعزّت وفضیلت اسے حاصل ہے جو پرہیزگاراور نیک وکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امّت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اسی لیئے امّت خیر قرار دیا ہے جب امّت کا کام لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہوگا۔اوراس کام میں مردوعورت دونوں شامل ہیں۔ارشادخداوندی ہے

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ. 77ـ

تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات بھی مرد و عورت دونوں کے لئے مساوی ہیں عبادات وریاضات اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نشر واشاعت اور مذہبی تقاضوں کو پورا کرنے میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ.78ـ

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ اور رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مذہبی فرائض میں مرد وعورت کو مساوی تعلیم دی گئی ہے جس طرح مؤمن مردوں کی یہ خصوصیّت بتائی گئی ہے۔ کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، یہی خصوصیّت مؤمنات کی بھی بتائی گئی ہے کہ وہ دوسروں کو نیکی کا حکم دیتی ہیں اور برائیوں سے منع کرتی ہیں اسی طرح نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور دونوں مؤمنین ومؤمنات کی یہ بھی خصوصیّت ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں اس سے واضح ہوا کہ مذہبی فرائض میں دونوں برابر ہیں۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں مرد حضرات حاضر ہوتے اور بیعت کرتے عورتوں

کو یہ فکر ہوئی کہ شاید مرد حضرات عورتوں پر سبقت لے جائیں گے تو کچھ عورتیں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہمیں بھی یہ سعادت بخشیں کہ ہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھیں اور آپ ﷺ سے فیض حاصل کریں تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے لیئے ایک دن مخصوص فرما دیا۔79

آپ کی عورتوں سے بیعت: اللہ تعالیٰ نے بھی عورتوں کو برابری کا حق دیا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جس طرح اسلامی انقلاب کے برپا کرنے اور مذہبی فرائض کی تعلیم مردوں کو دیں تو اسی طرح آپ ﷺ عورتوں کو بھی تعلیم دیں اور ان سے ان باتوں کی بیعت بھی لیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَ کَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ 80۔

اے نبی (محمد ﷺ) جب آپؐ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں تو ان سے ان باتوں پر بیعت لیں کہ اللہ کے ساتھ وہ کسی کو شریک نہ کریں اور وہ چوری نہ کریں اور وہ بدکاری نہ کریں اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور نہ وہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں اور نیک باتوں میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ آپ ﷺ ان سے بیعت لیں اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عمل صالح پر مرد و عورت کو نوید: اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کرنے کی مرد و عورت کو برابر نوید سنائی ہے اور بتایا ہے کہ مرد ہو یا عورت جو بھی عمل کرے گا ہم ان کو ان کے عمل کے مطابق

جزااور سزادیں گے۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ. 81ـ

پس ان کی دعائیں ان کے ربّ نے قبول کرلیں کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا وہ مرد ہو یا عورت تم ایک دسرے سے ہو۔

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا. 82ـ

اور جو کوئی نیک کام کرے وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مؤمن ہے تو وہ جنت میں داخل ہونگے اوران کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی انسان خواہ وہ مرد ہے یا عورت جو بھی عمل کریں گے اس کا بدلہ پائیں گے۔اور کسی پر کوئی ظلم اور زیادتی نہ ہوگی،عمل صالح کی وجہ سے وہ مرد ہو یا عورت اجر وثواب پائیں گے اس میں کسی قسم کی دونوں کے درمیان کوئی استثناء نہیں ہوگی۔

اسی طرح علم کے حصول میں بھی دونوں برابر ہیں والدین کے لیئے ضروری ہے کہ وہ جس طرح بیٹے کو تعلیم وتربیّت دیں اسی طرح بیٹی کی تعلیم وتربیّت کریں اور یہ ان کا برابر حق ہے۔علم ہی وہ نعمت ہے جس کے ذریعے انسان اللہ کو پہچان سکتا ہے۔والدین کو چاہیئے کہ وہ اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں پہلی وحی ہی علم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس سے اسلام میں علم کی اہمیت واضح ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''علم جنت کے راستوں کا نشان ہے'' اور اھل علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اہل علم کی فضیلت:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.83۔

فرمادیجئے (اے نبیؐ) اہل علم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ:

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ.84۔

اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے ان کے مراتب بلند کردیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کو حکم دیا ہے کہ اپنی اولاد کو بُرائیوں سے بچاؤ تو بُرائیوں سے اہل علم ہی بچ سکتے ہیں اس لیئے کہ علم ہی کے ذریعے نیکی اور بدی کی پہچان ہوتی ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ.85۔

اے ایمان والوتم اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ اس لیئے کہ انسان (نافرمان) اور پتھر اس کا ایندھن بنیں گے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ باپ اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتا۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنی اولاد کو خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ان کو تعلیم دلوائیں تعلیم دلوانا اولاد کا حق ہے اس میں بعض لوگ لڑکی کے بارے میں بڑی کوتاہی کرتے ہیں لڑکوں کو تو تعلیم دلواتے ہیں اور لڑکیوں کو تعلیم کے زیور سے محروم رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔والدین کو چاہیئے کہ دونوں کو تعلیم کے زیور سے مزّین کریں۔

عورتوں کے لیئے احکامات خداوندی

ارشاد خداوندی ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا.86ـ

کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

مذکورہ آیت کی وضاحت: یہ آیت حضرت زینبؓ کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ، مجاہد قتادہ، عکرمہ اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کے لیے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھا اور حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب نبی کریمؐ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب نے کہا ''انا خير منه نسباً'' میں اس سے نسب میں بہتر ہوں، ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ ''لا ارضاه لنفي وانا ايم قريش'' اسے اس لیئے پسند نہیں کرتی میں قریش کی شریف زادی ہوں۔ اسی طرح کا اظہار نارضامندی ان کے بھائی عبداللہ بن جحشؓ نے بھی کیا تھا اس لیئے کہ حضرت زیدؓ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت زینبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں جو (امیمہ بنت عبدالمطلب) کی صاحبزادی تھیں ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور اس کا پیغام آپؐ اپنے آزاد کردہ غلام کے لیئے دے رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے سنتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں بلا تامل سر اطاعت خم کر دیا اس کے بعد نبی

کریمؐ نے نکاح پڑھایا آپؐ نے حضرت زیدؓ کی طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا۔ کپڑے اور کچھ سامان خوراک گھر کے خرچ کے لیئے بھجوایا۔87

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ہر مسلمان مرد و عورت کے لیئے ضروری ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے بعد مؤمنین کو چاہیئے کہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اپنے تمام اختیارات اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے تابع کر دیں۔

مسلم عورت: اللہ تعالیٰ ان نیک اور صالح مسلمان عورتوں کے بارے میں سورۃ الاحزاب میں ذکر فرمایا ہے اور انہیں ان کی فرمانبرداری اور عمل صالحہ کی وجہ سے مغفرت اور بخشش کی خوشخبری دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا.88۔

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صبر کرنے والے عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے ولی عورتیں اور اپنے محفوظ مقام کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے ولی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے

مرد اور یاد کرنے والے عورتیں ان سب کے لیئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مذکورہ صفات جن مرد و عورت میں پائی جائیں گی وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر و ثواب میں برابر شریک ہوں گے۔اس آیت میں مسلمان عورت کی صفات کا تفصیلی ذکر موجود ہے اب جن عورتوں نے اسلام کو اپنے لیئے ضابطہء حیات بنایا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی میں اپنی زندگی بسر کر لی تو ان کے لیئے اللہ تعالیٰ کے ھاں بیحد اجر و ثواب ہے۔

پردے کا حکم: اسلام نے ہی عورت کو عزّت و حرمت عطاء کی ہے اور اسے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ شیطانی خیالات و نظریات رکھنے والے انسانوں کی نظر بد سے وہ محفوظ رہے اور معاشرہ پُرامن رہے۔ نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی میں پردہ کے احکامات نازل ہوئے ان احکامات کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ منافقین مسلمان عورتوں کو ایذاء اور تکالیف نہ پہنچائیں۔اللہ تعالیٰ نے مؤمنات کو حکم دیا کہ وہ چادر سے سر ڈھانپ کر اور منہ چھپا کر اپنی وضع قطع ممتاز کر دیں تاکہ منافقین کی شرارتوں سے اپنے آپ کو بچالیں۔انوار القرآن میں ہے کہ منافق مؤمن عورتوں کو ایذا دیتے اور راستہ چلتے تنگ کرتے ان حالات میں حضرت عمرؓ متعدد مرتبہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کر چکے تھے کہ اہل ایمان عورتوں کو ضرورت کی غرض سے نکلنا پڑے تو پردے میں نکلنا چاہیئے تاکہ پہچان رہے کہ یہ پردہ دار خواتین اہل ایمان میں سے ہیں۔89

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ حکم نازل کیا اور آپ ﷺ کو مخاطب فرما کر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں کے لیئے پردہ کرنے کا حکم فرمایا ارشاد خداوندی ہوا۔

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ

غَفُوْرًا رَّحِيْماً. 90 ۔

اے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادر کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیت میں جو پردہ کا حکم دیا جارہا ہے اس کے نزول کے بعد مؤمنہ عورتوں کو پردے کا پابند بنادیا گیا۔ اور منافقین کو بھی یہ تنبیہ کردی گئی کہ اگر اب پہچان کے بعد بھی تم نے مؤمنہ عورتوں کو تکلیف دی اور ستایا تو یاد رکھو کہ تم بھی مدینہ مین قیام نہ کرسکو گے اور سزا سے بھی نہ بچ سکو گے۔

ارشاد خداوندی ہوا:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا. 91 ۔

اگر باز نہ آئے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑا پھٹکا ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں۔

اللہ تعالٰی نے منافقین کو سخت تنبیہہ کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ لوگ مؤمنہ عورتوں کو ستانے اور تکلیف پہنچانے سے باز آجائیں۔ اور فرمایا کہ مؤمنہ عورتوں کو سر راہ چھیڑنے اور تنگ کرنے کی سزا لعنت اور پھٹکار ہے اب۔ اگر ہم غور کریں تو موجودہ زمانے میں بھی عورتوں سے پردہ نہ کرنے کی غلطی کی وجہ سے معاشرے کے شریر لوگ انہیں تنگ کرتے ہیں اور یہ جرم عام ہوتا جارہا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ماں، بہنوں اور بیویوں کو پردہ کرنے کی

تلقین کریں تاکہ معاشرے کا ماحول اچھا اور صاف ستھرا رہے۔
مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا کرنے والے منافق لوگ ہوتے ہیں۔ یہ کسی صورت میں نہیں چاہتے کہ معاشرہ پُر امن رہے۔ اور لوگ امن و سکون کی زندگی گزار کر سُکھ کا سانس لے سکیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان خواتین پردہ میں رہ کر معاشرے میں عزّت وعظمت حاصل کر کے پرسکون زندگی گزار سکتیں ہیں۔

حوالہ جات:

(۱)القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 19

(۲)القرآن، سورۃ الحجر، آیت نمبر 94

(۳)القرآن، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 22

(۴)القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 228

(۵)القرآن، سورۃ الحجرات، آیت نمبر 13

(۶)القرآن، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 71

(۷)القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 124

(۸)القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 195

(۹)القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 228

(۱۰)القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 19

(۱۱)القرآن، سورۃ النحل، آیت نمبر 97

(۱۲) سنن ابی داؤد، جلد ا، امام ابو داؤد، مترجم مولانا سرور احمد قاسمی، صفحہ 550، دارالاشاعت کراچی 1994ء

(۱۳)سنن ابی داؤد، جلد ا، امام ابو داؤد، مترجم مولانا سرور احمد قاسمی، صفحہ 553، دارالاشاعت کراچی 1994ء

(۱۴) صحیح بخاری، جلد دوم، امام محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم، مولانا ظہیر الباری، صفحہ 94، دارالاشاعت کراچی 1985ء

(۱۵) صحیح بخاری، جلد ا، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم، مولانا ظہیر الباری، صفحہ 103، 1985ء

(۱۶) صحیح بخاری، جلد سوم، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم، مولانا ظہیر الباری، صفحہ 74،

(۱۷) صحیح بخاری، جلد سوم، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم، مولانا ظہیر الباری، صفحہ 91

(۱۸) ریاض الصالحین جلد اوّل شیخ محی الدّین النووی مترجم، مولانا محمد صدیق ہزاروی، صفحہ 170, فرید بک اسٹال, لاہور 1986ء

(۱۹) ریاض الصالحین جلد اوّل شیخ محی الدّین النووی مترجم، مولانا محمد صدیق ہزاروی، صفحہ 171، 1986ء

(۲۰) تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، جلد اوّل، صفحہ 173، نفیس اکیڈمی کراچی 1988ء

(۲۱) خواتین اسلام اور حدیث، میجر جنرل محمد اکبر، صفحہ 74-40، علی بک ڈپو، کراچی۔

(۲۲) القرآن، سورۃ المؤمن، آیت نمبر 40

(۲۳) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 1

(۲۴) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 19

(۲۵) القرآن، سورۃ النّحل، آیت نمبر 97

(۲۶) القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 35

(۲۷) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، حاشیہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن صفحہ 2-501 احمد رضا اکیڈمی کراچی۔

(۲۸) القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 195

(۲۹) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 187

(۳۰) القرآن، سورۃ النّور، آیت نمبر 31

(۳۱) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان، صفحہ 422-421، احمد رضا اکیڈمی کراچی 1330۔

(۳۲) القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 59

(۳۳) اسلام میں عورت کا مقام، ابو محمد بدیع الزّمان شاہ راشدی، صفحہ 30، جمعیت اہل حدیث سندھ کراچی 2001ء

(۳۴)القرآن،سورۃ الاحزاب،آیت نمبر32

(۳۵)القرآن،سورۃ الاحزاب،آیت نمبر32-33

(۳۶) کنزالایمان حاشیہ مولانا سیّدنعیم الدین،صفحہ 501،احمد رضا اکیڈیمی،کراچی1330ء

(۳۷)عورت افکار امام خمینی کی روشنی میں،صفحہ 13،لاہور

(۳۸) عورت افکار امام خمینی کی روشنی میں صفحہ 7،لاہور

(۳۹)القرآن،سورۃ الاعراف،آیت189

(۴۰)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر228

(۴۱)القرآن،سورۃ بنی اسرآئیل،آیت23-24

(۴۲)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر83

(۴۳)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر36

(۴۴)القرآن،سورۃ لقمان،آیت نمبر14

(۴۵) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،جلد سوم (اردو) صفحہ374

(۴۶)سنن ابی داؤد،امام ابوداؤد (جلد سوم) مترجم،مولانا سرور احمد قاسمی صفحہ 609،دارلاشاعت،کراچی

(۴۷)سنن ابوداؤد،امام ابوداؤد،جلد سوم،مترجم مولانا سرور احمد قاسمی،صفحہ610

(۴۸)سنن ابوداؤد،امام ابوداؤد،جلد سوم،مترجم مولانا سرور احمد قاسمی،صفحہ 611

(۴۹) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل،جلد سوم (اردو)،صفحہ376

(۵۰)القرآن،سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر12

(۵۱)القرآن،سورۃ الاحزاب،آیت نمبر4

(۵۲)القرآن،سورۃ المجادلۃ،آیت نمبر2

(۵۳)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر228

(۵۴)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر34

(۵۵)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر228

(۵۶)ریاض الصالحین،یحیٰی بن شرف النووی،مترجم،مولانا محمد صدیق ہزاروی،حصہ ا صفحہ 174،فرید بک سٹال لاہور 1986ء

(۵۷)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر233

(۵۸)ریاض الصالحین،یحیٰی بن شرف النووی،اردو جلد ا،صفحہ 175

(۵۹)ریاض الصالحین،امام یحیٰی ابن شرف النودی،(اردو) جلد ا،صفحہ175

(۶۰)ریاض الصالحین،امام یحیٰی ابن شرف النودی،(اردو) جلد ا،صفحہ169

(۶۱)ریاض الصالحین،امام یحیٰی ابن شرف النودی،(اردو) جلد ا،صفحہ170

(۶۲)ریاض الصالحین،امام یحیٰی ابن شرف النودی،(اردو) جلد ا،صفحہ170

(۶۳)ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی (اردو) جلد ا،صفحہ 171

(۶۴)ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی (اردو) جلد ا،صفحہ 168

(۶۵)ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی (اردو) جلد ا،صفحہ 171

(۶۶) ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی (اردو) جلد ا،صفحہ172

(۶۷)ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی جلد ا، اردو،صفحہ173

(۶۸) ریاض الصالحین،امام یحیٰی بن شرف النووی جلد ا، اردو،صفحہ172

(۶۹)القرآن،سورۃ النحل،آیت نمبر58-59

(۷۰)القرآن،سورۃ النسآء،آیت نمبر93

(۷۱)ریاض الصالحین،امام محمد بن نووی،جلد ا اردو،صفحہ165

(۷۲) ریاض الصالحین،امام محمد بن نووی،جلد ا اردو،صفحہ165-166

(۷۳)القرآن،سورۃ بنی اسرآئیل،آیت نمبر 31

(۷۴)تاریخ اسلام،مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی،جلد ا صفحہ 236،نفیس اکیڈیمی کراچی 1998ء

(۷۵)القرآن،سورۃالتّین،آیت نمبر4

(۷۶)القرآن،سورۃالحجرات،آیت نمبر13

(۷۷)القرآن،سورۃال عمران،آیت نمبر110

(۷۸)القرآن،سورۃالبوبۃ،آیت نمبر71

(۷۹)اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، ڈاکٹر عبدالرّحیم، مترجم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد، صفحہ79-78اقوام متحدہ فنڈ برائے آبادی اسلام آباد پاکستان

(۸۰)القرآن،سورۃالممتحنہ ، آیت نمبر12

(۸۱)القرآن،سورہال عمران،آیت نمبر195

(۸۲)القرآن،سورۃالنسآء،آیت نمبر124

(۸۳)القرآن،سورۃالزمر،آیت نمبر9

(۸۴)القرآن،سورۃالمجادلۃ،آیت نمبر11

(۸۵)القرآن،سورۃالتحریم آیت نمبر6

(۸۶)القرآن،سورۃالاحزاب،آیت نمبر36

(۸۷)تفہیم القرآن، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، جلد چہارم،صفحہ98-97، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور1989ء

(۸۸)القرآن،سورۃالاحزاب،آیت نمبر35

(۸۹)انوارالقرآن،ڈاکٹر ملک غلام مرتضٰی،صفحہ557،ملک سنز لاہور،1997ء

(۹۰)القرآن،سورۃالاحزاب،آیت نمبر59

(۹۱)القرآن،سورۃالاحزاب،آیت نمبر60-61

حصہ سوم

حقوق زوجین

قانونی طور پر اہم رشتہ: تمام رشتے دنیا میں اہم ہوتے ہیں لیکن ان سب میں اہم رشتہ جس کو قانونی طور پر حیثیت مل جاتی ہے وہ رشتہ میاں بیوی کا رشتہ ہے، اسلام نے شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اس لیئے کہ ایک اچھے معاشرہ کی بنیاد ہی میاں بیوی کے وجود سے پڑتی ہے اور ان کی اولاد ان کے لیئے راحت و سکون کا باعث بنتی ہے۔ زوجین پر واجب ہے کہ وہ ایکدوسرے کی حاجت کو پورا کریں زوجین میں سے کسی ایک کی اگر حاجت پوری نہ کی گئی تو معاشرے میں بگاڑ اور خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیئے ضروری ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کو مجامعت کے لیئے بلائے تو بیوی انکار نہ کرے اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کو جنسی خواہش کو پورا کرنے کی طرف بلائے تو شوہر بھی حق زوجیت کو ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ زوجین کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ. 1 ۔

تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو۔

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ 2 ۔

تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس سے صالح ازواج اور اولاد کی دعا مانگا

کرو جو تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ3 ۔

اے ہمارے ربّ ہماری بیوں کو اور ہماری اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔

اولاد اور ازواج سے راحت وسکون اس وقت مل سکتا ہے جب کسی انسان کی ازدواجی زندگی پُرسکون، پُرمسرّت اور میاں بیوی میں باہمی تعلّقات بہتر ہوں۔ اور بہتر تعلّقات کی وجہ سے بچّے بھی اچھی تربیّت حاصل کر سکیں گے۔ جب والدین بچوں کی تعلیم وتربیّت پر توجہ دیں گے تو بچے ان کے حسنِ سلوک، شفقت ومحبت سے وہی سیکھیں گے جو والدین گھر میں ان سے سلوک کریں گے۔ زوجین میں باہمی حسنِ سلوک، خوش اخلاقی بہتر تعلقات اور محبت، اولاد کی بہترین تربیت کے لیئے ضروری ہے۔

مغربی معاشرہ: اسلام ایک اچھے معاشرے کی تشکیل کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لیئے میاں بیوی کا رشتہ اہم سمجھا گیا ہے۔ جبکہ مغرب کا معاشرہ بالکل پراگندہ اور خراب ہے اس لئے کہ وہاں جنسی تعلّقات کی طرف زیادہ توجہّ ہے۔ مغربی ممالک یورپ اور امریکا میں میاں بیوی کا تعلّق یا نکاح کی حثیت دوسرے سماجی معاہدوں کی طرح ہوتی ہے۔ شادی کے بعد بھی فریقین میں سے :. چاہے مخالف جنس سے دوستی کر سکتے ہیں بلکہ شریک زندگی کے بغیر دوست کے ساتھ سیر وتفریح بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہاں تک کہ دوستوں کے ساتھ جنسی تعلّقات قائم کرنے میں کوئی شرم بھی محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ان کے معاشرہ میں جنسی بے راہ روی عام ہے اور اس کو بُرا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے قانونی تحفّظ بھی حاصل ہے۔ البتہ یہ بے راہ روی فریقین کی مرضی سے ہو۔ یعنی مغربی معاشرہ میں جنسی آزادی ہر طرح سے موجود ہے جس کی وجہ سے وہاں کا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے تباہ ہو گیا ہے۔

ہر چیز کا جوڑا بنایا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے بنائیں ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ4 ۔

اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس سے واضح ہوا کہ معاشرہ میں اکیلے پن کی زندگی گذارنے والے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اسلام نے عورت کو نکاح کے ذریعے عزّت واحترام سے نوازا ہے۔ اور زوجین پر ایکدوسرے کے حقوق عائد کئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ 5۔

اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ 6۔

وہ (عورتیں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان (عورتوں) کا لباس ہو۔

اطمینان وسکون کا باعث: قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے لئے سکون کا ذریعہ بنایا ہے تا کہ نکاح کر کے جائز اور حلال طریقے سے آدمی عورت سے سکون حاصل کرے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً 7۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیئے تم میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کے ساتھ آرام سے رہو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور نرمی پیدا فرمادی۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عورت کو عزّت دی گئی ہے اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جس میں عورت کو مرد اور مرد کو عورت کا لباس یعنی ایک دوسرے کی عزّت قرار دیا گیا

ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے ہی عورت کے ذریعے مرد کو سکون عطاء فرمایا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اس دارفانی میں عزّت وسکون کی زندگی بسر کرنی ہے تو اسے چاہیئے کہ نکاح کرے۔

نکاح کی وجہ سے انسان بُرائی، بے حیائی اور خرابیوں سے بچ جاتا ہے اور معاشرہ میں بھی عزّت ومقام حاصل کرلیتا ہے۔اب مرد کے لئے ضروری ہے کہ عورت سے محبت، اخلاق، ازدواجی حقوق کی ادائیگی وغیرہ پر توجہ دے اسلام مرد کو مذکورہ باتوں کی تاکید وتلقین کرتا ہے۔اور بتاتا ہے کہ عورت ایک نازک صنف ہے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ، حسن سلوک اور نفقہ وغیرہ مرد کی ذمہّ داری ہے جس کو وہ احسن طریقے سے انجام دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاءَ تَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ ان تجیءَ لَعَنَتْھَا الْمَلَائِکَۃَ حَتّٰی تُصْبِحَ .8 ۔

جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مرد جب بیوی کو حق زوجیّت کی ادائیگی کے لئے بلائے تو بیوی کو اس کے پاس جانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس کے فرشتے ایسی عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔لیکن مرد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر عورت بیمار ہے یا کسی تکلیف میں ہے کہ مجامعت کے قابل نہیں ہے تو مرد کو ان دنوں میں مجامعت سے پرہیز کرنا چاہیئے جب تک کہ عورت تندرست نہ ہو جائے۔

شوہر کے حقوق

شوہر کی فرمانبرداری: بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے جب بیوی فرمانبرداری کرے گی تو شوہر اس سے محبت کرے گا اور اسے یہ احساس

ہوگا کہ میری بیوی تو میری فرمانبردار ہے اور مجھے چاہیئے کہ میں اس سے محبت کروں اور وہ اس کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کی تعلیم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کو کچھ اس طرح دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں نے کسی شخص کو حکم دینا ہوتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اس سے واضع ہوا کہ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری امر بالمعروف میں عورت کے لیئے ضروری ہے۔

زوجین پر یہ لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کی حاجت کو پورا کریں۔ زوجین میں سے کسی ایک کی اگر حاجت پوری نہ کی گئی تو معاشرہ میں بگاڑ اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے اسلیئے ضروری ہے کہ جب شوہر اپنی عورت یعنی بیوی کو مجامعت کے لیئے بلائے تو بیوی انکار نہ کرے اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کو جنسی خواہش کو پورا کرنی کی طرف بلائے تو شوہر بھی حق زوجیت کو ادا کرے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ اچھی عورت کون سی ہے؟ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب شوہر اس کو حکم دے تو بجالائے۔ جب وہ اسے دیکھے تو خوش کردے اور اس کے مال اور اپنی نفس کی حفاظت کرتی ہو۔[9]

آپؐ نے فرمایا جو عورت تین کام کرتی ہے (۱) پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے (۲) رمضام شریف کے روزے رکھتی ہے (۳) خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو قیامت کے روز اس کے لیئے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوں گے اور وہ جس دروازے سے چاہے چلی جائے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ اچھی عورت کون ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جب شوہر اس کو حکم دے تو بجالائے جب وہ اسے دیکھے تو خوش کردے اور اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہو۔

آپؐ نے فرمایا کہ جو عورت تین کام کرتی ہو (۱) پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے۔ (۲) رمضان شریف کے روزے رکھتی ہے (۳) خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو قیامت کے روز اس کے لیئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوں گے جس دروازے سے وہ چاہے گی چلی جائے گی۔10

شوہر کی خدمت: اسلام میں مسلمان عورت مرد کی خدمت کرنا شعار سمجھتی ہے صحابیات بھی اپنے گھروں کا کام کرتی تھیں مثلاً حضرت فاطمہؓ خود پانی بھرتیں، اور آٹا پیستی تھیں حدیث پاک میں ہے جو حضرت علیؓ سے راویت ہے کہ حضرت فاطمہؓ خود آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ چکی پیس کر اور گھر کے کام کاج کر کے ان کے ھاتھوں پر نشانات پڑ گئے ہیں۔ لیکن آپؐ نے اپنی صاحبزادی کو کوئی خادمہ نہیں دی بلکہ فرمایا کہ میں اس سے بہتر بات بتلا دوں تو آپؐ نے انہیں (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ (۳۳) مرتبہ الحمدللہ اور (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کو دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے خادم سے بہتر ہے۔11

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ.12۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیئے کہ اللہ نے ان کے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر فضیلت دی ہے اور اس لیئے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو عورت پر فضیلت اس لیئے دی ہے کہ وہ عورت کے تمام اخراجات پورے کرتا ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے:

عزّت وناموس کی حفاظت: عورت کے لیئے ضروری ہے کہ مرد کی غیر موجودگی میں کسی بھی دوسرے مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اور عموماً بعض عورتیں جن کو شوہر کسی مرد کے گھر میں آنے سے جوان کا رشتہ دار ہوتا ہے منع کرتا ہے لیکن عورتیں اس کے آنے پر بضد

ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ گھر میں جھگڑے کی فضا بن جاتی ہے اور نوبت مار پٹائی اور طلاق پر پہنچ جاتی ہے۔

لہٰذا عورت کے لیئے جائز ہی نہیں ہے کہ وہ بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو گھر میں آنے دے یہاں تک کہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی شرعی قباحت نہ آئے اور مرد بھی اس کے آنے سے ناراض نہ ہو تو جائز ہے اور خود عورت کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور کسی کے گھر میں آنے پر اصرار نہ کرے کہ جس سے اس کا مرد شک وشبہ میں پڑ جائے اور اس کی زندگی خراب اور سکون برباد ہو جائے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''کوئی آدمی کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے مگر یہ کہ اس کے پاس اس کا محرم موجود ہو۔''

اس سے واضح ہوا کہ غیر محرم کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی عورت کو خلوت میں ملے اور عورت پر بھی لازم ہے کہ اپنی عزّت وآبرو کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ 13۔

پس نیکو کار فرمانبردار مرد کی غیر موجوگی میں حفاظت کرتی ہیں جس کی حفاظت کرنے کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے۔

ادب واحترام: اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر ایک سے اخلاق ومحبت اور بڑوں کا ادب و احترام کرنے کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اہل اسلام کو تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ ''جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزّت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

شوہر کو بیوی پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ 14۔

مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض (مرد) کو بعض

(عورت) پر فضیلت دی ہے اور اس لیئے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

خاوند کی خوشنودی: اسلام نے عورت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے مرد سے محبت کرے اور اس کی خوشنودی کا خیال رکھے۔ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے اس لئے کہ میاں کی خوشی میں اللہ کی خوشنودی ہے اگر میاں کوئی ناجائز بات عورت سے کہتا ہے تو عورت کو چاہئے کہ وہ اس معاملے میں شوہر کی اطاعت نہ کرے۔ جیسا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

> عن عائشۃ ان امراۃ مّن الانصار زوجت ابنتھا فتعمط شعر راسھا فجآءت الی النبّی صلّی اللہ علیہ وسلّم فذکرت ذلکٗ لہٗ فقالت انّ زوجھا امرتی ان اصل فی شعر وما فقال لا انہ قد لعن الموٗ صلات 15 ۔
>
> حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال جوڑ لے تو آپؐ نے اس پر فرمایا کہ مصنوعی بال سر پر بنانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

شوہر کی شکر گذاری: اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا۔ ہے کہ منعم حقیقی کے انعامات کی شکر گذاری کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کا بھی شکریہ ادا کریں جو ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی میں تعاون کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اللہ کے بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گذار بندہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کو شکر گذاری کی تعلیم دی ہے اور ناشکری سے منع فرمایا ہے۔

وَاشْكُرُوْالِي وَلَا تَكْفُرُوْنِ 16۔

اور تم میرا شکر کیا کرو اور ناشکری نہ کرو۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ حسنِ سلوک کرنے والے شوہروں کی ناشکری سے بچو پھر فرمایا کہ تم عورتوں میں کسی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنے باپ کے گھر میں لمبے عرصے تک بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے شوہر دیتا ہے اور اس سے اولاد ہوتی ہے پھر کبھی غصہ میں آکر کہتی ہے کہ مجھ کو تم سے کبھی آرام نہ ملا تو نے میرے ساتھ کوئی احسان نہ کیا۔ آپؐ نے عورتوں کو شوہر کی ناشکر گذاری سے منع فرمایا اور انہیں سرزنش کی۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا اس میں سب سے زیادہ عورتوں کو پایا جب اس کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے شوہروں کی ناشکری کیا کرتی تھیں۔ 17

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ سے مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے مردوں کی عزّت، ادب اور احترام کریں۔

اسلام نے شوہر کو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی تعلیم دی ہے اور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے یہاں خرچ کرنے کا سب سے زیادہ ثواب اسے ملتا ہے جو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے

مرد چونکہ اپنا مال ومتاح بیوی پر خرچ کرتا ہے اسے گھر، لباس، خوراک وغیرہ فراہم کرتا ہے اور یہ اس کا فرض ہے اسی لیئے عورت کو بھی چاہئے کہ وہ شوہر کی عزّت واحترام اور شکر گذاری کیا کرے۔

مال ومتاع کی حفاظت: عورت اور مرد کوان کی شادی کے وقت ایک دوسرے کے سسرال سے جو سامان ملتا ہے اور جو انہیں تحفے تحائف ملتے ہیں وہ ان کی اپنی اپنی ملکیت ہوتے ہیں اسی طرح عورت کو حق مہر جو شوہر کی طرف سے ملتا ہے وہ اس کی ملکیت ہوتا ہے قانوناً عورت کے مال پر مرد کو تصرّف حاصل نہیں ہے بلکہ وہ عورت کا اپنا مال ہے لیکن مرد وعورت چونکہ

ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اخلاقاً وہ ایک دوسرے کے مال ومتاع کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ زوجین میں ایک اخلاقی معاہدہ ہوجاتا ہے۔ کہ آج کے بعد ہم دونوں کو ایک دوسرے کے مال میں تصرّف کا اختیار حاصل ہے۔ اور اس طرح زوجین کے مابین زندگی گذارنا آسان ہوجاتا ہے اور وہ عورتیں جو مرد کی غیر موجودگی میں بھی اس کی عزّت و مال ومتاع کی حفاظت کرتی ہیں ان کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

فَالصَّالِحٰتُ قَانِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ[18]۔

پس نیک بیویاں شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہروں کی عدم موجودگی میں ان کی (عزّت ومال) کی حفاظت کرتی ہیں جس کی حفاظت کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے۔

عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی عزت، مال ومتاع اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور کسی کو بھی گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تاکہ معاشرے میں بدنام ہونے سے بچیں اور اپنے مرد کی نظر میں بھی اچھی رہیں۔

اولاد کی صحیح تربیت: اسلام نے گھر کے اخراجات یعنی بیوی بچوں کا نان ونفقہ مرد کی ذمہّ داری قرار دیا ہے اس لیئے عموماً مرد دن کے وقت گھر سے باہر اور بچوں سے دور ہوتے ہیں تاکہ وہ انہیں نان ونفقہ وغیرہ فراہم کرے اس ذمہّ داری سے عہدہ براہو سکیں جو اسلام نے اس پر عائد کی اور اخلاقی و معاشرتی طور پر بھی یہ اس کی ذمہّ داری ہے۔ جبکہ خواتین کا سارا دن گھر میں گذرتا ہے۔ اس لئے بچّوں کی تربیت میں ماں کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے بہرحال تربیت اولاد دونوں کی ذمہ داری ہے اور اس کا بہت بڑا اجروثوب ہے۔ اور والدین کو چاہیئے کہ وہ اولاد کہ تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا

ہے ارشاد خداوندی ہوا۔

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآاَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا19۔

اے ایمان والوتم اپنے آپ کواوراپنے اہل وعیال کوجہنم کی آگ سے بچاؤ

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کی ذمّہ داری صرف اورصرف اولاد کی پرورش ہی نہیں ہے، بلکہ ان کی تعلیم وتربیت بھی والدین کی ذمّہ داری ہے۔

بیوی کے حقوق

اسلام نے جس طرح شوہر کے بیوی پرحقوق مقرر کیئے ہیں اسی طرح بیوی کے حقوق بھی شوہر پر لازم کئے ہیں۔حقوق العباد کی اسلام میں بہت اہمیت ہے اور ان کی آدائیگی کی تعلیم مسلمانوں کو دی گئی ہے۔اسلام سے قبل دیگر مذاہب میں عورت کی کوئی عزّت واحترام نہ تھااسے صرف اورصرف مرد کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔عورت کو ورثہ میں بھی کوئی حصہ نہ ملتا تھا۔اسلام نے عورت کوعزّت وعظمت عطاء کی ہے اوراس کے حقوق کو بیان کیا ہے۔عورت کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا)حق مہر: مہرنکاح کی شرائط میں سے ہے نکاح کے بعدشوہر پر یہ واجب ہوجاتا ہے کہ وہ عورت کومہرادا کرے۔حق مہر نکاح سے پہلے لڑکےاورلڑکی والوں کی رضامندی سے طئے ہوتا ہےجس کی ادائیگی کااللہ تعالیٰ نےحکم دیاہےارشادخداوندی ہے:

وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ20۔

اوران (عورتوں) کوانکامہردونیکی کےساتھ

اب مرد کو چاہیئے کہ وہ اپنی زوجہ (بیوی) کواس کا حق مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کریں اکثر وبیشتر یہ دیکھا گیاہے کہ مردحضرات مہرمقرر کرکے نکاح توکرلیتے ہیں لیکن وہ بیوی کوحق مہر

ادا نہیں کرتے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور عورتوں پر ظلم کرنا ہے مہر کی ادائیگی کی تاکید نبی کریمؐ نے کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ:

جس نے مہر کے بدلے میں کسی عورت سے نکاح کیا اور نیّت یہ رکھی کہ وہ مہر ادا نہ کرے گا تو وہ دراصل زانی ہے۔

مہر کی دو قسمیں ہیں (۱) معجّل (۲) موؤجّل

(۱) معجّل: یعنی جلدی ادا کرنا۔ مرد کو چاہیئے کہ اگر اس نے نکاح کے وقت مہر معجّل کے ساتھ عورت کو قبول کیا ہے اور اسے اپنی زوجیت میں لیا ہے تو فوراً ادا کر دے اور بعد میں عورت کے ساتھ مجامعت کرے ہاں اگر عورت خود اسے ڈھیل دیتی ہے اور کہتی ہے کہ میں جب اسے طلب کروں گی دے دینا تو یہ مہر مرد کے پاس عورت کی امانت ہوگی اس لیئے کہ یہ عورت کا مال ہے۔ اب عورت سے مرد کی مجامعت جائز ہے۔

(۲) موؤجّل: کے معنیٰ ڈھیل کے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت اپنا مہر طلب کرے گی تو مرد کے لیئے ضروری ہوگا کہ اس کو حق مہر ادا کرے یہ مہر فوری طور پر ادا کرنا مرد کے لیئے ضروری نہیں ہے۔

نوٹ: حق مہر عورت کا مال ہے وہ چاہے تو مرد سے وصول کرے، ادائیگی میں ڈھیل دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے۔

(۲) حسن سلوک: اسلام ہر ایک سے اخلاق، محبت اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے زوجین کو اسلام نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے اور انہیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم بھی دیا ہے ارشاد خداوندی ہے۔۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ 21ۖ

اوران (عورتوں) کے ساتھ حسن معاشرت (اچھی طریقے) کا برتاؤ کرو۔

اسلام نے عورتوں کو مارنے پیٹنے سے بھی منع فرمایا ہے۔عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک موقعہ پر فرمایا

فاتّقو ا اللّٰہ فی النّساء فانّکم اخذ تموھنّ بامانۃ اللّٰہ22۔

اورعورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لیئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے قبضہ میں لیا ہے۔

شوہر،عورت کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہتر برتاؤ سے اسے اپنا فرمانبردار بنا سکتا ہے بیوی سے حسن سلوک کرنا باعث ثواب ہے،جس طرح مرد کے عورت پر حقوق ہیں اسی طرح عورت کے بھی مرد پر حقوق ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّ جَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ23۔

اور ان عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ معروف طریقے سے ان کے فرائض ہیں۔اور عورتوں پر مردوں کو فضیلت حاصل ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میں تم سب کی بہ نسبت اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔

نان ونفقہ: نان ونفقہ سے مراد یہ ہے کہ مرد پر لازم ہے کہ وہ عورت کی مکمل ضروریات کو پورا کرے لیکن اس بات کا خیال رہے کہ شریعت اسلامی نے یہ حکم دیا ہے کہ لڑکا اپنی استطاعت کے مطابق بیوی اور بچوں کے اخراجات کرے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعاً بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ 24۔

اور انہیں (عورتیں) خرچ دو دستور کے مطابق امیر اپنی طاقت کے مطابق اور

غریب اپنی طاقت کے مطابق یہ حق ہے محسنین پر۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ مرد پر لازم ہے کہ عورت کو کپڑا، کھانا پینا، رہائش اور دیگر ضروری اخراجات بیوی و بچوں کے ادا کیا کرے۔

چنانچہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی صحابیؓ نے پوچھا کہ عورت کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟

تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھائے تو اسے کھلائے اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارے اور اسے بدعا بھی نہ دے۔

ہر آدمی کو چاہیئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی پر خرچ کرے ارشاد خداوندی ہے:

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا 25۔

صاحب حیثیت آدمی اپنی حیثیت سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو وہ اتنے ہی خرچ کرے جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اللہ تعالیٰ عنقریب تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر مرد کو نان ونفقہ کی ادائیگی کا حکم کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ 26۔

بچوں کی ماں کا رزق اور کپڑے (نان ونفقہ) والد کے ذمّہ ہیں معروف طریقے سے۔

مذکورہ آیات سے یہ واضح ہوا کہ بیوی اور بچوں کا نان ونفقہ مرد کے ذمّہ ہے اور اسے چاہیئے کہ وہ معروف طریقے سے ادا کرتا رہے۔

حق زوجیّت کی ادائیگی: شوہر پر لازم اور ضروری ہے کہ دیگر ضروریات کے ساتھ ساتھ بیوی کے حق زوجیّت کو بھی ادا کرے یعنی عورت کی نسوانی تشنگی کو سیراب کرے اور اس کا بہت اجر وثواب ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

وَفِی بِضعِ اَحَدِکُم صَدَقَةٌ27 ۔

اور تمہارا بیوی سے شب باشی (حق زوجیّت ادا کرنا) بھی صدقہ ہے۔

ایک اور حدیث ہے کہ

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین سلمان وابی الدرداء متبدلة فقال الها ما شانک قالت اخوک ابو الدرداء لیس له حاجة فی الدنیا فجاء ابو الدرداء فصنع له طعاماً فقال کل قال فانی صائم قال ما انا باکل حتی تاکل قال فاکل فلما کان اللیل ذهب ابو الدرداء یقوم قال لم فنام ثم ذهب یقوم فقال ثم فلما کان من اخر اللیل قال سلمان قم الان فصلینا فقال له سلمان ان لربک علیک حقا فاعط کل ذی حق حقه فاتی النبی ﷺ صدق سلمان.28 ۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمان اور ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہما میں مواخات کرائی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سلمان، حضرت ابودرداءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیئے گئے تو ام الدرداءؓ رضی اللہ عنھا کو بہت خراب حال میں دیکھا ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام درداؓ نے جواب دیا کہ یہ تمہارے بھائی ابوالدرداءؓ دنیا کی طرف کوئی توجہ نہیں رکھتے پھر ابوالدرداءؓ تشریف لائے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ تناول کیجیئے یہ بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں اس پر حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں

کھاؤں گا جب تک آپ خود شریک نہ ہوں گے بیان کیا کہ وہ کھانے میں شریک
ہو گئے (روزہ توڑ دیا) رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لیئے اٹھے حضرت
سلمانؓ نے فرمایا کہ سو جایئے چنانچہ وہ سو گئے پھر تھوڑے سے وقفہ کے بعد
عبادت کے لیئے اٹھے اور اس مرتبہ بھی حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ سو جایئے پھر
جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھیے چنانچہ
دونوں نے نماز پڑھی اس کے بعد حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ آپ کے ربّ کا
بھی آپ پر حق ہے اس لئے ہر صاحب حق کی ادائیگی کرنی چاہیئے پھر نبی کریمؐ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے ان کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ
نے سچ کہا۔

مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ ہر ایک کا حق ادا کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے کہ صرف ربّ واحد کی بندگی کریں اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اسی طرح والدین، اولاد، رشتہ داروں کے حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بیوی کے حقوق کو ادا کرنا ہر ایک شخص کے لیئے ضروری ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ 29۔

پس جب وہ (عورتیں) پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس وہاں آؤ جہاں سے
اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کے حقِ زوجیّت ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مرد حضرات شادی کر لیتے ہیں۔ اور بیوی کو چھوڑ کر بیرونِ ملک مال و دولت کے حصول کیلیئے چلے جاتے ہیں۔ اور چند سال بعد واپس لوٹتے ہیں حقیت میں یہ بیچاری عورت پر ظلم ہے۔ اس کے ساتھ ناانصافی ہے۔

مرد حضرات کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو ساتھ رکھیں اور زیادہ عرصے کے لئے علیحدہ نہ چھوڑیں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود ہمیں اس بات کی تعلیم دے رہا ہے کہ جب تمہاری بیوی حیض(manses) سے پاک ہو جائے تو اس سے صحبت کرو۔اس لئے عورت کے پاس اس کے شوہر کا ہونا بہتر اور اچھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حکم مشہور ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ چھاؤنی میں موجود فوجی ہر چار ماہ کے بعد اپنی زوجہ سے ملاقات کے لئے گھر کو چھٹی پر چلا جائے قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہمیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ شوہر ہر چار ماہ کے بعد اپنی زوجہ کے حق زوجیّت کو ادا کرے۔جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ .30۔

وہ لوگ جو عورتوں سے بائیکاٹ کی قسم اٹھا لیتے ہیں ان کے لئے چار ماہ کا انتظار ہے۔یعنی چار ماہ بعد رجوع کریں یا طلاق دے دیں۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے لئے یہ مناسب ہی نہیں سمجھا کہ وہ اپنی بیوی سے چار ماہ کے عرصہ سے زیادہ دور رہے۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ مرد اگر زیادہ عرصے کے لئے کہیں دور جا رہا ہے تو اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے جائے یا بعد میں اسے اپنے پاس بلوانے کے انتظامات کرے۔تاکہ دونوں ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کے حق زوجیّت کو ادا کریں۔

عدل وانصاف: اللہ تعالیٰ نے مرد کو بعض معاشرتی ضرورتوں کی وجہ سے ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ اگر مرد انصاف نہ کر سکے تو پھر ایک ہی بیوی کافی ہے۔ارشادِ خداوندی ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً .31۔

اور اگر تم کو ڈر ہے کہ تم یتامیٰ میں انصاف نہیں کر سکتے پس نکاح کرو جو تم کو عورتوں میں سے پسند آئیں دو، تین، چار۔ پس اگر تم کو ڈر ہے کہ تم ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔

حقیت یہ ہے کہ عورت طبعاً کمزور ہے اسے حفاظت ونگرانی کی بھی ضرورت ہے مرد کا کام ہے کہ اسے پورا پورا تحفظ دے اور معاملات میں اپنی بالا دستی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَافَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآاَنْفَقُوْامِنْ اَمْوَالِهِمْ.32؎

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس لیئے کہ وہ اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں۔

عدل وانصاف کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اگر کسی مرد کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان سب کے درمیاں عدل قائم رکھے۔ مرد کا کام صرف کما کر لانا ہی نہیں ہے۔ بلکہ گھر کی ضروریات بچوں کی پرورش، تعلیم وتربیّت اور دوسرے گھریلو مسائل میں مدد کرنا بھی ضروری ہے۔

اسلام نے ہر اس شخص کو جس کے نکاح میں ایک سے زائد بیویاں ہیں عدل وانصاف کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی تنبیہ کی ہے کہ اگر تم ان کے مابین عدل نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی تمہارے لیئے کافی ہے۔

عن ابی هريرة انّ النبی صلّی اللہ عليه وسلّم من كانت له امراء تان فما اء لیٰ احدٰ هماجآء يوم القيامة وشقه مائلُ33؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور ان کے حقوق میں برابری نہ رکھی تو

قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔

جو شخص ازواج کے درمیان انصاف نہ کر سکے تو اسے اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مذکورہ تحقیق سے واضح ہوا کہ مرد کے لیئے عورتوں کے مابین عدل وانصاف قائم کرنا لازم اور فرض ہے۔ اگر کسی آدمی نے ایک سے زائد نکاح کیئے اور ازواج کے مابین انصاف نہ کیا تو قیامت کے دن عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا۔

وراثت:

اسلام سے قبل دور جہالت میں بھی عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا اور اب بھی لوگ عورتوں کو ان کے حق وراثت سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو وراثت کے حق سے محروم نہ کریں۔ ارشاد خداوندی ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ. 34 ۔

اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ان میں سے لڑکے کو دو لڑکیوں جتنا حق ملے گا۔

عورتوں کے حق وراثت میں یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی قریبی رشتہ دار انتقال کر جائے تو عورتوں کو وراثت میں شریک کیا جائے۔ جیسے والد، بھائی، شوہر وغیرہ شامل ہیں۔ مذہب اسلام نے عورت کو بیٹی، ماں، بہن اور بیوی بنا کر وراثت کے حقوق عطا کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ بیوی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ 35 ۔

اور ان (بیویوں) کے لیئے وراثت کا چوتھا حصّہ ہے اگر تم (خاوند) بے اولاد ہو اور اگر صاحب اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصّہ ملے گا تمہارے ترکہ میں سے۔

موجودہ عہد میں بھی عورتوں کے ساتھ ناانصافیاں جاری ہیں عورتوں کو ان کی وراثت کے حق

سے محروم کردیا جاتا ہے۔کہیں بیٹی کی حیثیت سے وارثت کے حق سے محروم کردیا جاتا ہے کہیں۔بہن اور کہیں بیوی کو ان کے حق وراثت سے محروم کردیا جاتا ہے۔اور بعض لوگ تو عورت کو حق وراثت ملنے کے خوف سے شادی کرنے سے بھی محروم کردیتے ہیں یہ ظلم کی انتہا ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر ایک حقدار کو اس کا حق دے دیا کرو ارشاد خداوندی ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ 36 ۔

اور دے دو ان کو انکا حق۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ عورت صِنفِ ضعیف ہے اسی لیئے ضروری ہے کہ عورت کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی جائے اور اس کا حق وراثت اسے دے دیا جائے اور یہی اسلامی تعلیمات ہیں۔

حوالہ جات

(۱) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 223

(۲) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 187

(۳) القرآن، سورۃ الفرقان، آیت نمبر 74

(۴) القرآن، الذّاریات، آیت نمبر 49

(۵) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 228

(۶) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 187

(۷) القرآن، سورۃ الرّوم، آیت نمبر 21

(۸) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری جلد سوم (اردو) صفحہ 99-98

(۹) مسنون شادی، محمد یوسفی طیّبی، صفحہ 74

(۱۰) اسلام میں عورت کا مقام، علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی، صفحہ 55، جمعیت اہل حدیث کراچی، 2001ء

(۱۱) مسنون شادی، محمد یوسف طیّبی، صفحہ 64-36

(۱۲) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 34

(۱۳) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 34

(۱۴) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 34

(۱۵) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، (اردو جلد سوئم)، صفحہ 104-103

(۱۶) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 152

(۱۷) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، اردو جلد سوم، صفحہ 102-101

(۱۸) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 34

(۱۹) القرآن، سورۃ التحریم، آیت نمبر 6

(۲۰) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 25

(۲۱) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 19

(۲۲) سنن ابوداؤد، امام ابی داؤد سلیمان، اردو، جلد دوم، صفحہ 63

(۲۳) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 228

(۲۴) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 236

(۲۵) القرآن، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 7

(۲۶) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 233

(۲۷) مسنون شادی، محمد یوسف طیبی، صفحہ 03-102

(۲۸) صحیح بخاری، امام محمد اسماعیل بخاری، جلد اوّل (اردو)، صفحہ 887-886

(۲۹) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 222

(۳۰) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت 226

(۳۱) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 3

(۳۲) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 34

(۳۳) سنن ابوداؤد امام ابی ابوداؤد سلیمان، اردو ترجمہ جلد دوم، صفحہ 132

(۳۴) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 11

(۳۵) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 12

(۳۶) القرآن، سورۃ الانعام، آیت نمبر 141

حصہ چہارم

نکاح کی ترغیب

نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے نکاح کرنا کارِ ثواب ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی نکاح کیئے اور نکاح کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کا پسندیدہ عمل رہا ہے۔ اسی لیئے خاتم النبین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.1 ۔

نکاح کرنا میری سنّت (طریقہ) ہے پس جس شخص نے میری سنّت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی نکاح کو پسند فرمایا ہے۔ نکاح کرنا انبیائے علیہم السلام کو بہت محبوب تھا اس لیئے اکثر انبیائے علیہم السلام نے ایک سے زائد نکاح کئے تھے۔ اور اپنی اپنی امت کو بھی نکاح کرنے کی ترغیب دی تھی۔ قرآن کریم میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَ جَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجاً وَّ ذُرِّیَّةً وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ.2 ۔

اور بے شک ہم نے تجھ سے پہلے (رسول) بھیجے اور انہیں بیویاں اور بچے بھی دیئے اور یہ کسی رسول کا کام نہیں کہ بغیر اللہ کی اجازت (حکم) کے کوئی نشانی لے آئے اور ہر وقت مقررہ کے لیئے ایک تحریری نوشتہ ہے۔

کفّار نے جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر یہ عیب لگایا کہ آپؐ نکاح کرتے ہیں اگر آپؐ نبی ہوتے تو دنیا ترک کر دیتے بیوی اور بچوں سے کچھ واسطہ نہ رکھتے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کفّار کو بتایا گیا کہ بیوی اور بچے ہونا نبوت کے منافی نہیں ہیں لہٰذا یہ اعتراض محض ہے اور پہلے جو رسول آچکے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے ان کی بیویاں اور بچے بھی تھے۔3

نکاح کی برکات: قرآن کریم میں نکاح کی برکات اور اس کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَانكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ . وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ4 ۔

اور تم میں سے جو مجرد (مرد و زن) ہوں ان کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے نیکوکار غلاموں اور لونڈیوں کے بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ فقر و فاقہ کی حالت میں ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور بے شک اللہ وسیع علم والا ہے۔ اور چاہیئے کہ وہ لوگ جو (بسبب اپنی تنگدستی کے) نکاح نہیں کر پاتے پاکدامن رہیں جب تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی نہیں کر دیتا (نکاح کی قدرت عطاء ہو جائے)۔

مذکورہ آیت میں اہل اسلام کو اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ جو تم میں مرد و عورت کنوارے ہوں ان کے نکاح کروا دیا کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نکاح کی برکت سے منکوحین کو مالدار بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ5 ۔

اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے۔

نکاح کرنا باعث برکت اور ثواب ہے قرآن وسنّت سے یہ بات اس ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ہر مرد وعورت کو نکاح کرنا چاہیئے نکاح کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان بھائیوں اور بہنوں کی مدد کریں جو نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ.6 ۔

اور تم میں سے جو ایک آزاد مؤمنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ تمہاری مملوکہ مومن لونڈیوں میں سے کسی ایک سے (نکاح کرلے) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو جانتا ہے تم آپس میں ہم جنس ہو پس ان (لونڈیوں) سے ان کے گھر والوں (سرپرستوں) کی اجازت سے نکاح کرو اور انہیں ان کے مناسب مہر ادا کردو۔ وہ (لونڈیاں) پاک دامن ہونی چاہئیں نہ کہ بدکار اور نہ ایسی کہ انہوں نے آشنا بنا رکھے ہوں۔

مذکورہ آیت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ نکاح کرنا چاہیئے اگر آزاد عورت سے نکاح کرنے کی کوئی قدرت وطاقت نہیں رکھتا ہے تو کسی مومنہ لونڈی سے نکاح کرلے اس آیت مبارکہ میں یہ تعلیم ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت بغیر نکاح کے نہ رہے کیونکہ نکاح کرنا انبیاء علیھم السّلام کو محبوب ہے اور ان کی سنّت ہے نکاح کرنے کا یک اہم فائدہ یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ اور صحت مندرہتا ہے جبکہ بے نکاح مرد وعورت گناہوں اور بیماریوں میں مبتلاء ہونے کے زیادہ قریب ہوجاتے ہیں۔

نکاح کا مقصد: نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذَالِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا.7۔

اس کے ماسوا (سب عورتیں) تم پر حلال ہیں بشرطیکہ تم انہیں نیک نیّتی سے اپنے اموال کے عوض (یعنی مہر ادا کر کے) حاصل کرو نہ کہ بدکاری کی غرض سے اور ان میں سے جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا (ازدواجی زندگی کا لطف اٹھایا) انہیں ان کے مہر جو تم نے مقرر کیے ہیں ادا کر دو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم باہمی رضامندی سے مہر مقرر کرنے کے بعد اس (مہر کے) معاملہ میں کوئی سمجھوتہ (کمی بیشی) کر لو بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا صاحبِ حکمت ہے۔

پسندیدہ عورتوں سے نکاح: سورۃ النّساء میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ.8۔

اپنی پسند کی دو، تین یا چار عورتوں سے نکاح کر لو۔

نکاح کرنا انبیائے کرام علیہم السّلام کا طریقہ ہے۔انہوں نے نکاح کئے اور ان کی اولادیں بھی تھیں۔انبیائے کرام کی زندگیاں انسانیّت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔قرآن کریم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام نے نکاح کیئے اور ان کا نکاح کرنا اپنی امتوں کو نکاح کی ترغیب دینا ہے۔ارشاد خداوندی ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً9۔

اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا.10 ـ

نبی کے لیئے اس فرض کے (ادا کرنے) میں کوئی دشواری نہیں ہوتی جسے اللہ نے اس کے مَہ لگا دیا ہو جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ اللہ کا یہی دستور ان میں بھی (رائج) تھا اور اللہ کا حکم تو ایک طئے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔ (یہی دستور ہے ان کا)

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ. 11 ـ

اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کردے اور تمہیں اگلوں کی روشیں بتادے اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنامحمدبن جعفر اخبر نا حمید بن ابی حمید الطویل انه سمع انس بن مالک رضی اللّٰه عنه یقول جاء ثلثة رهط الیٰ بیوت ازواج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یسأ لون عن عبادة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلما اخبروا کانهم تقالو ها فقالوا واین نحن من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قد غفرله ما تقدم من ذنبه وما تا خر قال احدهم اما انا فانی اصلی اللیل ابدًا وّ قال اٰخرانا اصوم الدهر ولا افطر وقال اٰخرانا اعتزل النسآء فلا اتزوّج ابدًا فجآء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا اما واللّٰه انی لا خشا کم للّٰه واتقا کم له لکنی اصوم و افطر واصلی وارقد و اتزوج النسآء

فمن رغب عن سنتي فلس مني.12 ۔

سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی انہیں حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ تین حضرات (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (۳) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنھم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مطھرات کے گھروں کی طرف نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے جب انہیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معمول بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا مقابلہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا دوسرے صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اوران سے پوچھا کیا تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ ھاں اللہ گواہ ہے میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اس لیئے تم سے زیادہ میرے اندر تقویٰ ہے لیکن میں روزے رکھتا ہوں تو بلا روزے کے بھی رہتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں میرے طریقے سے جس نے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

حدثنا علی سمع حسان بن ابراهيم عن يونس بن يزيد عن الزهری قال اخبرني عروة انه سال عائشة عن قوله تعالیٰ وان خفتم الا تقسطوا في اليتمیٰ فانكحوا ماطاب لكم من النسآء

مثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلو افواحدة اوماملکت
ایمانکم ذٰلک ادنی اَلا تعولوا قالت یا این اختی الیتیمة تکون
فی حجر ولیها فیر غب فی مالها وجما لها یریدان یتزو جها
باَدنیٰ من سنة صدا قها فنهو ان ینکحو هن الا ان یقسطو الهن
فیکملو الصداق و امرو بنکاح من سوا هن من النسآء.13 ہ

حضرت علی نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے حسّان بن ابراہیم سے سنا انہوں
نے یونس بن یزید سے ان سے زہری نے بیان کیا انہیں عروہ نے خبر دی اور
انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق
پوچھا اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو جو
عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔ دو دو سے، تین تین سے چار چار
سے لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو۔
یا جو کنیز تمہارے ملک میں ہو۔ اس صورت میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر
ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیٹے آیت میں ایسی یتیم لڑکی کا ذکر ہے
جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو وہ لڑکی کے مال اور اس کے حسن کی وجہ سے اس کی
طرف مائل ہو۔ اور اس سے معمولی مہر پر شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اس
آیت میں ایسی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے یہاں اگر اس کے
ساتھ انصاف کرسکتا ہو اور پورا مہر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اجازت ہے ورنہ
ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکیوں کے سوا دوسری لڑکیوں
سے شادی کریں۔

امت کا بہترین شخص: صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس اپنے ایک ساتھی اور دوست

حضرت سعید بن جبیر کو نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حدثنا علی بن الحکم الا نصاری حدثنا ابو عوانة عن رّقبة عن طلحة الیامی عن سعیدبن جبیر قال قال لی بن عباس هل تزوجت قلت لا قال فتزوج فان خیر هذه الا مة اکثر ها نسآء.14 ۔

علی بن حکم انصاری نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے رقبہ نے ان سے طلحہ الیامی نے ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں آپ نے فرمایا شادی کرلو کیونکہ اس امت میں بہتر وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

نکاح کرنا باعث عزت ہے: اللہ تعالیٰ کی قربت روز قیامت بخشش اور عزت چاہنے والوں کے لیئے ضروری ہے کہ وہ نکاح کریں یہ بات امام ابن ماجہ کی اس روایت سے معلوم ہوئی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَلْقِیَ اللّٰہ طَاھِرَ اَمُطُھِرًا فَلْیَتزَوَّج الْحِرَائِرَ15 ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف ہوکر ملنا چاہتا ہے وہ آزاد شریف عورتوں سے نکاح کرے۔

قرآن وسنّت میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت اسے نکاح کرنا چاہئے معاشرہ کی خرابیوں اور ماحول کی گندگیوں سے بچنے کے لیئے شادی کرنا افضل عمل ہے۔ تاکہ آدمی نکاح کرکے ماحول کی گندگی سے اپنا دامن پاک وصاف رکھے۔ عام حالات میں نکاح کرنا سنّت ہے اور مخصوص حالات میں نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور شرعاً شادی کی عمر مقرر نہیں ہے۔ یہاں بہتر یہ ہے کہ جب لڑکی بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کا نکاح کردیا جائے۔ اور اگر کسی کو بلوغت کے بعد شادی کے بغیر بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا خوف رہتا

ہے۔تو اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ نکاح کرے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ والدین اپنی اولاد خصوصاً لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کی وجہ سے نکاح نہیں کرتے اور لڑکیوں کی عمریں بڑھ جاتی ہیں اور بعد میں اچھے رشتے ملنا مشکل ہو جاتے ہیں۔عمر بڑھ جانے کی وجہ سے شادیاں نہیں ہو پاتیں اور والدین ذہنی اذیّت میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔والدین کو چاہیئے کہ بچیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں ان کا نکاح کرنے کی فکر کریں اور جیسے کوئی اچھا رشتہ آ جائے تو لڑکی کا نکاح کر دینا چاہیئے شادی کے بعد بھی تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے اور اسلام نے تو تعلیم کے حصول کے لیئے عمر کی کوئی قید نہیں لگائی۔

والدین کی ذمہ داری: حصول علم نکاح میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے احادیث میں یہ واضح ارشادات موجود ہیں کہ جب کسی کی اولاد بالغ ہو جائے اور والدین ان کے نکاح کی فکر نہ کریں تو اولاد سے جو گناہ سرزد ہوگا تو والدین اس گناہ میں شریک ہوں گے چنانچہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

عن ابی سعید وابن عباس قالا قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثماً فانما اثمه علیٰ ابیه.16 ؎

حضرت ابی سعید اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب اولاد بالغ ہو جائے اور والدین ان کے نکاح سے آنکھیں بند کیئے رکھیں اس صورت میں اگر اولاد کسی غلطی (گناہ) کی مرتکب ہو جائے تو والدین بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

وعن عمر بن الخطاب وانس بن مالک عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی التّوراۃ مکتوب من بلغت ابنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فا صابت اثما فا ثم ذالک علیه.17 ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ توراۃ میں اہل یہود پر یہ فرض کر دیا گیا تھا کہ جب کسی کی بیٹی بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور (والدین) نے اس کا نکاح نہ کیا پس اس (لڑکی) نے گناہ کیا تو یہ گناہ اس کے والدین پر بھی ہوگا۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کسی کی اولاد بلوغت کو پہنچ جائے تو والدین کو خصوصاً لڑکیوں کے نکاح کی فکر کرنی چاہیئے اور جیسے کوئی اچھا رشتہ ملے اولاد کی رضامندی سے نکاح کر دینا چاہیئے۔ بعض اوقات والدین کی غفلت کی وجہ سے لڑکی کورٹ میرج کر لیتی ہے جو لڑکی اور اس کے والدین کے لئے بدنامی، ذلّت اور رسوائی کا سبب بنتی ہے۔

<u>سنن ابوداؤد میں نکاح کی ترغیب:</u> سنن ابوداؤد میں بھی حضرت امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے نکاح کی ترغیب کی احادیث جمع کی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ معاشرے میں بے حیائی اور بُرائی سے بچا جا سکے اور اسلام چاہتا ہے کہ معاشرہ پاک وصاف اور پُرامن ہوتا کہ لوگ بہتر فضا میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور سکون کی زندگی بسر کریں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

نکاح پاکدامن رہنے کا ذریعہ ہے۔

عن علقمه قال انی لا مشی مع عبداللّٰه بن مسعود بمنی اذا لقیه عثمان فاستخلاه فلما رای عبداللّٰه ان لیست له حاجة قال لی تعالیٰ یا علقمه فجئت فقال له عثمان الا نزوجک یا ابا عبدالرحمٰن جارية بكرًا لعله یر جع الیک من نفسک ما کنت تعهد فقال عبداللّٰه لئن قلت ذاک لقد سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لّم یستطع منکم فعلیه بالصوم فانه له وجاء.18۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ منٰی میں جا رہا تھا۔ اتنے میں ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے اور تنہائی میں گفتگو کرنا چاہی جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ان کو نکاح کی ضرورت نہیں ہے تو مجھ سے کہا اے علقمہ آؤ میں آیا اس وقت حضرت عثمان نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن کیا ہم تمہارا نکاح کسی کنواری لڑکی سے نہ کر دیں جو تمہاری کھوئی ہوئی قوّت واپس دلا دے اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تم یہ بات کہتے ہو میں نے تو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو شخص نکاح کی قوّت نہ رکھے (یعنی وہ بیوی کے اخراجات برداشت نہ کر سکے) تو پھر اس کے لیئے روزہ ہے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لیئے خصّی ہونا ہے یعنی (اس سے شہوت کم ہو جائے گی)۔

بُخاری شریف میں بھی اسی طرح کی ایک حدیث ہے جس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ نکاح انسان کو پاکدامن بنا دیتا ہے

اور نکاح کرنے سے انسان برائیوں اور بے حیائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:

حدثنا عمر بن حفص حدثنا ا ابی حدثنا الا عمش قال حدثنی ابراھیم عن علقمه قال کنت مع عبداللّٰه فلقیه عثمان بمنیً فقال یا ابا عبدالرحمٰن انّ لی الیک حاجةً فخلیالک فقال عثمان هل لک یا ابا عبدالرحمٰن فی ان تزوجک بکرا تذکرک ما کنت تعهد فلما رایٰ عبد اللة ان لیس له حاجۃ الیٰ هذا اشارالی فقال یا علقمه فانتهیت الیة وهو یقول اما لئن قلت ذٰلک لقد قال کنا النبّی صلی اللهّ علیه وسلم یا معشرالشباب من استطا ع منکم الباء ة فلیتزوج ومن لم یستطع فعلیه بالصّوم فانه له وجا ء.19

ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے منٰی میں ملاقات کی اور فرمایا ابوعبدالرحمٰن مجھے آپ سے ایک کام ہے پھر دونوں حضرات تنہائی میں چلے گئے عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ابوعبدالرحمٰن کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کردیں آپ کو گذرے ہوئے ایّام (نشاط وشباب کی) یاد دلا دے چونکہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لیئے آپ نے مجھے اشارہ کیا اور فرمایا علقمہ جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ فرما رہے تھے کہ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے فرمایا تھا اے نوجوانو تم میں جو بھی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے

اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی میں کمی کا باعث ہے۔

سنن نسائی میں نکاح کی ترغیب: سنن نسائی میں بھی نکاح کی ترغیب کی کئی احادیث ملتی ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا باعث ثواب اور نجات ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

عن علقمہ قال کنت مع ابن مسعود ھو عند عثمان رضی اللّٰہ عنہ فقال عثمان خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیٰ یعنیٰ فتیۃِ قال ابوعبدالرحمٰن فلم افھم فتیۃ کما اردتُ فقال من کان منکم ذاطولٍ فلیتزوج فانہ اغضّ للبصر واحصن للفرج ومن لا فالصوم لہ وجاء.20 ۔

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چند جوانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر تم میں سے کوئی نان ونفقہ کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ نکاح کرلے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے لیکن اگر کسی میں اتنی استطاعت نہ ہو تو روزہ اس کی شہوت کو کم کردے گا۔

عورت نکاح کا پیغام دے سکتی ہے: قرآن وسنّت میں مرد وعورت کو نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے امّت مسلمہ کو اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ جن لوگوں کا نکاح نہیں ہوا ان کا نکاح کرادو نکاح کے لیئے کوئی مرد کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اسی طرح کوئی عورت بھی کسی مرد کو نکاح کا پیغام دے سکتی ہے اور اپنے آپ کو نکاح کے لیئے پیش کرسکتی

ہے۔جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا علی بن عبداللّٰہ حدثنا مرحوم قال سمعت ثابت البنانی قال کنت عندانس وعندہ ابنۃ لہ قال انس جاء ت امراۃ الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعرض علیہ نفسھا قالت یا رسول اللّٰہ الک بی حاجۃ فقالت بنت انس ما اقل حیاء ھا و اسوا تاہ واسواتاہ قال ھی خیر منک رغبت فی النّبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فعرضت علیہ نفسھا.21۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے مرحوم نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اوران کے پاس ان کی صاحبزادی بھی تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں اپنے آپ کو آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیئے پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا آپ کو میری ضرورت ہے اس پر انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بولیں کہ وہ کیسی بے حیا عورت تھی ہائے بے شرمی ہائے بے شرمی انس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم سے بہتر تھیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف انہیں توجہ تھی اس لیئے انہوں نے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے پیش کیا۔

اسی طرح کوئی مرد بھی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ

اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَافِيْ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ.22۔

اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

حدیث پاک میں ہے

وقال لی طلق حدثنا زائدة عن منصور عن مجاهدٍ عن ابن عباس فيما عرضتم يقول انی اريدالتزويج ولو رددتّ انه تيسرلی امراة صالحة وقال القسم يقول انک علی کريمةوانی فيک اراغب وانّاللّٰه لسائق اليک خيرًا اونحوذالک وقال عطاء يعرض ولا يبوحُ يقول انّ لی حاجة وابشری وانت بحمداللّٰه نانقة وتقول هی قد اسمع ماتقول ولا تعد شياء ولا يواعدو ليّها بغير علمها وان وّاعدت رجلاً فی عد تها ثم نکحها بعد لم يفرق بينهما وقال الحسن ولا تو اعدوهن سرّالزنا ويذکرعن ابن عباس الکتاب اجله تقضی العدّة.23۔

مجھ سے طلق نے بیان کیا ان سے زائدہ نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے مجاہد نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت فیما عرضتم (کی تفسیر میں فرمایا کہ کوئی شخص کسی ایسی عورت سے جو عدت میں ہو) کہے کہ میرا ارادہ نکاح کا ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی صالح عورت میسّر آجائے اور قاسم نے

فرمایا کہ (تعریض یہ ہے کہ) معدّہ عورت سے کہے کہ تم میری نظر میں شریف ہو اور میرا میلان تمہاری طرف ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے عطاء نے فرمایا کہ تعریض وکنایہ سے کہے صاف صاف نہ کہے (مثلاً) کہے کہ مجھے ضرورت اور تمہیں بشارت ہو اور تم اللہ کے فضل سے کھری ہو اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے (بصراحت) کوئی و عدہ نہ کرے ایسی عورت کا ولی بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر عورت نے زمانہ عدّت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کرلیا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کیا تو دونوں میں تفریق نہیں کرائی جائے گی (بلکہ نکاح صحیح ہوگا) حسن نے فرمایا لا تواعدوھن سِرّاً سے مراد زنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ الکتاب اجلہ سے مراد عدّت کا پورا ہونا ہے۔

<u>پیغام نکاح پر دوسرا شخص پیغام نکاح نہ دے:</u> نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بات سے سختی سے منع فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو چاہیئے کہ اس پر دوسرا کوئی پیغام نہ دے جب تک کہ وہ اپنا ارادہ بدل نہ دے۔ چنانچہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

حدثنا یحیٰ بن بکیر حدثنا اللّیث عن جعفر بن ربیعه عن الا عرج قال قال ابوهریر ة یأ ثر عن النبیﷺ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسو ولا تحسسو اولا تبا غضو اوکونوا اخوانا وّ لا یخطب الرّجل علی خطبة اخیه حتیٰ ینکح او یترک.24 ۔

ہم سے یحیٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان

سے جعفر بن ربیعہ نے ان سے اعراج نے بیان کیا ان سے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آپ نبی کریمصلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور (لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کرو اور نہ (لوگوں کی نجی گفتؤوں کو) کان لگا کر سنو آپس میں دشمنی نہ پیدا کرو بلکہ بھائی بن کر رہو اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم لا يخطب الرّجل علىٰ خطبة اخيه.25۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔

مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی بھائی کسی کے ہاں رشتہ اور نکاح کے لیئے پیغام دے تو دوسرے کسی کو نکاح کا پیغام نہیں دینا چاہیئے عموماً ہمارے معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ کسی کی بہن اور بیٹی گھر میں رشتہ کے انتظار میں بیٹھی ہے تو کوئی ان سے رشتہ طلب نہیں کرتا لیکن جب ان کے ہاں کسی نے نکاح کا پیغام بھیجا ہوتا ہے تو پھر ہر طرف سے اعزّہ واقارب نکاح کا پیغام دینے لگ جاتے ہیں۔جس کی وجہ سے باہمی عداوتیں پیدا ہو جاتیں ہیں۔اور اختلاف بڑھ جاتے ہیں اسی لیئے اسلام نے اس بات سے سختی سے منع کر دیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دین کی باتوں پر عمل کریں۔اس لیئے کہ دین میں خیر ہی خیر ہے۔حقیقت یہ ہے کہ دین کے احکامات اور تعلیمات پر عمل کرنے میں دنیا میں عزّت اور آخرت میں نجات ہے۔

عدل نہیں کرسکتا تو ایک عورت پر اکتفا کا حکم: اسلام نے مرد کو چار نکاح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط کردی ہے کہ جب مردان

عورتوں میں برابری اور انصاف کرے۔اگر کوئی شخص عورتوں میں برابری اور انصاف نہیں کرتا تو قرآن پاک میں ارشاد ربّانی ہے کہ پھر ایک ہی نکاح کافی ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً.26۔

پس اگر تم کو ڈر ہو کہ تم (بیویوں کو) برابر نہ رکھ سکو تو پھر ایک ہی کافی ہے۔

بے نکاح کا نکاح کرانا اور ایک سے زیادہ نکاح کرنا جب انصاف کا دامن نہ چھوٹے تو باعث برکت اور ثواب ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زیادہ نکاح کرنے والے کو امّت کا بہترین شخص قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

حد ثنا علی بن الحکم الا نصاری حدثنا ابو عوانة عن رقبة عن طلحة الیامی عن سعیدبن جبیر قال قال لی بن عباس ھل تزوّجت قلت لا قال فتزوّج فان خیر ھذہ الا مة اکثر ھا نسآء .27۔

ہم سے علی بن حکم انصاری نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے رقبہ نے ان سے طلحہ الیامی نے ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں آپ نے فرمایا شادی کر لو کیونکہ اس امّت میں بہتر وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

بیک وقت چار نکاح کی اجازت: قرآن وسنّت میں ایک سے زائد نکاح کرنے کی مرد کو اجازت دی گئی ہے اس کا ثبوت سورۃ النّسآء کی آیت نمبر 3 اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ ایک صحابی حضرت حارث بن قیس اسدی جب مسلمان ہوئے تو ان کی آٹھ بیویاں تھیں تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں چار کو اختیار کرنے اور باقی عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ مرد بیک وقت چار عورتوں کو نکاح میں

رکھ سکتا ہے اور اسلام میں اس کی اجازت ہے ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:

عن الحارث بن قيس قال مسدّد بن عميرة وقال وهب الا سدى اسلمت وعندى ثمان نسوة قال فذكرت ذٰلك للنّبى صلى اللّٰه عليه وسلم فقال اختر منهنّ اربعاً وحدثنا به احمد بن ابراهيم حدثنا هيشم هٰذا الحديث فقال قيس بن الحارث مكان الحارث بن قيس قال احمد بن ابراهيم هٰذا الصّواب يعنى قيس بن الحارث.28۔

حضرت حارث بن قیس اسدی سے روایت ہے کہ میں مسلمان ہوا اور اس وقت میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے چار کو چن لو (اور باقی کو چھوڑ دو) اور احمد بن ابراہیم نے بواسطہ ہیثم اس حدیث میں حارث قیس کی جگہ قیس بن حارث نقل کیا ہے احمد بن ابراہیم نے کہا کہ یہی صحیح بھی ہے یعنی قیس بن حارث۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نیک اور صالح عورت کو مرد کے لیئے نعمت قرار دیا ہے۔

عن عبدالله بن عمر وبن عاص انّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال انّ الدّنيا كلّها متا ع و خير متاع الدّنيا المراء ة الصّالحة.29۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دنیا پوری کی پوری متاع ہے اور دنیا کی بہترین اور سب سے زیادہ فائدہ مند چیز نیک عورت ہے۔

مرد کی نافرمان بیوی پر فرشتوں کی لعنت: حدیث کی رُو سے نیک اور صالحہ عورت

قیامت کے دن جنّت میں حوروں کی سردار ہوگی ایسی عورت کے لیئے حوریں دعائیں کر رہی ہیں لیکن وہ عورت جو مرد کی نافرمان ہے تو جنّت کی حوریں بھی اس عورت کے لیئے بد دُعائیں کرتی رہتی ہیں۔

نافرمان بیوی پر اللہ کے فرشتے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

عن ابی هريره عن النبی صلّى الله عليه وسلّم قال اذا دعا الرّجل امراء ته اِلٰی فراشهٖ فابت ان تجئی لعنتها الملآئكة حتیّٰ تصبح.30۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کردے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

مرد کی نافرمان عورت کا ٹھکانہ دوزخ ہے: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مرد کی نافرمان اور ناشکری کرنے والی عورتوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا۔

ورایت اکثر اهلها النسآء قالو الم یا رسول الله؟ قال بکفر هنّ قيل يكفرون باالله قال یکفرون العشير و يكفرون الاحسان لو احسنت اِلٰی احدهن الدّهر ثمّ رأ ت منک شيئاً قالت مارايت منک خيراً قطُّ. 31۔

آپؐ نے فرمایا اور میں نے دیکھا کہ اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ ناشکری کرتی ہیں کسی نے کہا کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں یہ اپنی شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ اور اس کے احسان کا انکار کرتی ہیں اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی بھر بھی حسن سلوک کا معاملہ کرو پھر بھی تمہاری

طرف سے کوئی چیز اس کے لیئے ناگوار خاطر ہوگی تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

شوہر کی ناراضگی پر اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے: صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس عورت سے اس کا مرد ناراض ہو تو اللہ بھی اس عورت پر ناراض ہو جاتا ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم والذی نفسی بیده ما من رّجل یدعو امراء ته اِلیٰ فراشها فتابیٰ علیه الا کان الذی فی السمآء ساخطاً علیها حتّٰی یرضی عنها. 32۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں کہ وہ اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے مگر اس پر وہ پروردگار جو آسمان کے اوپر غصّہ میں رہتا ہے جب تک وہ اس عورت سے راضی نہ ہو۔

بیویوں کو اذیت دینے والے مرد جہنم میں ہوں گے: لیکن وہ مرد حضرات جو اپنی بیویوں کو اذیّت اور تکلیف دیتے رہتے ہیں تو وہ جہنّم میں داخل کیئے جائیں گے۔

ایک شخص نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بدخلق آدمی ہوں میں اپنی ازواج کو اور گھر والوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتا ہوں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو ایذا دینے والوں سے اللہ عزّ وجلّ نہ تو اس کا عذر قبول فرمائے گا اور نہ اس کی نیکیوں میں سے نیکی کو، اگر چہ وہ ہمیشہ روزہ دار رہے اور غلاموں کو آزاد کرے اور وہ سب سے پہلے جہنّم میں داخل ہونے والوں میں سے ہوگا۔ اسی

طرح وہ عورت جو اپنے شوہر کو ایذا دے تو نہ تو اس کی نماز قبول ہوگی اور نہ اس کی کوئی نیکی، جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کر لے 33

ایک موقعہ پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زوجین کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت میں اپنی بیوی کی بد خلقی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر عطا فرمائے گا جتنا حضرت ایّوب علیہ السّلام کو عطا فرمایا اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر عطا فرمائے گا جتنا اجر اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کو اس کے شہید ہونے پر عطا فرماتا ہے اور جس عورت نے اپنے شوہر پر ظلم کیا اور ناقابل برداشت اسے تکلیفیں دیں اور اسے ایذائیں پہنچائیں تو اس پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب لعنت کرتے ہیں اور وہ جہنّم میں جائے گی اور جس عورت نے اپنے شوہر کی اذیّتوں پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور عمران کی بیٹی حضرت مریم کا ثواب عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی سب سے زیادہ سچّی بات فرماتا ہے۔ 34

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ایذا دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا اور کوئی عورت اپنے مرد کو ناراض کرے گی تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی غصہ کا اظہار فرماتا ہے اور نافرمان عورت پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ 35) فرما کر بتا دیا ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے اس فضیلت کی وجہ سے عورت کے لیئے ضروری قرار پایا ہے کہ جائز معاملات میں مرد کی عزّت و احترام اور اتباع کرے۔ مرد کے لیئے بھی ضروری ہے کہ عورت کے حقوق کو پورا کرے اگر کوئی مرد عورت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا ہے بلکہ عورت کے حقوق کی ادائیگی مثلاً جنسی خواہشات، اور نان ونفقہ وغیرہ پورا کرتا

ہے اور مرد اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لیئے مزید نکاح کرنا چاہتا ہے تو عورت کو چاہیئے کہ وہ دوسرے نکاح میں رکاوٹ نہ بنے۔ اس لیئے کہ ایسا نہ ہو کہ مرد کسی گناہ میں مبتلاء ہو جائے اور اپنی دنیا و آخرت تباہ و برباد کر بیٹھے۔ عورت کو مرد کے حق اور خواہش کا بھی احترام کرنا چاہیئے۔

ہمارا ماحول اور معاشرہ اتنا ابتر ہے کہ عموماً عورت کسی صورت میں دوسری بیوی کو برداشت نہیں کرتی اگرچہ مرد بدکاری اور بے حیائی میں ہی کیوں نہ مبتلا ہو جائے ایسی صورت میں مرد کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی بھی گناہ گار ہوگی۔ ہاں اگر مرد کو پہلی بیوی مطمئن کرتی ہے تو مرد کو دوسرے نکاح میں مائل نہیں ہونا چاہیئے اور پھر بھی وہ مرد بدکاری کرے تو مرد سخت گناہ گار ہوگا اور خیانت کا بھی مرتکب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ بھی ہوگا۔

زیادہ نکاح کرنے کے فوائد: اس میں کوئی شک نہیں کہ نکاح کرنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نکاح کرنے سے انسان کو معاشرہ میں عزّت ملتی ہے اور ناکح برائیوں و بے حیائیوں سے بچ جاتا ہے۔ مرد و عورت کو ایک دوسرے سے سکون نصیب ہوتا ہے۔ ایک سے زائد نکاح کرنے والوں کو میری رائے میں مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) ایک سے زیادہ نکاح کرنے سے مختلف خاندانوں سے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور روابط میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) زیادہ نکاح کرنا فطری تقاضا ہے۔ اس لیئے کہ عموماً لڑائیوں اور جنگوں میں مرد ہی کام آتے ہیں اور پھر مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جاتیں ہیں۔ اس کا حل صرف اور صرف مردوں کے زیادہ نکاح کرنے سے ہی ممکن ہے۔

(۳) بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک نکاح کیا تو مرد کو اس عورت سے کوئی ولادت نہیں ہوتی تو اس عورت کو طلاق دینے سے بہتر یہ ہے کہ مرد اسے بھی طلاق نہ دے کہ وہ اپنے والدین اور بھائیوں کے لیئے بوجھ بن جائے اس عورت کے ساتھ ساتھ دوسرا نکاح

بھی کرلے۔

(۴) عورت کو ہر ماہ Monthly Maneses (حیض) کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ سات دن تک آتے ہیں اور جب بچہ جنتی ہے تو پھر بھی چالیس دنوں تک نفاس میں رہتی ہے تو عورت کے ساتھ ان دنوں میں مرد کو ہمبستری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ مرد جسے بدکاری میں پڑنے کا اندیشہ رہتا ہو تو برائی سے بچنے کے لیئے مرد کو دوسرا نکاح کر لینا بہتر ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن انس بن مالک ان الیھود کانت اذا حاضت منھم امراۃ اخرجو ھامن البیت ولم یوا کلوھا ولم یشاربو ھا ولم یجامعوھا فی البیت فسئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن ذٰلک فانزل اللّٰہ عزوجل یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلواالنسآء فی المحیض الیٰ اخرالایۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جا معوھن فی البیوت واصنعوا کل شیء غیر النّکاح فقالت الیھود مایرید ھذاالرجل ان یدع شیئاً من امر نا الا خالصتا فیہ فجاء اسید بن حضیر وعباد بن بشیر الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالا یا رسول اللّٰہ انّ الیھود تقول کذا وکذا فلا ننکحھن فی الحیض فتمعر وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتیٰ ظنّنا ان قدوجد علیھما فخر جا فاستقبلھما ھدیۃ من لبنٍ الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبعث فی اٰثار ھما فظنّنا انہ لم یجد علیھما .36۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو وہ اس کو گھر سے باہر کردیتے نہ اس کو اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اور نہ اس

کے ساتھ گھر میں رہتے لوگوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) لوگ آپ ﷺ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ ﷺ ان کو بتا دیجئے کہ حیض ایک طرح کی گندگی ہے لہٰذا زمانہ حیض میں عورتوں سے الگ رہو (جماع نہ کرو) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اپنے ساتھ گھروں میں رکھو اور سب کام کرو سوائے جماع کے۔ پس یہودی کہنے لگے یہ شخص (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) تو ہماری مخالفت میں کوئی کسر نہیں چھوڑنا چاہتا۔ (یہ سن کر) اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہودی ایسا ایسا کہتے ہیں تو (پھر ہم بھی ان کی مخالفت میں) حیض کی حالت میں عورتوں سے جماع کیوں نہ کیا کریں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرہ مبارک متغیّر ہو گیا یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ شاید آپ ﷺ کو ان دونوں کی بات پر غصّہ آیا ہے۔ وہ دونوں وہاں سے نکل گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس کہیں سے دودھ کا ہدیہ آیا آپ ﷺ نے ان دونوں کو بلا بھیجا (تاکہ ان کو پلائیں) تب ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کا غصّہ ان پر نہیں تھا (بلکہ یہود پر تھا جو حکم الٰہی کو اپنی مخالفت سمجھ رہے تھے)۔

حالت حیض میں جماع کا کفّارہ: حالت حیض میں عورت سے جماع کرنا منع ہے اور اگر کوئی شخص محیضہ سے جماع کر بیٹھے تو اس کا کفّارہ حدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل ہے:

عن ابن عباس قال اذا اصابها فی الدّم فدینار وا ذا اصابها فی انقطاع الدّم فنصف دینار.37۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص خون جاری ہونے کی حالت میں جماع کر بیٹھے اس پر ایک دینار ہے اور جو خون بند ہو جانے پر (مگر غسل سے پہلے) جماع کرے اس پر نصف دینار ہے۔

بیوی کا انتخاب

شوہر کو بیوی کے انتخاب کے لیئے مندرجہ ذیل اُمور کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱) لڑکی کا والدین کے ساتھ سلوک

۲) بھائی اور بہنوں کے ساتھ طرز عمل

۳) گھر کے افراد کے ساتھ رویّہ

۴) شرافت

۵) اخلاق و عادات

۶) بزرگوں کا ادب واحترام

۷) سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک

۸) سادہ مزاج

۹) تند خو نہ ہو

۱۰) مغرور نہ ہو

۱۱) بے درد نہ ہو

۱۲) جذبات وخیالات پاکیزہ رکھتی ہو

۱۳) خوش وخرم رہتی ہو

۱۴) ظاہری شکل وصورت اچھی (حسین) ہو

۱۵) صفائی پسند ہو

۱۶) پاکیزگی کا خیال رکھتی ہو

۱۷) لباس صاف وستھرا پہنتی ہو

۱۸) صحت مند اور تندرست ہو

۱۹) نیک سیرت ہو

۲۰) حسب ونسب شریف رکھتی ہو

۲۱) مذہب سے محبت اور اس کا احترام کرتی ہو

یہ وہ صفات ہیں اگر شادی کرتے وقت مرد ہونے والی بیوی کے بارے میں معلومات حاصل کر لے گا تو زوجین کی زندگیاں خوشگوار اور اچھی گذر سکتی ہیں اور یہ جوڑا معاشرہ میں ایک نمونہ بن سکتا ہے۔ جس عورت میں یہ صفات پائی جائیں اور مرد میں بھی ایسی صفات ہوں تو والدین کو چاہیئے کہ ایسے رشتوں کو فوراً قبول کر لیں۔

حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری، امام بخاری مترجم اردو جلد سوم، صفحہ ۴۲

(۲) القرآن، سورۃ الرّعد، آیت نمبر ۸۳

(۳) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، تفسیر مولانا سید محمد نعیم الدینؒ، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، صفحہ ۳۰۳

(۴) القرآن، سورۃ النور، آیت نمبر ۳۳-۳۲

(۵) القرآن، سورۃ نور، آیت نمبر 33

(۶) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 25

(۷) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 24

(۸) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 3

(۹) القرآن، سورۃ الرعد، آیت نمبر ۳۸

(۱۰) القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳۸

(۱۱) القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر ۲۶

(۱۲) صحیح بخاری، امام بخاری، مترجم (جلد سوم)، صفحہ ۴۲

(۱۳) صحیح بخاری، امام بخاری (مترجم اردو) جلد سوم، صفحہ ۴۲

(۱۴) صحیح بخاری، امام بخاری (مترجم اردو) جلد سوم، صفحہ ۴۴

(۱۵) ابن ماجہ، امام ابن ماجہ بحوالہ اسلامی خطبات، مولانا عبدالسّلام بستوی، جلد دوم، صفحہ ۳۷۱، کتبہ السّلفیہ، لاہور ندارد،

(۱۶) مشکوٰہ المصابیح، امام ولی الدین الخطیب، صفحہ ۲۷۱، مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۵۰ھ

(۱۷) مشکوٰہ المصابیح، امام ولی الدین الخطیب، صفحہ ۲۷۱، مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۵۰ھ

(۱۸) سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد، مترجم (اردو)، صفحہ ۱۰۴-۱۰۳

(۱۹) صحیح بخاری، امام بخاری، جلد سوم (اردو)، صفحہ ۴۳

(۲۰)سنن نسائی،امام عبدالرحمن نسائی،مترجم مولانا فضل احمد جلد دوم،صفحہ۳۰۲،دارالاشاعت کراچی

(۲۱) صحیح بخاری،امام بخاری مترجم جلد سوم،صفحہ ۶۵-۶۴

(۲۲)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۳۵

(۲۳) صحیح بخاری،امام بخاری،مترجم جلد سوم،صفحہ ۶۷

(۲۴) صحیح بخاری،امام بخاری مترجم (جلد سوم)،صفحہ ۷۶

(۲۵)سنن ابی داؤد،امام ابوداؤد مترجم (جلد دوم)صفحہ 116

(۲۶)القرآن،سورۃ النسآء،آیت نمبر۳

(۲۷) صحیح بخاری،امام بخاری،مترجم جلد سوم،صفحہ ۴۴

(۲۸)سنن ابی داؤد،امام ابی داؤد،مترجم (جلد دوم)،صفحہ ۱۶۹

(۲۹)سنن نسائی،امام عبدالرحمن نسائی،جلد دوم،مترجم،صفحہ 311

(۳۰) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،جلد سوم مترجم،صفحہ 99-98

(۳۱) صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم مولانا ظہور الباری، جلد سوم صفحہ 101-100، دارالاشاعت کراچی

(۳۲) صحیح مسلم،امام مسلم بن حجاج مترجم،علامہ وحیدالزمان،صفحہ 56،جلد 4،مشتاق بک کارنر،لاہور 1995ء

(۳۳) سرور خاطر،امام ابواللیث سمرقندی،مترجم مفتی سید غلام معین الدین نعیمی،صفحہ 84،مکتبہ المدینہ کراچی ندارد

(۳۴)سرور خاطر، امام ابواللیث سمرقندی،مترجم مفتی سید غلام معین الدین نعیمی،صفحہ 95-94،مکتبہ المدینہ کراچی ندارد

(۳۵)القرآن،سورۃ النسآء،آیت نمبر 34

(۳۶)سنن ابی داؤد،امام ابوداؤد مترجم،(جلد دوم)،صفحہ ۱۴۲-۱۴۱

(۳۷)سنن ابی داؤد،امام ابوداؤد مترجم،(جلد دوم)،صفحہ ۱۴۳

حصہ پنجم

نکاح اور اس کے فوائد

نکاح کی تعلیم: اسلام میں والدین کے لئے ضروری ہے کہ جب ان کی اولاد شادی کے لائق ہو جائے تو ان کی شادی مناسب رشتہ دیکھ کر کر دیں لیکن والدین کے لئے یہ ضروری ہے کہ نکاح کرنے سے قبل لڑکے یا لڑکی سے ان کی مرضی معلوم کر لیں۔ اور اگر ممکن ہو تو لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھ بھی لیں اس لئے کہ اسلام میں اس کی اجازت ہے تا کہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر نکاح کا بیان موجود ہے اب ان میں سے چند آیات اور بعد میں احادیث کو بیان کیا جائے گا جن سے نکاح کی اہمیت کا پتہ چلتا۔ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فَانْكِحُوْ اما طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُ بٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ الاَّ تَعْدِلُوْ افَوَاحِدَةً 1 ۔

پس نکاح کر و اپنی پسندیدہ عورتوں سے دو یا تین یا چار پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ تم ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی کافی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ 2۔

اور تم میں جو بے نکاح عورتیں، نیک غلام اور کنیزیں ہوں ان کا نکاح کرادو اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے گا۔

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ 3۔

پس تم ان عورتوں کو اپنے خاوند سے نکاح کرنے سے مت روکو جب وہ معروف طریقے سے ایکدوسرے سے راضی ہوں۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نکاح کرنے کی تعلیم فرما رہا ہے اس لئے کہ نکاح کے ذریعے انسان نفسانی خواہشات پر قابو پا سکتا ہے اور نکاح ہی ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور دو خاندانوں میں باہمی ربط اور تعلّق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور نکاح ہی سے آدھا ایمان مل جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

اِذَا تَزَوَّجَ العبد فقد استکمل نصف الدّین فلیتق اللّٰه فی النّصف الباقی 4۔

جب کوئی بندہ نکاح کر لیتا ہے تو وہ اپنا آدھا ایمان اور دین مکمل کر لیتا ہے۔ پس وہ باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے

چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں نکاح کے متعلّق کتاب النّکاح (نکاح کا بیان) جو ایک مکمل کتاب ہے جس میں کئی ابواب ہیں اس سے نکاح کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان احادیث میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

اخبر نا حمید بن حمید الطویل جاءَ ثلثة رھط الیٰ بیو ت ازواج النبی ﷺ یسألون عن عبادۃ النبی ﷺ فلما اخبروا کانھم تقالوھا فقالو اواین نحن من النبی صلّی اللہ علیہ وسلم قد غفر لہٗ ما تقدم من ذنبہٖ وما تاٴ خر قا ل احدھم امّا انا فِانی اصلی اللیل ابدًا وقال اٰخر انا اصوم الدّھر ولا افطر وقال اخرانا اعتزل النساء فلا اتز وج ابداً فجاء رَسو ل اللہ ﷺ فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا اَماَواللہ انیٰ لا خفاکم لِلّٰہ و اتقا کم لہٗ لکنیّ اَصوم وافطر و اُ صلی و ارقد و اتزوج اَلنسا ء فمن رغب عن سنّتی فلیس مِنی5 ۔

حمید بن حمید الطّویل نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سنا آپ ﷺ نے بیان کیا کہ تین آدمی (حضرت علی، عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون ؓ) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھنے آئے جب انہیں آپ ﷺ کا معمول بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا حضور ﷺ سے کیا مقابلہ آپ ﷺ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردی گئی ہیں۔ایک صاحب نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا دوسرے صاحب نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔تیسرے صاحب نے کہا کہ میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرلوں گا۔اور کبھی نکاح نہیں کروں گا پھر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہیں ہیں؟ ھاں اللہ گواہ ہے اللہ سے میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اس کے لیئے تم سے زیادہ میرے اندر تقویٰ ہے۔لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو بلا روزے کے بھی رہتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں

اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

قول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من استطاع منکم الباء ة فلیتزّوج لِانّہ اَعض لِلبصر واحصن لِلفرجِ و ھل یتزوج من لّا اَربَ لہ فی النکاح 6۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے کیونکہ یہ نظر کو نیچے رکھنے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے۔

اور جو شخص نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے بارے میں آپؑ نے فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّومِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ 7۔

اور جو (نکاح) کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے کیونکہ یہ خواہش نفسانی میں کمی کا باعث ہے۔

ایک حدیث کی رو سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت کا بہترین شخص وہ قرار پایا ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

عن سعید بن جبیر قال قال لی بن عباس ھل تزوّجت قلت لا قال فتزوج فاِنّ خیر ھذہ الا مۃ اکثر ھا نسآءً.8۔

حضرت سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا شادی کر لو کیونکہ اس امّت میں بہتر وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

کنواری لڑکی سے نکاح کی ترغیب: نبی کریمؐ نے اپنے صحابی کو کنواری لڑکی سے نکاح کی

ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

عن جابر بن عبداللہ قال قال لِی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتزوجت قلتُ نعم قال بکرام ثیبٌ قلت ثیبا قال اَفَلا بکرا تلاعبہا وتلاعبک. 9ء

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا میں نے عرض کیا جی آپؐ نے پوچھا کنواری سے کیا یا شوہر والی دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) سے؟ میں نے عرض کیا شوہر دیدہ سے آپؐ نے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی۔

نکاح میں ترجیحات: آپؐ نے کسی عورت سے نکاح کی چار وجوہ بیان فرمائی ہیں اور آپؐ نے فرمایا کہ ان سب وجوہ میں دینداری کو ترجیح دینی چاہیئے۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تنکح النساء لاربع لما لہا ولحسبہا ولجمالہا ولدینہا فاظفر بذات الدّین تربت یداک.10ء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عام طور پر عورتوں سے نکاح چار وجوہ سے کیا جاتا ہے(۱) مال کی وجہ سے (۲) حسب کی وجہ سے (۳) حسن کی وجہ سے (۴) دینداری کی وجہ سے پس تو دیندار عورت کو ترجیح دے اگر تو نے دین کو ترجیح نہ دی تو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

احادیث کے مطالعے سے نکاح کرنے کے بڑے فضائل اور فوائد معلوم ہوتے ہیں لیکن نکاح میں ترجیح کنواری لڑکی کو دینا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر کسی کی طاقت نکاح کرنے کی نہیں ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ روزے رکھے اس لیئے کہ روزہ کے ذریعے اس کی

شہوت کم ہو جائے گی۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے:

عن علقمه قال اِنّی لامشی مع عبدالله بن مسعود بمنیً اذا لقيه عثمان فلما را ٰی عبدالله ان ليست له حاجة قالَ لِی تعالیٰ يا علقمه فجئت فقال له عثمان آلا نزوّجک يا ابا عبدالرحمٰن جارية بكراً لعله يرجع اليک من نفسک ما كنت تعدهم فقال عبدالله لئن قلت ذاک لقد سمعت رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم من استطاع منكم البائة فليتزوج فانه اغض للبصرو احصن للفرج ومن لم يستطع منكم فعليه بالصوم فا نه له وِجاءُ.11۔

حضرت علقمہؓ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا کہ اتنے میں ان کو حضرت عثمان ملے اور تنہائی میں گفتگو کرنا چاہی جب حضرت عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ان کو نکاح کی ضرورت نہیں تو مجھ سے کہا اے علقمہ آؤ۔ میں آیا اس وقت حضرت عثمان نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن ہم تمہارا نکاح کسی کنواری لڑکی سے نہ کر دیں جو تمہاری کھوئی ہوئی قوّت واپس دلا دے اس پر عبداللہ بن مسعود نے کہا تم یہ بات کہتے ہو میں نے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچے رکھنے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو شخص نکاح کی قوت نہ رکھے (بیوی کے اخراجات برداشت نہ کر سکے) تو پھر اس کے لئے روزہ ہے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لیئے خصّی ہونا ہے۔ (یعنی اس سے شہوت کم ہو جائے گی)۔

کثرت اولاد جننے والی عورت سے نکاح: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَقَالَ تَزَوَّجُوالوَدُوْدَ الوَلُوْدَ فِاِنّیْ مُکَا ثِربکُمْ الامم.12۔

آپؐ نے فرمایا کہ زیادہ اولاد جننے والی اور محبت کرنے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا۔

نکاح سے پہلے عورت کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت: اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ جس لڑکی یا عورت سے کوئی شخص نکاح کرے تو نکاح سے پہلے وہ اسے ایک نظر دیکھ لے اور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہے اس کو دیکھ لینا مستحب ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم اذا خطب احدكم المرا ٔ فان استطاع ان ينظر اِلىٰ ما يدعوه اِلىٰ نكاحها فليفعل قال مخطبت جارية و كنت اتخبأ لها حتىٰ را ٔ يت منهاما دعا لىٰ الىٰ نكاحها وتزويجها فتزوجها.13۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے پیغام نکاح دے تو اگر ممکن ہو اس کو دیکھ لے اس کے بعد نکاح کرے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا اور میں نے اس کو چھپ کر دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے اس میں وہ چیز پائی جو نکاح پر رغبت کا سبب بنی پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا۔

عورت کے لیئے مفید مشورہ: جب کوئی بھی لڑکی (بالغہ) یا عورت (بیوہ یا مطلقہ) کہیں اور کسی شخص سے نکاح کرے تو اس کے لیئے بہتر اور مفید یہ ہے کہ وَلی کی اجازت، مشورہ اور

اس کی ذمہ داری سے نکاح کرے تاکہ معاشرہ میں اسے کوئی پریشانی، تکلیف اور دُکھ نہ اٹھانا پڑے۔ ولی کی اجازت اور مشورہ سے جو نکاح ہوگا تو یقیناً اس میں عورت کے لیئے بھلائی ہے۔ لیکن اگر کسی لڑکی یا عورت نے بغیر ولی کی اجازت اور مشورہ کے کسی سے نکاح کر لیا تو ایسے نکاح میں اسے تکلیف، دکھ اور پریشانی سہنا پڑے گی الاّ ماشاءاللہ کوئی لڑکی اچھی یا بہتر زندگی گزار لے لیکن بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ لڑکی جو بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کر لیتی ہے وہ تکلیف میں رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی لڑکی کے لئے ولی کی نہ دعائیں ہونگی اور نہ کسی قسم کا تعاون اور ذمہ داری ہوگی۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ شادی کے کچھ دنوں بعد اس کا بننے والا شوہر اسے طعنے اور تکالیف دینے لگ جاتا ہے اسے نہ کسی کا ڈر اور خوف ہوتا ہے اور یوں بیچاری عورت کے لئے ایسی شادی وبال جان اور عذاب بن جاتی ہے اور معاشرے میں عموماً ایسی لڑکی یا عورت کی کوئی عزت نہیں رہتی۔ یہاں ولی کے لئے بھی ضروری ہے کہ لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح کرے اگر ولی نے کسی لڑکی (بالغہ) کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر دیا تو اب لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے باقی رکھے یا فسخ کر دے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

عن عبداللہ ابن عباس ان جاریة بکراً اتت النبی ﷺ فزکرت ان اباھا تزوجھاوھی کارھة فخیرھا النبی ﷺ.14۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اختیار (یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کر دے) دیا۔

<u>لڑکی کی خاموشی رضامندی ہے:</u> نکاح کے وقت لڑکی کی اجازت ضروری ہے اگر کوئی لڑکی خاموش رہتی ہے اور شرماتی ہے تو بھی اس کی خاموشی رضامندی سمجھی جائے گی۔ جیسا

کہ حدیث میں ہے۔

حدثنا عمرو بن الربیع بن طارق قال اخبرنا اللیث عن ابن ابی ملیکۃ عن ابی عمر و مولیٰ عائشۃ انھا قالت یا رسول اللہ ﷺ ان البکر تستحیی قال رضاھا صمتھا15 ۔

ہم سے عمر بن ربیع بن طارق نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے لیث نے خبر دی انہیں ابن ابی ملیکہ نے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ابوعمرو نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کنواری لڑکی (کہتے ہوئے) شرماتی ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اس کے خاموش ہو جانے سے اس کی رضامندی سمجھی جا سکتی ہے۔

نکاح کرنے کے فوائد

اسلام میں مسلمانوں کو نکاح کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی نکاح کے معاملے میں مدد کرنی چاہیئے۔ اور جو بے نکاح ہوں تو ان کا نکاح کرا دینا کارِ ثواب ہے اور اس سے معاشرہ میں امن و سکون رہتا ہے۔

نکاح کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

- ☆ نکاح کرنے سے الٰہی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے۔
- ☆ نکاح کرنے سے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
- ☆ نکاح کرنے سے انسان زنا، بدکاری اور حرام کاری سے بچ جاتا ہے۔
- ☆ نکاح کرنے سے انسان اپنے آدھے ایمان کو مکمل کر لیتا ہے۔
- ☆ نکاح کرنے سے مجامعت اور ہمبستری سے ثواب ملتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے اولاد اگر بچپن میں مرگئی تو روز قیامت والدین کے حق میں سفارش کرے گی اور اگر زندہ رہی نیک اور صالح اولاد ہوئی تو وہ جو بھی عمل صالح کرے گی تو والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

☆ نکاح کرنے سے معاشرہ میں عزّت ملتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے نفس کی خواہش پوری ہوتی ہے، دل کو سکون ملتا ہے اور زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے بیوی کا خرچ (نان ونفقہ) دینے پر شوہر کو ثواب ملتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت دینے پر ثواب ملتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے اولاد کے اخراجات یعنی نان ونفقہ کا اجر وثواب ملتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے میاں بیوی میں محبت ومودت پیدا ہوتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے معاشرہ میں فتنہ وفساد کم ہو جاتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے امور خانہ داری میں مدد ملتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے ناکح کو غلط کاریوں سے حفاظت مل جاتی ہے۔

☆ نکاح کرنے سے عبادت کرنے کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے جو اولاد ہوگی اس سے آپ ﷺ کی امّت میں اضافہ ہوگا اور اس پر آپ ﷺ فخر کریں گے جس پر ثواب ملے گا۔

☆ نکاح کرنے سے دنیا میں عزّت ملتی ہے اور آخرت میں نجات کا باعث ہے۔

☆ نکاح کرنے سے زوجین کی زندگی پُر لطف اور پُر سکون ہو جاتی ہے۔

نکاح کی شرائط: کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔انہیں شرائط نکاح کہتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ دو گواہ

☆ حق مہر

☆ ایجاب وقبول

(۱) گواہ: شرعی نکاح کرتے وقت دو گواہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ شرائط نکاح میں سے ایک اہم شرط ہے یعنی دو صالح اور نیک مسلمانوں کی گواہی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔

(۲) حق مہر: اسلامی شریعت میں بیویوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق مہر ہے جو شوہر کے ذمہّ لازم ہوتا ہے۔امام ابوحنیفہ امام اعظم نعمان ابن ثابت کے نزدیک حق مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم جو تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے۔اور عورت کو نکاح میں حق مہر دینے کی زیادہ کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔اپنی حیثیت سے کوئی مرد جتنا مہر چاہے دے سکتے ہیں اور حق مہر کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہوتا۔

نکاح کے وقت لڑکی کے والدین اور اعزا و اقارب کے لیئے ضروری ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا خیال رکھیں۔لڑکے کی حیثیت سے زیادہ مہر مقرر نہ کریں کہ جسے لڑکا ادا نہ کرسکے حقیقت یہ ہے کہ بیوی کا مہر تو شوہر کے ذمہّ ایک قرض ہوتا ہے جس طرح دوسرے قرض واجب الادا ہوتے ہیں اسی طرح مہر کی ادائیگی بھی مرد کے لیئے ضروری ہوتی ہے بعض لوگ شادی کرلیتے ہیں لیکن حق مہر ادا نہیں کرتے ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث پاک میں ہے ''جو شخص نکاح کرے اور حق مہر ادا کرنے کی نیّت نہ رکھتا ہو وہ زانی ہے''۔

نکاح کے وقت بزرگ اور دیندار حضرات کو چاہیے کہ مہر مناسب رکھیں جسے شوہر آسانی کے ساتھ ادا کرسکے۔حق مہر کی ادائیگی نکاح کے وقت ضروری نہیں ہے لڑکی کے مطالبہ پر ادا

کیا جا سکتا ہے حق مہر کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد خدووندی ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً 16ـ

پس تم جن عورتوں سے نکاح کروان کے مقرر مہر انہیں ادا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وَاٰتُو النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً 17ـ

اور تم عورتوں کے مہروں کو خوشی ادا کرو۔

حق مہر کی دو اقسام ہیں۔(۱) معجّل (۲) موٴجل

(۱) معجّل: جلدی دینا یعنی یہ حق مہر پہلی رات عورت سے مرد کو مجامعت سے قبل ادا کرنا ضروری ہے۔عورت کو مہر ادا کیئے بغیر مرد کے لیئے عورت کے ساتھ مجامعت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) موٴجل: عندالطلب۔یہ حق مہر کی وہ قسم ہے کہ جب عورت طلب کرے گی تو مرد مہر ادا کرے گا۔اس کے لیئے عورت نے نکاح کرتے وقت فوری ادائیگی کی شرط عائد نہیں کی ہے۔اس لیئے مرد کو منکوحہ سے مجامعت کرنا جائز ہوگا۔اور جب بھی عورت اپنا مہر طلب کرے گی جو مرد پر قرض ہے تو مرد پر لازم ہوگا کہ عورت کو اس کا مہر ادا کرے۔

(۳) ایجاب وقبول: نکاح کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہو۔جو پہلے کہے وہ ایجاب کہلاتا ہے اور اس کے جواب میں جو دوسرا بولے اسے قبول کہتے ہیں۔ایک کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیّت میں دے دیا تو یہ ایجاب ہے اور دوسرا اس کا یہ جواب دے کہ میں نے زوجیّت میں قبول کیا تو یہ قبول ہے۔ایجاب مرد وعورت دونوں کی طرف سے ہوسکتا ہے۔اسی طرح قبول بھی مرد وعورت دونوں کی طرف سے ہوسکتا ہے۔

مثال کے طور پر عورت کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیّت میں دے دیا تو یہ ایجاب

ہے اور مرد کہے کہ میں نے اپنی زوجیت میں تجھے قبول کر لیا تو یہ قبول ہے۔ اس ایجاب وقبول کے ساتھ مہر کا ذکر بھی آنا چاہیے۔

مثال: لڑکی عاقلہ اور بالغہ دو گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ میں نے اپنے آپ کو بعوض حق مہر ایک ہزار روپے عندالطلب یا معجّل رُوبَروان گواہوں کے تیری زوجیت میں دیا تو لڑکا یوں کہے کہ میں نے تجھے بعوض ایک ہزار روپے مہر کے اپنی زوجیت میں قبول کیا ہے۔ یہ ایجاب وقبول صریح الفاظ میں ہونا چاہیے۔ اور باآواز ہو تا کہ گواہ سنیں اور وہ ضرورت کے وقت گواہی بھی دے سکیں۔

خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے یا بعد میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ خطبہ پڑھنا سُنّت ہے سب لوگوں کے سامنے جو نکاح میں شریک ہوں پڑھنا چاہیے۔ یہ خطبہ مسنونہ مندرجہ ذیل ہے۔

خطبۂ نکاح

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّا بَعۡدُ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ . يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ۰

وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا ۰ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا.18 ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا .19 ۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ.20 ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۰ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.21 ۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .22 ۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَقَامٍ آخَرَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ.23 ۔

اللہ کے نام سے شروع جو بخشنے والا مہربان ہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے اور درود و سلام رسول اکرم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو اس کے بعد میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے لوگو اپنے

رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو ان کے مال اپنے مالو ں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو وہ تمہارے اعمال تمہارے لیئے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اے ایمان والو تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدّت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا نکاح کرنا میری سنّت ہے اور جس نے میری سنّت سے

منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی میرا امتی نہیں ہے)۔آپ ؐ کی ایک اور حدیث ہے فرمایا محبت کرنے والی عورتوں اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو اس لئے کہ تمہاری وجہ سے میں اور امتوں پر فخر کروں گا۔اللہ تعالیٰ سچا ہے اور بڑی ذات ہے۔اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سچ فرمایا۔

کھجوروں کی تقسیم کا مسنون طریقہ: حضرت فاطمہ کے نکاح پڑھنے کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کھجوروں کی تقسیم کا حکم دیا تھا اسی لیئے نکاح کے چھوہارے یا کھجوریں تقسیم کر دینا چاہیئے۔

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے نکاح کا واقعہ: حضرت مولانا عبد السلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ بیان فرمایا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت فاطمہؓ سے نکاح کا پیغام آپ کو دینے سے شرما رہے تھے۔اور رسول کریمؐ کی عظمت اور شان کی وجہ سے ان سے کلام کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ نبی کریمؐ نے خود ہی ان سے پوچھا کہ ''شاید تم فاطمہؓ سے منگنی کرنا چاہتے ہو''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ''جی ہاں'' تو رسول کریمؐ نے ان کی اس درخواست کو منظور فرمالیا نکاح کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر 15.1/2 سال اور حضرت علی کی عمر ۲۱ سال تھی۔نکاح کے وقت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ جا کر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دوسرے انصار کی ایک جماعت کو بلا لاؤ جب یہ حضرات آگئے تو آپؐ نے ان سب کے سامنے ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالبؓ سے کردوں لہٰذا تم سب گواہ رہو کہ میں نے فاطمہؓ کا نکاح علی سے چار سو مثقال چاندی پر کر دیا ہے۔ اگر علیؓ اس سے راضی ہوں۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا

''یارسول اللہ میں راضی ہوں''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کا ایک طبق منگوا کر حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر رخصت فرما دیا اور جہیز میں ایک چادر، ایک مشک (پانی کے لیئے) اور ایک چمڑے کا تکیہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں آپؐ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ وہ لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں آپؐ نے اس میں کلّی فرمائی اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ تم میری طرف منہ کرو پھر آپؐ نے اس پانی کو تبرکاً ان کے سینے پر اور سر پر تھوڑا سا چھڑک دیا اور یہ دُعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُبِکَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.

اے اللہ تو فاطمہؓ اور اسکی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے بچا

پھر آپؐ نے اس پانی کو حضرت فاطمہؓ کے شانے کے درمیان چھڑک دیا اور وہی دُعا فرمائی۔ پھر حضرت علیؓ سے پانی منگوایا اور یہی کام ان کے ساتھ بھی فرمایا اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ:

اُدْخُلْ بِاَهْلِکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْبَرْکَةِ. 24۔

بسم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے اہل کے پاس جاؤ

نکاح میں سادگی: مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی بہت سادگی سے کی گئی۔ آپؐ نے خود حضرت علیؓ سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا

جس پر انہوں نے ہاں میں جواب دیا اس سے معلوم ہوا کہ جس کی صاحبزادی اگر بلوغت کو پہنچ چکی ہو تو اس کے لیئے شرعاً یہ جائز ہے کہ جسے بہتر سمجھے اسے نکاح کا پیغام بھجوائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے پیغام نکاح دیا جائے تو ناکح کو بھی سوچ سمجھ کر بہتر اور مثبت جواب دینا چاہیئے۔ نیک اور اچھے خاندان والے رشتہ کو قبول کر لینا چاہیئے۔

جہیز کی لعنت کا خاتمہ: اسی طرح اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہیز کی جو موجودہ دور میں لعنت ہے اس سے بچنا چاہیئے کیونکہ اس سے لڑکی کے والدین اور معاشرے کے غریب لوگ اپنی بچیوں کی شادیاں نہیں کر سکتے اور اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں ان کی شادی نہیں ہو پاتی اور معاشرے میں برائیاں اور بیحیائیاں بڑھ جاتی ہیں۔

مسلم سوسائٹی میں لازم ہے کہ لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیں کہ لڑکے والے جہاں شادی کریں تو لڑکی والوں سے جہیز کی کوئی بھی ڈیمانڈ نہ کریں اس لئے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کی تھی تو جہیز میں ایک چادر، ایک مشک اور چمڑے کا تکیہ عطا فرمایا تھا۔ اگر والدین لڑکی کو اپنی حیثیت کے مطابق جہیز دیں لیکن زیادہ جہیز کا رواج ڈالنا، اپنی حیثیت سے زیادہ دینا یا لڑکے والوں کو لڑکی والوں سے ڈیمانڈ کرنا جائز اور مناسب نہیں ہے۔ اگر لڑکی کے والدین زیادہ جہیز دینا چاہیں تو شرعاً جائز ہے۔

شیرینی کی تقسیم: مذکورہ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد شیرینی بھی بانٹنا آپؐ کی سنّت ہے اور اس کے لیئے چھوہارے یا کھجور تقسیم کرنا چاہیئے تا کہ نکاح میں شریک افراد

بھی منہ میٹھا کریں اور شادی کرنے والے زوجین کو دعائیں دیں۔ اور یہ دعائیں زوجین کے حق میں ہمیشہ خوشی و مسرّت کا باعث بنیں گی۔

نکاح کرنا انسان کی ضرورت ہے: نکاح کرنا مرد و عورت کی ضرورت ہے اور اسلام مرد و عورت کو نکاح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی لئے ارشادِ خداوندی ہے:

فَانکِحُوا مَا طَابَ لَکُم مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ.25۔

پس نکاح کرو اپنی پسندیدہ عورتوں سے دو، تین اور چار

جب کوئی بھی مرد و عورت بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو انہیں شادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے حلال طریقے شریعت میں بتا دیئے گئے ہیں۔ اور وہ نکاح ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بھی اپنے صحابہ کو ارشاد فرمایا:

یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.26۔

اے نوجوانوں کی جماعت تم میں جسے بھی نکاح کی استطاعت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے کیونکہ یہ نظر کو نیچے رکھنے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو کوئی نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لیئے خواہشات نفسانی میں کمی کا باعث ہوگا۔

خواہشات نفسانی کے خاتمہ کا فطری طریقہ: حقیقت یہ ہے کہ جوانی کی خواہشات کو بجھانے کے لیئے ضروری ہے کہ فطری طریقہ کو اختیار کیا جائے اور نکاح کیا جائے پھر اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو حدیث پاک کی رُو سے یہ ہے کہ روزہ رکھا جائے اس لیئے کہ روزہ

ہی کے ذریعے نفسانی خواہشات میں کمی ہوگی اور شیطان کا مقابلہ بھی ہو سکے گا۔

نکاح کی حقیقت: نکاح ہی ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے ذریعے پیدا ہونے والی اولاد باعث افتخار ہوتی ہے اور اس سے بنی نوع انسان میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً.27۔

اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں میں سے بیویاں پیدا کیں اور پھر ان میں سے بچے اور پوتے پیدا کئے۔

نکاح کے ذریعے سے پیدا ہونے والی اولاد سے والدین دل و جان سے محبت کرتے ہیں، اچھی پرورش، تعلیم اور تربیت دیتے ہیں جبکہ ایسے مرد و عورت جو صرف نفسانی خواہشات بجھانے کے لیئے بدکاری کرتے ہیں ان میں باہمی محبت وقتی ہوتی ہے اس کے بعد ان میں کوئی محبت و پیار نہیں ہوتا۔ اگر ان سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو معاشرہ میں بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔ ایسے بچے والدین کی محبت و پیار اور شفقت سے بھی محروم رہتے ہین ان کی صحیح تعلیم، پرورش اور نگہبانی نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے ایسے بچے بے حیاء اور بدمعاش ہو جاتے ہیں اور معاشرہ خراب ہو جاتا ہے۔

نکاح کا فائدہ: نکاح کرنے سے انسان کو صحت بھی ملتی ہے اس لئے کہ اگر مادہ منویہّ نکلتا رہتا ہے اور پھر نیا مادہ پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے جس سے شادی شدہ صحت مند بھی رہتا ہے اور فطری طریقے سے اخراج نہ ہو۔ نے کی وجہ سے مادہ منویہّ خراب ہو جاتا ہے جس

کی وجہ سے بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔ جیسے سیلان وجریان وغیرہ جس کی وجہ سے مریض کمزور ہوجاتا ہے اور بدترین مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس لیئے اطباء بھی یہی کہتے ہیں جو اسلام کی تعلیمات ہیں کہ:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ.28۔

پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تم کو پسند ہو۔

نکاح باعث سکون ہے: نکاح کرنا سکون کا باعث ہوتا ہے نکاح سے پہلے عموماً آدمی کی زندگی معمول کے مطابق نہیں ہوتی جبکہ نکاح کرنے سے مرد وعورت کی زندگی معمول پر آجاتی ہے اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہر کام اپنے وقت پر کریں خصوصاً مرد وقت پر گھر آجاتے ہیں۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے لئے باعث سکون بنایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا.29۔

اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔

تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنے کی آپ کی تعلیم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نکاح فرمائے اور آپؐ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیھم اجمعین کو بھی شادی کرنے کا حکم دیا ہے ایک موقعہ پر آپؐ نے فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کی جائے۔

(۱) نماز کا جب وقت ہوجائے (۲) بچی کو جب حیض شروع ہوجائے (۳) اور جنازہ جب تیار ہوجائے۔

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: یہ کل پندرہ عورتیں ہیں ان میں سے بارہ عورتیں وہ ہیں کہ جن سے نکاح کرنا ہمیشہ حرام ہے اور تین

عورتیں وہ ہیں کہ زوجہ (بیوی) کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد ان سے نکاح کرنا جائز ہوجاتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ وَ عَمَّاتُكُمْ وَ خَالَاتُكُمْ وَ بَنَاتُ الْاَخِ وَ بَنَتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهَاتُكُمْ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً.30۔

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ پیتی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں۔اور تمہاری نسلی بیٹیوں کی بیبیاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں تیرہ عورتوں کا ذکر ہوا ہے جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور باقی دو عورتوں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے وہ یہ ہیں ایک بیوی کی پھوپھی اور دوسری اس کی خالہ یہ کل پندرہ عورتیں ہیں۔ان میں سے تین عورتیں ایسی ہیں جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیئے منع نہیں ہے ایک خاص وقت تک حرام ہے اس کے بعد جائز ہو جاتا ہے۔وہ یہ ہیں:

(۱) بیوی کی بہن (۲) بیوی کی پھوپھی (۳) بیوی کی خالہ بیوی کی زندگی میں اس کے ساتھ ان میں سے کسی کو نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔لیکن بیوی کے مرنے یا طلاق دینے کے

بعد پھر ان میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔31

طلاق

طلاق کے لفظی معنی چھوڑنا، طلاق کی تعریف یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایسے الفاظ کہہ دے کہ جس کی وجہ سے وہ نکاح کو ختم کر رہا ہو اسے طلاق کہتے ہیں۔ طلاق کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ اسلام نے طلاق دینے کو ناپسند کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ طلاق دینا اللہ کو بہت مبغوض (ناپسند) ہے۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس سے زمین و آسمان کانپنے لگتے ہیں۔ یعنی انسان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے طلاق دینا جائز رکھا ہے۔ اس لیئے کہ کبھی میاں بیوی کے مابین ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ طلاق کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے طلاق کو جائز رکھا ہے جن اقوام میں طلاق دینا منع ہے تو وہ لوگ ناپسندیدہ بیویوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیئے یا تو ان کو قتل کر دیتے ہیں یا زندہ جلا دیتے ہیں یا پھر خود عورت ہی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو ہلاک کر دیتی ہے جبکہ طلاق کے ذریعے اسے یہ اختیار مل جاتا ہے کہ اب وہ جہاں چاہے نکاح کرے اور بہتر زندگی بسر کرے۔ قرآن کریم کی ایک مکمل سورۃ جس کا نام سورۃ طلاق ہے اور بھی کئی مقامات پر طلاق کا ذکر موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ.32

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

ناپسندیدہ عمل: طلاق کو اللہ تعالیٰ بھی ناپسند فرماتا ہے حدیث پاک میں ہے:

عَنْ مَحَارِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ

اَبغَضَ اِلَیہِ عَنِ الطَّلاَقِ.33 ۔

حضرت محاربؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن امور کو مباح کیا ہے ان میں سب سے ناپسند عمل طلاق ہے۔

سنن ابی داؤد کی ایک حدیث ہے:

عَنْ اِبْنِ عُمَرُ عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ قَالَ بُغْضُ الْمَلاَلُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَّلَ الطَّلاَقِ.34 ۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو طلاق دینا ناپسندیدہ عمل ہے لیکن پھر بھی اسلام میں طلاق ہے تاکہ کوئی مرد یا عورت کسی وجہ سے ایک دوسرے کو ناپسند ہوں اور علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو وہ کرسکتے ہیں اس کے لیئے مرد کو طلاق دینے اور عورت کو خلع لینے کا اختیار ہے تاکہ علیحدگی کے بعد جہاں چاہیں نکاح کریں اور بہتر طور پر اپنی زندگی گذار سکیں۔

طلاق دینے کے طریقے: طلاق دینے کے اسلامی شریعت نے تین طریقے بیان کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

(۱) جس عورت کو طلاق دی جارہی ہو وہ ماہواری سے پاک ہو۔ اور بیوی سے ہمبستری کیئے بغیر رجعی طلاق دے پھر اس سے رجوع نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے۔ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے اندر رجوع کرنے کی گنجائش ہے اگر عدت گذر گئی تو دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الگ الگ تین طہروں میں تین طلاقیں دے عدت گذرنے کے بعد عورت بیوی نہیں رہے گی وہ حرام ہوجائے گی۔ اور بغیر شرعی حلالہ کے اس عورت سے

نکاح نہیں ہو سکے گا۔

(۳) تیسرا طریقہ طلاق دینے کا جسے طلاق بدعت بھی کہتے ہیں۔اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً شوہر، بیوی کو ماہواری (Mences) کی حالت میں طلاق دے یا ایسے طہر میں بیوی کو طلاق دے جس میں وہ بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ایک ہی لفظ سے، ایک ہی مجلس میں یا ایک ہی طہر میں بیوی کو تین طلاقیں دے۔ اسے طلاق بدعت (مغلظہ) کہتے ہیں۔ایسے طریقے پر طلاق دینے والا سخت گنہگار ہوتا ہے لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اب کسی شوہر نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو ایک واقع ہوگی اس نے دو طلاقیں اکٹھی دیں تو دو واقع ہونگی اور اگر اس نے اکٹھی اگرچہ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دیں تو تین ہی واقع ہونگی۔

<u>طلاق دینے کا صحیح طریقہ</u>: طلاق دینے کا صحیح طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب عورت ماہواری (Mences) سے فارغ ہو جائے تو مرد اس کے قریب نہ جائے اور اسے ایک طلاق رجعی دے دے۔ تو اس صورت میں جب عورت عدّت سے فارغ نہیں ہو جاتی تو تب تک طلاق مؤثر نہیں ہوگی بلکہ نکاح قائم رہے گا۔ اگر مرد نے عورت سے عدّت کے اندر رجوع نہ کیا تو عدّت کے ختم ہو جاتے ہی طلاق مؤثر ہو جائے گی۔ اور نکاح ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر دونوں مرد و عورت باہم صلح چاہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کریں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ.35۔

توان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں صلح میں اچھائی ہے۔

توان میں دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

<u>طلاق کی اقسام</u>: طلاق کی تین اقسام ہیں (۱) طلاق رجعی (۲) طلاق بائن (۳) طلاق مغلظ

(۱) طلاق رجعی: طلاق رجعی کی تعریف یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو ایک یا دو بار طلاق دے اور اس کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال نہ کرے جس کا مفہوم یہ ہو کہ وہ فوری طور پر نکاح ختم کر رہا ہے۔ طلاق رجعی کہلاتی ہے۔ طلاق رجعی میں مرد اپنی بیوی سے عدّت کے پورے ہونے تک جب چاہے رجوع کر سکتا ہے اور عورت بدستور مرد کے نکاح میں رہتی ہے اس طلاق کی عدّت ایک طہر تقریباً ایک ماہ ہے۔

طلاق رجعی میں عورت سے بغیر نکاح کے رجوع ہوتا ہے۔ رجوع کا مطلب یہ ہے کہ مرد زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا بیوی کے ساتھ صحبت کر لے تو رجوع ہو گیا عورت اب اس کی بیوی ہے۔

کسی شخص نے عورت کو طلاق رجعی دی اگر اس نے ایک طلاق رجعی دی تو اس کے پاس دو طلاقوں کا اختیار رہا اگر دو رجعی طلاقیں دیں تو اس کے پاس ایک طلاق کا اختیار رہا اور جب کبھی وہ شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق بھی دے گا تو عورت اس کے لیئے حرام ہوگی۔ اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت سے نکاح نہیں ہو سکے گا۔

(۲) طلاق بائن: طلاق بائن کی تعریف یہ ہے کہ کسی مرد نے اپنی بیوی کو گول مول الفاظ میں یعنی (کنایہ کے الفاظ) میں طلاق دی ہو یا طلاق کے ساتھ کوئی ایسی صفت ذکر کی ہو جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو مثلاً یوں کہے کہ تجھ کو سخت طلاق یا کہے کہ لمبی چوڑی طلاق طلاق بائن ہوگی۔ طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ اس سے بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور مرد کو اس سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہتا۔ لیکن عدت کے اندر بھی اور عدّت ختم ہونے پر بھی عورت سے اس مرد کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

(۳) طلاق مغلّظہ: طلاق مغلّظہ کی تعریف یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دے اس صورت میں بیوی ہمیشہ کے لیئے اس پر حرام ہو جائے گی۔ وہ طلاق ایک لفظ کے ساتھ، ایک مجلس میں یا ایک طہر میں دی ہوں۔ واقع ہو جائیں گی۔ طلاق مغلّظہ کے بعد

عورت بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ اس مرد سے جس کے پہلے نکاح میں تھی دوبارہ نکاح نہیں کرسکتی۔ عورت کے لیئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنی عدّت تین حیض جو تین ماہ دس دن ہے گذرنے کے بعد کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور اگر وہ طلاق دے دے تو پھر پہلے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ .وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ.36۔

پھر اگر اسے (عورت کو تیسری) طلاق دے تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ پھر اگر وہ دوسرا (خاوند) اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر وہ دونوں سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لیئے۔

حلالہ

جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دے کر اسے اپنے لئے حرام کرلیتا ہے تو وہ عورت بغیر کسی دوسرے مرد سے نکاح کئے اور اس سے طلاق لیئے پہلے والے مرد کے لیئے حلال نہیں ہوگی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ عورت (عدّت) گذرنے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد دوسرا شوہر اس سے صحبت کرے پھر اگر وہ مرجائے یا خود طلاق دے دے اور اس عورت کی عدّت گذر جائے تب ہی یہ عورت پہلے والے شوہر کے لیئے حلال ہوگی۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا

فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَاِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ.37ـ

پھر اگر اسے (عورت کو تیسری) طلاق دے تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر اگر وہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ وہ آپس میں مل جائیں۔ اگر وہ دونوں سمجھتے ہوں کہ وہ اللہ کی حدود پر قائم رہیں گے۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مطلقہ کا نکاح پہلے شوہر سے تب ہوگا جب کہ وہ عورت عدّت گذرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی اور وہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے اور عورت کی عدّت گذر جائے پھر اس کے لیئے جائز اور حلال ہوگا کہ پہلے شوہر سے نکاح کرے اور اس کی بیوی بنے۔ زبردستی طلاق لینے سے احادیث میں منع آیا ہے اور ایسے لوگوں پر جو کہ اس شرط پر حلالہ کروائیں کہ مرد عورت سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دے دے گا احادیث میں لعنت فرمائی گئی ہے۔38 پھر بھی اگر دوسرا شوہر عورت کو صحبت کرنے کے بعد طلاق دے دیتا ہے تو عدّت گذرنے کے بعد وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اور اس کے لیئے حلال ہے۔ اگر صحبت کیئے بغیر اس نے طلاق دی یا اس سے طلاق لی گئی تو وہ عورت پہلے والے شوہر کے لیئے حلال نہیں ہوگی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

عن عائشه قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرءته يعني ثلاثا فتزوجت زوجاً غيره فدخل بها ثم طلّقها قبل اَن يواقعها اَتحِلّ لزوجها الاوّل قالت قال النبى صلى الله عليه وسلم لا تحل للاوّل حتىٰ تذوق عسيلة الأخرو يذوق عُسليتها. 39ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور اس عورت

نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا وہ اس کے پاس گیا مگر اس نے جماع سے قبل ہی اس کو طلاق دے دی تو کیا اب وہ پہلے شوہر کے لیئے حلال ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا وہ عورت پہلے شوہر کے لیئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک وہ دوسرے شوہر سے اور وہ شوہر اس سے لذّت جماع حاصل نہ کر لے۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ عورت کو پہلے شوہر سے نکاح کرنے کے لئے صرف نکاح ثانی کافی نہیں ہے بلکہ دوسرے شوہر کے ساتھ صحبت بھی ضروری ہے اور پھر جب وہ خود طلاق دے دے یا مر جائے اور عورت کی عدّت گذر جائے تو پھر پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

خلع

مرد سے خلع لینا عورت کا حق ہے جس طرح مرد کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ جب کسی وجہ سے وہ مرد سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہے اور مرد اسے طلاق دینے پر راضی نہیں ہے تو وہ خلع حاصل کرے گی۔

خلع کے معنیٰ: خلع کی معنیٰ اتارنے کے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ عورت اپنے گلے سے نکاح کا بندھن اتار دے اللہ تعالیٰ نے مرد کی برابری کا حق عورت کو عطا فرمایا ہے۔ خلع لینا عورت کا حق ہے اسلام نے مرد کو طلاق کا حق اور عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ خلع کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ .40

اور تمہارے لیئے حلال نہیں کہ تم مہر میں سے کچھ واپس لو مگر یہ کہ دونوں اللہ کی حدود

قائم نہ کرنے سے ڈرتے ہوں۔ پس اگر تم اللہ کی حدود قائم نہ کرنے سے ڈرتے ہو تو کوئی حرج نہیں کہ بیوی فدیہ (حق مہر واپس) دے کر خلع حاصل کر لے۔

واضح رہے کہ مرد جب اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو اس سے حق مہر واپس نہیں لے گا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْ خُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا.41 ۔

"اور تمھارے لیئے (شوہروں کے لئے) جائز نہیں کہ جو (حق مہر) تم انہیں (اپنی بیویوں) کو دے چکے ہو اس میں سے بھی واپس لے لو۔

اسی طرح جب کوئی عورت اپنے مرد سے خلع (طلاق) لے گی تو وہ بھی مرد سے نکاح کے وقت مقرر کیا ہوا اور اس سے لیا ہوا حق مہر مرد کو واپس کرے گی۔ جیسا کہ مذکورہ آیت سے بھی ثابت ہو چکا ہے اسی طرح حدیث پاک میں بھی ہے۔

عن عكرمه عن ابن عباس ان امراة ثابت بن قيس اتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ثابت بن قيس ما اعتب عليه في خلق وّ لا دين وّ لكن اكره الكفر في الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه اتزدّين عليه حديقته قالت نعم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقبل الحديقة وطلقها تطليقة.42 ۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھے ان کے (ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی (اس لیے ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت ادا نہیں کر سکتی) اس پر آپؐ نے ان سے فرمایا کیا تم

ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ھاں آپؐ نے (ثابتؓ بن قیس) سے فرمایا کہ باغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

مذکورہ حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ عورت کو خلع کا حق حاصل ہے اور جب کوئی عورت اپنے شوہر سے خلع لے گی تو اس سے لیا ہوا حق مہر واپس کرے گی۔ اگر کوئی خاوند بیوی سے ناراض ہے اور وہ بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہے لیکن اسے تنگ بھی کرتا ہے تا کہ حق مہر وہ واپس لے لے اور عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے خلع لے تا کہ حق مہر عورت سے وصول کرے تو یہ مرد کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ ھاں اگر شوہر بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا لیکن خود عورت رہنا نہیں چاہتی تو وہ حق مہر واپس دے کر خلع لے لے تو یہ جائز اور صحیح ہے۔

عورت کو بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی وجہ کے مرد سے خلع طلب کرے اگر کسی کے بہکاوے پر وہ اپنے مرد سے خلع لے گی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایسی عورت جنّت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گی۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما باسُ فحرام عليها رائحةالجنة.43۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو عورت بلا وجہ شوہر سے طلاق طلب کرے تو اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔

خلع حاصل کرنے کا طریقہ: عورت کو خلع لینے کا حق ہے اور اس کے لیئے ضروری نہیں ہے کہ عورت عدالت میں جائے بلکہ ایک دوسرے سے باہمی بات چیت کے ذریعے بھی خلع لیا جا سکتا ہے اگر کسی عورت کا خاوند اس کے خلع لینے پر راضی نہ ہو تو وہ عدالت کی طرف رجوع کرے گی اور مرد عورت سے وہ مہر لینے کا حقدار ہوگا جو اس نے نکاح میں دیا تھا اس

سے زیادہ حق مہر طلب نہیں کرے گا اس لیئے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مرد عورت کے خلع طلب کرنے پر زیادہ حق مہر طلب نہ کرے۔ وَلاتزدمہر سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرو۔44

طلاق اور خلع میں فرق: طلاق اور خلع میں فرق یہ ہے کہ طلاق کا حق مرد کو حاصل ہے اور خلع لینے کا حق عورت کو حاصل ہے۔ خُلع کا مطالبہ عموماً عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ عورت کے خلع لینے سے اس کا حق مہر ساقط ہو جاتا ہے۔ مرد جب عورت کو طلاق دے گا تو اس سے حق مہر واپس نہیں لے گا۔ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے خلع لے گی تو شوہر کے لیئے طلاق کا لفظ بولنا لازم نہیں ہے عورت شوہر سے یہ کہے کہ میں خلع چاہتی ہوں تو اس کے جواب میں شوہر کہے کہ میں نے خلع دے دیا تو خلع ہو گیا۔ خلع سے طلاق بائن واقع ہو گی اب مرد کو عورت سے رجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں ہو گا لیکن دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ اس لیئے کہ طلاق بائن واقع ہوئی تھی۔ اور طلاق بائن کے بعد رجوع نکاح کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔

ولیمہ کا بیان

شادی کر لینے کے بعد زوجین جب پہلی شب خلوت میں گذار لیتے ہیں تو دعوت ولیمہ کرنا ان کے لیئے سنّت ہے تاکہ شب خلوت بسر کرنے کی خوشی میں غرباء، دوست احباب اور رشتہ داروں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلائیں۔ دعوت ولیمہ کا خاص خیال رکھا جائے اور ان کو دعوت ولیمہ میں شامل کیا جائے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی شادی کر لینے کے بعد دعوت ولیمہ کی ہے اور صحابہ کرام کو بھی دعوت ولیمہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

دعوت ولیمہ اور علماء کی آراء: اکثر علماء کے نزدیک دعوت ولیمہ کرنا سنّت ہے بعض نے مستحب، اور بعض نے واجب بھی کہا ہے۔ اسی طرح بعض علماء نے نکاح کرنے کے بعد

بعض نے صحبت کر لینے کے بعد اور بعض علماء نے نکاح اور صحبت کر لینے کے بعد ولیمہ کرنے کو کہا ہے۔ دعوت ولیمہ اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق کرنا چاہیئے اگر چہ وہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ دعوت ولیمہ کرنا اور اس میں شریک ہونا کارِ ثواب ہے۔ دعوت ولیمہ کا ثبوت احادیث کی مختلف کتب میں موجود ہے اور وہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حدثنا سلیمٰن بن حرب حدثنا حماد عن ثابت عن انس قال ما اولم النبی صلّی الله علیه وسلّم علیٰ شیءٍ مّن نّسآئہٖ ما اولم علیٰ زینب اولم بشاۃٍ.45۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینب کے برابر کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کھلایا کیونکہ ایک بکری کا ولیمہ تھا۔

حدثنا مسدّد عن عبدالوارث عن شعیب عن انس انّ رسول الله صلّی الله علیه وسلّم اعتق صفیة وتزوّجها وجعل عتقها صداقها و اولم علیها بحیس.46۔

ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے ان سے شعیب نے ان سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صفیہ کو آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا اور ان کے ولیمہ میں مالیدہ کھلایا۔

دعوت ولیمہ میں شرکت کی نبوی تعلیم: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امت کو دعوت ولیمہ کو قبول کرنے اور اس میں شرکت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

حدثنا عبدالله بن یوسف اخبرنا مالک عن نافع عن عبدالله بن

عمر ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال اذا دعی احدکم

الی الولیمۃ فلیأ تھا.47۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے خبردی ان

سے نافع نے ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے کہ حضور صلّی اللہ علیہ

وسلّم نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی دعوت ولیمہ کے لیئے بلائے تو ضرور جاؤ۔

غرباء کو دعوت ولیمہ میں شریک کرنے کی نبوی تعلیم: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعوت ولیمہ میں غرباء کو شریک کرنے کی تاکید فرمائی ہے آپؐ نے ایسی دعوت ولیمہ کو جس میں غرباء کو شریک نہ کیا گیا ہو شر الطّعام قرار دیا ہے اور دعوت ولیمہ میں شرکت نہ کرنے کو اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی قرار دیا ہے۔ حدیث شریف ہے:

حدثنا عبداللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن ابن شھاب عن

الاعرج عن ابی ھریرہ انہ کان یقول شر الطعام طعام الولیمۃ

یُدعیٰ لھا الا غنیآء ویترک الفقرآء ومن ترک الدعوۃ

فقدعصی اللہ ورسولہ صلّی اللہ علیہ وسلّم .48۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں مالک نے خبردی ان

سے ابن شھاب نے ان سے اعرج نے ان سے ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

بیان کیا کہا کہ جس دعوت ولیمہ میں امراء کی دعوت ہو اور غرباء نہ بلائے جائیں تو

وہ کھانا سب سے زیادہ بُرا ہے۔ اور یہ کہ جو شخص دعوت ولیمہ کو چھوڑ دے تو گویا

اس نے اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی۔

دعوت ولیمہ میں بیوی بچوں کو ساتھ لیکر جانا جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

حدثنا عبد الرحمٰن بن المبارک حدثنا عبد الوارث حدثنا عبد

العزيز ابن صهيب عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال ابصر النبي صلّى الله عليه وسلّم نسآء و صبيانا مقبلين من عرس فقام ممتنا فقال اللّٰهم انتم من احبّ النّاس الي.49۔

ہم سے عبدالرحمٰن مبارک نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی جو صہیب کے بیٹے ہیں۔ ان سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک مرتبہ انصار کی عورتوں اور بچوں کو دعوت ولیمہ سے آتے دیکھ کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خوشی کے باعث ٹھہر گئے اور فرمایا خدایا! تم لوگ مجھے اور آدمیوں سے زیادہ محبوب ہو۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو زرد نشانات والے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اور پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ شادی کی ہے تو آپؐ نے انہیں ولیمہ کی دعوت کرنے کو فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے

عن انس بن مالك انّ عبدالرحمٰن بن عوف جآء الىٰ رسول صلّى الله عليه وسلّم و بہٖ اثر صفرة فسا ء له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فا خبره انه تزوّج فقال له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كم سقت اليها؟ فقال زنة نواة من ذهب فقال له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم اولم ولو بشاة. 50۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زرد نشانات تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ شادی کر لی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا مہر دیا ہے؟ عرض گذار ہوئے کہ گٹھلی کے برابر سونا پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک بکری کا ہو۔

احادیث کی رو سے ولیمہ کی دعوت قبول کر لینی چاہیے۔

عن مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمران رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال اذا دُعی احد کم الیٰ ولیمۃ فلیتا تھا.51۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے جانا چاہیے۔

دعوت ولیمہ میں غرباء کو بھی شریک کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

عن الاعرج عن ابی ھریرۃ انّہ کان یقول شرا لطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لھا الاغنیاء ویترک المساکین ومن لم یات الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ .52۔

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بُرا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریب چھوڑ دیئے جائیں اور جو دعوت میں حاضر نہ ہو تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ شادی کرنے اور شب خلوت گذارنے کے بعد مرد کو چاہیئے کہ دعوت ولیمہ کا اہتمام کرے اور وہ دعوت ولیمہ میں اپنے دوستوں، عزیزوں، غرباء اور فقراء کو ضرور شریک کرے۔ دعوت ولیمہ اپنی حیثیت کے مطابق ہر شخص کرے اگر کوئی امیر آدمی ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق لیکن اگر کوئی غریب آدمی ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق ولیمہ کرے۔ دعوت ولیمہ کو قبول کرنا چاہیئے اور اگر کوئی دعوت ولیمہ کو قبول نہیں کرتا، اس میں شریک نہیں ہوتا تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حدیث کی رو سے اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کرنا ہے۔

جہیز

جہیز کی معنیٰ اور تعریف: جہیز کے لفظی معنیٰ اسباب اور سامان کے ہیں۔ جہیز وہ سامان ہے جو والدین بیٹی کو شادی میں دیتے ہیں۔53 والدین کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا جائز ہے اور یہ بیٹی سے محبت کی علامت ہے۔ ہاں والدین بیٹی کو شادی میں جو جہیز دیں اس میں نمود و نمائش نہیں ہونی چاہئے جس طرح سے آج ہمارے معاشرے میں نمود ونمائش سے کام لیا جاتا ہے۔ جہیز کا سامان عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم نے اتنی اتنی اشیاء بیٹی کہ جہیز میں دی ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے اور نامحرم کو بھی بیٹی کے کپڑے برتن اور زیورات دکھانا بھی غلط ہے۔

جہیز والدین کی طرف سے تحفہ ہے: جہیز تو والدین کی طرف سے بیٹی کے لیئے تحفہ ہوتا ہے جس کا دینا والدین کے لیئے کار ثواب ہے لیکن وہ والدین جو نمود ونمائش سے کام لیتے ہوئے یہ جہیز نامحرم کو بھی دکھائیں گے یقیناً ثواب سے محروم رہ جائیں گے۔ والدین اپنی خوشی سے جو بھی بیٹی کو جہیز دیں لڑکے والوں کو چاہیئے کہ وہ قبول کرلیں۔

لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں دلہن کے والدین سے جہیز زیادہ طلب کیا جاتا ہے اور اس کے لیئے ایک لسٹ تیار کر کے لڑکی والوں کو بھیجی جاتی ہے اگر لڑکی کے والدین اس لسٹ کے مطابق سامان دینے پر تیار ہیں تو رشتہ قبول کرلیا جاتا ہے ورنہ رشتہ رد کر دیا جاتا ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دولہا والے دلہن کے والدین سے معلوم کرتے ہیں کہ کتنا جہیز ملے گا؟ اگر دولہا والوں کو یہ معلوم ہوا کہ جہیز ان کی چاہت کے مطابق ملے گا تو رشتہ قبول کر لیتے ہیں اگر یہ معلوم ہوا کہ جہیز کم ملے گا تو اس رشتہ سے وہ انکار کر دیتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ غریب والدین کے لیئے اپنی بیٹیوں کا رشتہ کرنا کتنا مشکل ہے؟ والدین کے لئے اپنی بیٹیوں کو جہیز دینا جو باعث ثواب تھا اب ہمارے معاشرے میں بگاڑ اور خرابی کی وجہ سے باعث عذاب بن گیا ہے۔ معاذ اللہ

زیادہ جہیز کی لعنت کی وجہ سے کئی بچیاں نکاح کرنے سے محروم ہیں اور شادی کے انتظار میں بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیئے خاندان کے بزرگ، علماء اور حکمرانوں کو توجہ دینی چاہیئے تا کہ لوگ جہیز کے طلبگار نہ بنیں بلکہ جہیز طلب کرنے سے انکار کر دیں اور بغیر جہیز کے رشتہ قبول کر لیں۔

<u>جہیز دولہن کی ملکیت ہے</u>: جہیز دولہن کا مال ہوتا ہے۔ خواہ وہ دولہن کے والدین یا دولہا کے والدین کی طرف سے ملا ہو وہ دولہن کی ملکیت ہے۔ اب دولہن کی اجازت کے بغیر اس کا استعمال یا اس سے استفادہ حاصل کرنا دولہا کے لیئے جائز نہیں ہے۔ ہاں دولہن کے اجازت سے دولہا جہیز کو استعمال بھی کر سکتا ہے اور تصرف میں بھی لا سکتا ہے۔ اب اگر جہیز استعمال کی وجہ سے گھس جاتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے یا خراب ہو جاتا ہے تو مرد پر لازم نہیں کہ وہ خرید کر دے اور نقصان کو پورا کرے کیونکہ مرد نے عورت کی اجازت سے سامان کو استعمال کیا ہے۔ لیکن اگر مرد اپنی خوشی سے بیوی کو سامان دلاتا ہے اور نقصان کو پورا کرتا ہے تو یہ بھی صحیح ہے اور اچھی بات ہے۔

لڑکی والوں سے جہیز طلب کرنا صحیح نہیں ہے: برصغیر میں جہیز کی جو رسم ہے صحیح نہیں ہے اس لیئے کہ لڑکے والے زیادہ سے زیادہ جہیز کے طالب نظر آتے ہیں۔اور جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ ہمارے معاشرتی حالات و واقعات کی وجہ سے پریشان ہوجاتے ہیں اور ان کے گھر میں خوشی کے بجائے صف ماتم بچھ جاتی ہے یہاں تک کہ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی اس کے والدین کو جہیز کی فکر لاحق ہوجاتی ہے اور وہ جہیز کا سامان جمع کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ کہ والدین لڑکی کی پرورش، تعلیم، اور بھاری جہیز بھی دے کر شادی کریں اور بہت سے ایسے والدین ہیں جو نہایت غریب ہوتے ہیں لیکن بیٹی کا جہیز قرض لیکر بھی دیتے ہیں اور پھر وہ سالہا سال تک قرض ادا کرتے کرتے پریشانی کے عالم میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ اتنا ابتر ہے کہ جہیز کی مطلوبہ مقدار نہ ہونے کی وجہ سے شادیاں بھی ملتوی ہو جاتی ہیں۔اور بعض لڑکے والے تو لڑکی والوں کی طرف سے مطلوبہ مقدار جہیز نہ ہونے کی بناء پر منگنی بھی توڑ دیتے ہیں یہ بڑے ظلم کی بات ہے اور وعدہ خلافی بھی ہے جب کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡئُوۡلاً۔54

اور وعدہ کو پورا کرو بے شک وعدہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

جہیز ایک تحفہ ہے جو دولہن کو والدین کی طرف سے ملتا ہے دولہا والوں کو چاہئے کہ وہ دولہن والوں سے جہیز کی ڈیمانڈ (Demand) نہ کریں بلکہ جو جہیز وہ خوشی سے اپنی بیٹی کو دیں دولہا والے اسے لے لیں اسی طرح لڑکی والوں کے لیئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ دولہا والوں سے ان کی حیثیت سے زیادہ حق مہر اور سامان وغیرہ طلب کریں۔صبر سے کام لیں

صبر کا بڑا اجر وثواب ہے۔ اور ظاہری معیار زندگی کے لیئے دولہا کو پریشان نہ کیا جائے اگر ایسا کیا گیا تو زوجین کی زندگیاں خوشگوار گذرنے کے بجائے برباد ہو جائیں گی۔

بیوی کا نان ونفقہ مرد کی ذمہ داری ہے: اللہ تعالیٰ نے مرد کو بیوی کے اخراجات پورا کرنے کی وجہ سے فضیلت عطاء کر دی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ.55۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیئے کہ اللہ نے ان کو ایکدوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیئے کہ یہ (مرد) ان (عورتوں) پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے گھر کے سارے خرچ واخراجات کرنا مرد کی ذمہ داری لگادی ہے تو دولہا والوں کو چاہئے کہ وہ دولہن والوں سے جہیز کی ڈیمانڈ نہ کریں اور مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہتر ہے مرد کی شادی اس وقت کی جائے جب وہ گھر کے اخراجات کرنے کے قابل ہو جائے۔

جہیز لڑکی کی وراثت کے حصّہ سے دینا صحیح نہیں ہے: بعض لوگ بیٹی کو جہیز اس کی وراثت کے حصہ دیتے ہیں حالانکہ والدین جو بیٹی کو جہیز کا سامان دیتے ہیں تو وہ ان کی طرف سے تحائف ہوتے ہیں اس جہیز کو دولہن کی وراثت سے دینا صحیح نہیں ہے۔ وراثت ورثا کے حوالے کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ مال وراثت سے ورثا میں سے کسی کو محروم کرنا گناہ کبیرہ ہے جو وراثت کے ادا کیئے بغیر معاف نہیں ہے۔ بعض لوگ لڑکی کو شادی کے وقت جہیز دے کر وراثت سے محروم کر دیتے ہیں جبکہ وہ لڑکے کو بھی شادی کے وقت سامان

وغیرہ دیتے ہیں لیکن اسے وراثت سے محروم نہیں کرتے یہ لڑکیوں کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی اور ظلم ہے۔ جب کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَا اٰتُوا حَقَّهٗ.56۔

اور حق والوں کو ان کا حق دو۔

<u>بیٹیوں کو جہیز برابر دیا جائے:</u> عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض والدین کسی وجہ سے ایک بیٹی کو زیادہ جہیز اور دوسری کو کم جہیز دیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے والدین کو چاہئے کہ بیٹیوں کو جہیز کا سامان وغیرہ برابر دیں اس لیئے کہ اسلامی شریعت میں اولاد کر برابر رکھنا والدین پر لازم ہے۔ اور لڑکی کو بھی کسی قسم کا سسرال والوں کی طرف سے طعنہ نہ ملے اور نہ خود دولہن ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو کہ میرے والدین نے میری بہنوں کو مجھ سے زیادہ جہیز دیا ہے اور مجھے کم دیا ہے۔ اگر کسی وجہ سے بیٹیوں کو جہیز دینے میں فرق آجائے تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ جس بیٹی کو جہیز کم دیا ہے اس کمی کو پورا کریں۔

<u>دولہا والوں کو جہیز میں دیئے گئے تحائف قبول کر لینے چاہئیں:</u> بعض لوگ دولہن والوں سے جہیز لینے سے انکار کر دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن دولہن کے والدین کو چاہئے کہ بیٹی کو کچھ نہ کچھ جہیز کا سامان ضرور دیں دولہا والوں کو بھی دلہن کے جہیز میں دیئے گئے تحائف قبول کر لینے چاہئیں۔ اس لئے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں تحائف دیئے تھے۔ جیسا کہ سنن نسائی میں ہے

اخبرنا نصير ابن الفرج قال حدثنا ابو اسامه عن زائدة قال حدثنا عطاء ابن السائب عن ابيه عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال جهّز رسول الله صلّی الله علیه وسلّم فاطمه فی فحمیدٍ و قربة وو

سادة حشوها اذخر. 57۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو جہیز میں ایک سیاہ چادر ایک مشک اور تکیہ میں اذخر کا گھاس بھرا ہوا دیا تھا۔

ہمارے معاشرے میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لوگوں میں وٹے سٹے کی شادی ہوتی ہے ان میں بعض لوگ اپنی بیٹی کو جو جہیز میں سامان دیتے ہیں تو دوسرے سے بھی کہتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو برابر سامان دیں اور ویسا سامان دیں جیسا کہ ہم نے سامان دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اسلام ہمارے لیئے آسانیاں پیدا کرتا ہے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دوسروں کے لیئے آسانیاں پیدا کریں نہ کہ کسی کو مشکل میں ڈال دیں۔ مثلاً (الف) نے اپنی بیٹی کو ایک لاکھ روپے کا جہیز دیا اور یہ جہیز دینا اس کے لیئے آسان اور اس کے حیثیت کے مطابق تھا لیکن (ب) جس کی حیثیت نہیں ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو ایک لاکھ روپے کا جہیز دے تو اس کو مشکل میں ڈالنا کہ اگر رشتا کرنا ہے تو ایک لاکھ روپے کے جہیز کا بندوبست کرے ورنہ رشتہ نہیں کریں گے تو میرے خیال میں یہ صحیح عمل نہیں ہے اور نہ ہی اسلام اسے پسند کرتا ہے ہاں جس کی جتنی توفیق ہو وہ اپنی بیٹی کو جہیز دے بیٹے والوں کے لیئے ایسی صورت پیدا کرنا بہتر ہے کہ اپنی مرضی سے والدین جو چاہیں اپنی بیٹی کو جہیز دیں یہ بہتر طریقہ ہے اور رشتے بھی انجام پائیں گے۔

حوالہ جات

(۱)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر3

(۲)القرآن،سورۃ النور،آیت نمبر32

(۳)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر232

(۴)اسلامی خطبات،مولانا عبدالسّلام بستوی،جلد دوم،صفحہ 371

(۵) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل،مترجم مولانا ظہور الباری اعظمی،جلد سوم،صفحہ 42،دارالاشاعت، کراچی 1985ء

(۶) صحیح بخاری محمد بن اسماعیل،مترجم مولانا ظہور الباری اعظمی،جلد سوم،صفحہ 43

(۷) صحیح بخاری محمد بن اسماعیل،مترجم مولانا ظہور الباری اعظمی،جلد سوم،صفحہ 43

(۸) صحیح بخاری محمد بن اسماعیل،مترجم مولانا ظہور الباری اعظمی،جلد سوم،صفحہ 44

(۹)سنن ابی داوٗد (جلد دوم) امام ابوداوٗد،(اردو) صفحہ 104،دارالاشاعت کراچی 1994ء

(۱۰)سنن ابی داوٗد (جلد دوم) امام ابوداوٗد،(اردو)،صفحہ 104،دارالاشاعت کراچی 1994ء

(۱۱)سنن ابی داوٗد،(جلد دوم)،امام ابوداوٗد،صفحہ 104-103

(۱۲) سنن ابی داوٗد،(جلد دوم)،امام ابوداوٗد،صفحہ 105

(۱۳)سنن ابی داوٗد،(جلد دوم)،امام ابوداوٗد،اردو،صفحہ 116

(۱۴)سنن ابی داوٗد،(جلد دوم)،امام ابوداوٗد،اردو،صفحہ 120

(۱۵) صحیح بخاری جلد سوم،امام محمد بن اسماعیل بخاری،مترجم اردو،صفحہ 74

(۱۶)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر24

(۱۷)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر4

(۱۸)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت 4 - 1

(۱۹)القرآن،سورۃ الاحزاب،آیت نمبر 70،71

(۲۰)القرآن،سورۃ الحجرات،آیت نمبر13

(۲۱)القرآن،سورۃ التغابن،آیت نمبر11-9

(۲۲)اسلامی خطبات،مولانا عبدالسلام بستوی،جلد دوم،صفحہ383

(۲۳)سنن ابی داؤد،جلد دوم(اردو)امام ابوداؤد،مترجم مولانا سردار احمد قاسمی،صفحہ 1105

(۲۴)اسلامی خطبات جلد دوم،مولانا عبدالسّلام بستوی،صفحہ84-383،مکتبہ السّلفیہ،لاہور،ندارد

(۲۵)القرآن،سورۃ النسآء،آیت نمبر3

(۲۶)صحیح بخاری(جلد سوم)اردو،امام محمد بن اسماعیل بخاری،صفحہ44-43

(۲۷)القرآن،سورۃ النّحل،آیت نمبر72

(۲۸)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر3

(۲۹)القرآن،سورۃ الرّوم،آیت نمبر21

(۳۰)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر23

(۳۱)کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن،مولانا احمد رضا،مکتبہ رضویہ آرام باغ،کراچی1330ھ

(۳۲)القرآن،سورہ البقرۃ،آیت نمبر229

(۳۳)سنن ابوداؤد،جلد سوم،ترجمہ مولانا سرور احمد قاسمی،صفحہ147،دارالاشاعت،کراچی1944ء

(۳۴)سنن ابوداؤد،جلد سوم،ترجمہ مولانا سرور احمد قاسمی،صفحہ147،دارالاشاعت،کراچی1944ء

(۳۵)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر128

(۳۶)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر230

(۳۷)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر230

(۳۸)آپ کے مسائل اوران کا حل،جلد5،مولانا محمد یوسف لدھیانوی،صفحہ233،مکتبہ لدھیانوی،
کراچی1998ء

(۳۹)سنن ابی داؤد،(جلد سوم)(اردو)امام ابوداؤد سلیمان،صفحہ119

(۴۰)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر229

(۴۱)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر229

(۴۲) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،(جلد سوم)اردو،صفحہ133

(۴۳)سنن ابی داؤد،امام ابی داؤد سلیمان،جلد سوم(اردو)صفحہ165

(۴۴)مسنون شادی،محمد یوسف طیبی،صفحہ123،دارالاندلس،لاہور،2004ء

(۴۵) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،صفحہ 86،جلد سوم،مترجم مولانا ظہور الباری

(۴۶) صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،صفحہ87-86،جلد سوم،مترجم مولانا ظہور الباری

(۴۷) صحیح بخاری،امام بخاری،صفحہ 87،جلد سوم،مترجم مولانا ظہور الباری

(۴۸) صحیح بخاری،امام بخاری،صفحہ89 - 88،جلد سوم،مترجم مولانا ظہور الباری

(۴۹) صحیح بخاری،امام بخاری،صفحہ 89،جلد سوم،مترجم مولانا ظہور الباری

(۵۰)موءطا امام مالک،امام مالک،صفحہ34 - 433،مترجم مولانا عبدالحکیم،فرید بک اسٹال لاہور،1983ء

(۵۱)موءطا امام مالک،امام مالک،صفحہ433،مترجم مولانا عبدالحکیم،فرید بک اسٹال لاہور،1983ء

(۵۲)موءطا امام مالک،امام مالک،،صفحہ433،مترجم مولانا عبدالحکیم،فرید بک اسٹال لاہور،1983ء

(۵۳)فیروز اللغات،فیروز سنز،کراچی،صفحہ نمبر269

(۵۴)القرآن،سورۃ بنی اسرائیل،آیت نمبر34

(۵۵)القرآن،سورۃ النسآء،آیت نمبر33

(۵۶)القرآن،سورۃ الانعام،آیت نمبر141

(۵۷) سنن نسائی ، امام عبد الرحمٰن نسائی، جلد دوم، صفحہ 355 ، مترجم مولانا فضل احمد دارالاشاعت کراچی،ندارد

حصہ ششم

عزل کا بیان

عزل کی تعریف:

عزل سے مراد میاں اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت اپنا نطفہ یا مادہ منویّہ (Sperms) اس کے اندام نہانی یا رحم بیضا (Ovlule) میں ڈالنے کے بجائے باہر ڈالدے تو اس سلسلے میں بہت سی احادیث معتبرہ کتب احادیث میں ملتی ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے عزل کیا اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس روح کو اللہ تعالیٰ نے لانا ہے وہ لاکر رہے گا تو آپ ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے عزل کرنے کو ناجائز اور حرام قرار نہیں دیا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ اور احادیث کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ عزل کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عزل سے بالکل منع نہیں کیا۔

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ کرام عزل کررہے تھے تو اس وقت قرآن کریم بھی نازل ہورہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی عزل کرنے سے انہیں منع نہیں فرمایا اگر عزل کرنا حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں عزل کرنے کو حرام قرار دے دیتا لیکن ایسا بھی نہیں ہوا کہ کوئی واضح حکم آیا ہو کہ عزل کرنا حرام ہے۔ اور عزل کرنے سے بچو جبکہ سورۃ بنی اسرائیل میں قتل اولاد سے منع کرنے کا حکم نازل ہوا اس لیئے کہ قریش اور

عرب کے بعض قبائل اپنی اولاد (بچیوں) کو قتل کرتے اور بعض ان کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عمل سے سختی سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاءً كَبِيْرًا.1 ۔

اور تم اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

مذکورہ آیت میں خشیۃ املاق کی وجہ سے قتل اولاد سے منع کیا گیا ہے۔اس سے واضح ہوا کہ خشیۃ املاق (بھوک کا ڈر) کی وجہ سے عزل کرنا صحیح نہیں ہے۔ہاں اگر عزل خشیۃ املاق کی وجہ سے نہ ہو تو جائز ہے۔

تخلیق انسانی: عزل کرنے سے جو نطفہ گرتا ہے وہ پانی کی ایک بوند کہلاتا ہے۔

قرآن کریم میں انسان کی تخلیق کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ.2 ۔

بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ایک بوند (منی) سے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہوا

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى.3 ۔

کیا وہ ایک بوند نہ تھی ایک منی کی جو گرائی گئی۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون میں ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ.ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ. 4۔

اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں اور پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی (لوتھڑا) کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ انسان کی تخلیق ایک نطفہ (پانی کی بوند) سے ہوئی یہ نطفہ نہ جسم رکھتا ہے اور نہ روح جبکہ ذی روح چیز کے لیئے جسم اور روح کا ہونا ضروری ہے اور جب یہ نطفہ جسم اور روح میں بدل جائے تو وہ نطفہ (پانی) نہیں رہتا بلکہ وہ حمل کہلاتا ہے اور حمل کا گرانا یا ضائع کرنا حرام ہے اور اسقاط حمل قتل عمد کہلائے گا۔ اسلام اس سے سختی سے منع کرتا ہے اور قتل عمد کی اسلام نے سزا بھی مقرر کی ہے۔ اور قاتل کا ٹھکانہ جہنّم بتایا گیا ہے قاتل پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھی فرمائی ہے ارشاد خداوندی ہے

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيۡهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا. 5۔

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب۔

<u>عزل کرنا جرم نہیں ہے:</u> اگر چہ عزل کرنا اچھا فعل نہیں ہے اسے بعض صحابہؓ نے ناپسند بھی کیا ہے لیکن اسلام نے حرام نہیں کیا اور قرآن وسنّت میں عزل کرنے کی کوئی سزا بھی مقرر نہیں ہوئی ہے۔ اگر عزل کرنا حرام اور جرم ہوتا تو قرآن وسنّت میں اس کی ممانعت ضرور

ہوتی اوراس کی سزا بھی بیان ہوتی۔جبکہ عزل سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام بھی واقف تھےاور قرآن وسنّت میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے یااس کی سزا مقرر ہوئی ہے تواس کا کرنا جائز نہیں ہےاور گناہ ہے۔لیکن قرآن وسنت میں جس فعل کو نہ حرام قرار دیا گیا ہےاور نہ اس سے منع کیا گیا ہےتواس فعل کے کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے۔

مادہءِ تولید: قانون قدرت کو سمجھنے کیلئے ہمیں سائنس کے چند اصولوں کو مدّ نظر رکھنا پڑتا ہے۔انسان کی پیدائش کا عمل بھی اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔

مَرد کا مادہء تولید ایسے جرثوموں پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ چھوٹے کیڑوں کی طرح حرکت کرتے ہیں۔اگران جرثوموں (Sperms) کو خوردبین کے ذریعے دیکھا جائے تو عقل حیران ہوتی ہے کہ یہ بالکل مچھلی کی طرح سے اپنا راستہ بناتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا ہے۔ اسکی دُم اسکو حرکت کرنے اور حرکت کو کنٹرول کرنے میں مدد دیتی ہے۔

مرد کی طرف سے اخراج کے بعد یہ جرثومے تیزی سے اپنی منزل کی جانب گامزن ہوجاتے ہیں لاکھوں جرثوموں میں سے صرف ایک جرثومہ خاتون کے ایک بیضہ کو بارآور کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔اور بیضہ میں داخل ہوجاتا ہے۔

اس طرح خاتون کا بیضہ مرد کے (Sperms) کے ملاپ سے ایک نئی چیز میں تبدیل ہوجاتا ہے جسے جنین (Zaigot) کہتے ہیں۔

جنین کے وجود میں آتے ہی زندگی کا آغاز ہوجاتا ہےاور ایک انسانی جسم کے ارتقاء کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔جنین ایک چھوٹے سے قطرے سے خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے انسانی جسم کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔6

عزل اور فرمان نبویؐ: کتب احادیث میں عزل کے بارے میں تفصیل سے بیان موجود ہے جن کو ضبط تحریر کیا جا رہا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کے بارے میں ارشاد فرمایا

عن ابن محيريز انه قال دخلت انا وابوا لصرمة علىٰ ابو سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه فسأ له ابو الصرمة فقال يا ابا سعيد هل سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يذ كرا لعزل فقال نعم غزونا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم غزوة بالمصطلق فينا كرآئم العرب فطالت علينا العزبة ورغبنا فی الفدآء فاردنا ان نستمتع نعزل فقلنا نفعل ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بين اظهر نا لا نسئله فسأ لنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بين اظهرنا لا نسئله فساكنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لا عليكم الا تفعلوا ما كتب اللّٰه خلق نسمة هی كائنة الىٰ يوم القيامة الاستتكون.7 ـ

ابن محیریز نے کہا کہ میں اور ابوصرمہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ابوصرمہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عزل کا ذکر کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے جہاد کیا ہے آپ ﷺ کے ساتھ بنی المصطلق کا (جسے غزوہ مریسیع) کہتے ہیں۔ اور عرب کی بڑی عمدہ شریف عورتوں کو قید کیا اور ہم کو مدّت تک عورتوں سے جدا رہنا پڑا اور خواہش کی ہم نے کہ ان عورتوں کے بدلے میں کفّار سے کچھ مال لیں، اور ارادہ کیا ہم نے کہ ہم ان سے نفع بھی اٹھائیں (یعنی صحبت کریں) اور عزل کریں (یعنی انزال باہر کریں) تا کہ حمل نہ ہو پھر ہم نے کہا کہ ہم عزل کرتے ہیں۔ اور جناب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم ان سے پوچھیں یہ کیا بات ہے پھر ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اگر نہ کرو تو بھی کچھ حرج نہیں (یعنی اگر کرو تو بھی کچھ حرج نہیں) اور

اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا کرنا قیامت تک لکھا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعا لیٰ عنہ قال ذکر العزل لرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ولم یفعل ذلک احد کم ولم یقل فلا یفعل ذلک احد کم فانہ لیست نفس مخلو قۃ الا اللّٰہ خالقھا .8 ۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے عزل کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں کرتے ہو؟ اور یہ نہیں فرمایا کہ نہ کرو اس لیئے کہ کوئی جان پیدا ہونے والی نہیں کہ اللہ عزّ وجلّ اسے پیدا نہ کرے۔

قرآن کریم میں عزل سے منع نہیں کیا گیا ہے اور حدیث شریف کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل کرنا جائز ہے۔

عن جا بر رضی اللّٰہ عنہ قال کنا نعزل والقرآن ینزل زاد اسحاق قال سفیان لم کان شیئا ینھیٰ عنہ لنھا نا عنہ القرآن. 9 ۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا اور اسحاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سفیان نے کہا اگر عزل کرنا بُرا ہوتا تو قرآن میں اس کی نہی اُترتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریمؐ نے عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا۔

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال کنّا نعزل علیٰ عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبلغ ذٰلک نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم ینھنا عنہ .10 ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو خبر پہنچی اور آپ ﷺ نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا۔

مسلم شریف کی مذکورہ احادیث عزل سے متعلق ہیں ان سے یہ معلوم ہوا کہ عزل کے بارے میں صحابہؓ نے بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا تو آپ ﷺ نے عزل کرنے سے انہیں منع نہیں فرمایا اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم بھی اتر رہا تھا لیکن اس میں بھی عزل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا تو عزل کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے ہاں عزل کرنا ناپسندیدہ فعل ہے اس لیئے کہ اس فعل سے نطفہ ضائع ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں عزل کا بیان: صحیح بخاری شریف میں عزل کے بارے میں حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس باب میں عزل کے بارے میں انہوں نے احادیث جمع کی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عزل کرنے سے منع نہیں کیا ہے۔

حدثنا عبداللّٰه بن محمد بن اسمآء حدثنا جويريه عن مالك بن انس عن الزهری عن ابن محريز عن ابی سعيد بن الخدری قال اصبنا سبيا فكنا نعزل فسا لنا رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم فقال اوانكم لتفعلون قالها ثلثاً مامن لسمةٍ كائنة الىٰ يوم القيامة الاّ هی كائنة.11ـ

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے حدیث بیان کی ان سے مالک بن انس نے ان سے زہری نے ان سے ابن محیریز نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا پھر ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا (پھر فرمایا) قیامت تک جو

روح پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر) پیدا ہو کر رہے گی۔

حدثنا علی بن عبداللّٰہ حدثنا سفیان قال عمرو اخبرنی عطآء سمع جابرًا قال کنّا نعزل والقرآن ینزل وعن عمر وعن عطآء عن جابر قال کنا نعزل علیٰ عھد النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقرآن ینزلُ.12۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمر بن دینار نے بیان کیا انہیں عطاء نے خبر دی انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا ہم عزل کرتے تھے۔

سنن ابوداؤد میں عزل کا بیان: سنن ابوداؤد شریف میں حضرت امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے بھی عزل کے بارے میں احادیث جمع کی ہیں۔ اور انہوں نے اس سلسلے میں ایک مستقل باب ماجاء فی العزل (عزل کا بیان) باندھا ہے۔ اس باب کی چند احادیث درج کی جارہی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا ہے۔ اور بعض صحابہ کرامؓ عزل کیا کرتے تھے۔

عن ابی سعید ذکر ذٰلک عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعنی العزل قال فلم یفعل احدکم ولم یقل ولا یفعل احد کم فانہ لیست من نفس مخلو قۃ الا اللّٰہ خالقھا . 13۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو؟ یہ نہیں فرمایا کہ ایسا مت کرو اس لیئے کہ کوئی جان پیدا ہونے والی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا

کر لے گا۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی سعیدیؓ الخدری انّ رجلاً قال یا رسول اللّٰہ ان لی جاریۃ وّانا اعزل عنھا واناا کرہ ان تحمل وانا ارید مایرید الرّجال وان الیھو د تحدّث ان العزل موؤۃ الصغریٰ قال کذبت یھود لو اراد اللّٰہ ان یخلقہ ما استطعت ان تصرفہ . 14۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس ایک باندی ہے جس سے میں عزل کرتا ہوں مجھے اس کا حمل قرار پانا پسند نہیں ہے۔ کیونکہ میں اس سے وہی چاہتا ہوں جو عام طور پر لوگ چاہتے ہیں۔ (یعنی اس کو فروخت کر کے مالی منفعت جو حمل پانے کے بعد ختم ہو جاتی ہے) اور یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے پیمانے پر زندہ در گور کرنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے تو تو اس کو روک نہیں سکتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن جابر قال جاء رجل من الا نصار الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال انّ لی جاریۃ اطوف علیھا وانا اکرہ ان تحمل فقال اعزل عنھا ان شئت فانہ سیا تیھا ماقدر لھا قال فلبث الرّجل ثم اتا ہ فقال ان لجا ریۃ قد حملت قال قد اخبر تک انہ سیا تیھا ما قدر لھا.15۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور بولا میرے پاس ایک باندی ہے جس سے میں محبت کرتا

ہوں مگر میں اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس سے عزل کر جو قسمت میں ہوگا وہ پیدا ہو جائے گا پس وہ کچھ مدّت کے بعد آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ باندی حاملہ ہوگئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو قسمت میں ہوگا وہ پیدا ہو جائے گا۔

سنن ابوداؤد کی مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرامؓ کو عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا اور بعض صحابہ کرامؓ عزل کیا کرتے تھے۔

ترمذی شریف میں عزل کا بیان: ترمذی شریف میں بھی عزل کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث جمع کی ہیں جن کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل کرنا حرام نہیں ہے بلکہ اسلام میں عزل کرنے کی اجازت ہے چنانچہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

عن جابر قال قلنا یا رسول اللّٰہ انّا کنا نعزل فز عمت الیھود انہ المؤودۃ الصغریٰ فقال کذبت الیھود ان اللّٰہ اذا اراد ان یخلقہ لم یمنعہٗ شیء.16 ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم عزل کیا کرتے تھے لیکن یہود کے خیال میں یہ چھوٹے قتل کے مترادف ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہود جھوٹ بولتے ہیں اس لیئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اگر کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا اور بعض صحابہ کرام بھی عزل کیا کرتے تھے چنانچہ صحابہ کرام کی ایک جماعت عزل کرنے کی اجازت دیتی ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم نعمان ابن ثابتؒ

فرماتے ہیں کہ عزل کرنے میں عورت کی بھی اجازت ضروری ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت عزل کو مکروہ سمجھتی ہے حرام نہیں سمجھتی اس لیئے عزل کرنا گناہ نہیں ہے۔

سنن نسائی میں عزل کا بیان: حدیث کی معروف و معتبر کتاب سنن نسائی میں حضرت امام ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ نے بھی عزل سے متعلق احادیث کتاب النکاح کے باب العزل میں جمع کی ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا اور بعض صحابہ عزل بھی کیا کرتے تھے۔ روایات مندرجہ ذیل ہیں۔

ابی سعید الخدری قال ذکر ذٰلک عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال وماذاکم قلنا الرّجل تکون لہ المراۃ فیصیبھا ویکرہ الحمل .17 ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں عزل کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کیا بات ہے؟ ہم نے عرض کیا کسی شخص کی بیوی ہے اور وہ اس سے جماع کرتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ اسے حمل ہو پھر اسی طرح کوئی شخص اپنی باندی سے جماع کرتا ہے لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے اس سے حمل ہو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو کیا حرج ہے اس لیئے حمل تو تقدیر کی طرف سے ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی سعید الزرقی ان رجلا سال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن العزل فقال ان امرأتی ترضع وانا اکرہ ان تحمل فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان ماقدرفی الرحم سیکون .18 ۔

حضرت ابوسعید زرقیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عزل کے متعلق پوچھا اور عرض کیا کہ میری بیوی بچے کو دودھ پلاتی ہے لہٰذا

میں نہیں چاہتا کہ اسے حمل ہو جائے آپ ﷺ نے فرمایا جو مقدر میں لکھا جا چکا ہے کہ رحم میں ہوگا وہ ضرور ہوگا۔

مؤطا امام مالک میں عزل کا بیان: اسی طرح حضرت امام مالکؒ نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب ''مؤطا'' میں عزل کے بارے میں احادیث جمع کی ہیں اور انہوں نے بھی ایک مستقل باب ماجاء فی العزل (عزل کے متعلق روایات) باندھا ہے ان احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام کو عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا اور بعض صحابہ کرام عزل کیا کرتے تھے لیکن بعض صحابہ نے عزل کو ناپسند کیا ہے لیکن عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا۔

عن عامر بن سعد ابن ابی وقاص عن ابیه انه کان یعزل .19 ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے۔

مولیٰ ابی ایّوب الانصاری عن امّ ولدٍ لا بی ایّوب الا نصاری انه کان یعزل .20 ۔

حضرت ابو ایّوب انصاریؓ کی ام ولد سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ عزل کیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں ہے کہ وہ عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

عن نافع عن عبداللّٰه بن عمر انّه کان یعزل و کان یکره العزل .21 ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما عزل نہیں کیا کرتے تھے اور وہ عزل کو ناپسند فرماتے۔

عزل کے بارے میں فتویٰ:

عن الحجاج بن عمر وبن عزية انه كان جالسا عند زيدبن ثابت فجآءه ابن فهد رجل من اهل اليمن فقال يا ابا سعيد انّ عندی جوارنی لی ليس نسائیٔ الا تی اکن باعجب الیّ منهنّ وليس کلهنّ يعجبنی ان تحمل منّی افا عزل ؟ فقال ابن ثابت افتهٖ يا حجاج قال فقلت يغفر اللّٰه لک انما نجلس عندک لنتعلم منک قال افتهٖ قال فقلت هو حد ثک ان شئت سقيته وان شئت اعطشته قال وکنت اسمع ذٰلک من زيدفقال زيد صدق.22۔

حجاج بن عمرو بن غزیہ یہ حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل یمن سے ابن فہد آ گئے اور کہا میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جبکہ میری کوئی بیوی بھی ان جیسی خوبصورت نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو جائیں تو کیا میں عزل کر لوں حضرت زید بن ثابت نے فرمایا اے حجاج فتویٰ دوان کا بیان ہے کہ میں عرض گذار ہوا ہم آپ کی مجلس میں علم حاصل کرنے کے لیئے حاضر ہوتے ہیں فرمایا کہ فتویٰ دوان کا بیان ہے کہ میں نے کہا وہ تمہاری کھیتی ہیں چاہے سیراب کرو چاہے خشک رکھو اور کہا کہ یہ میں حضرت زید سے سنا کرتا ہوں حضرت زید نے فرمایا کہ سچ کہا ہے۔

عن حميد بن قيس المکی عن رجل يقال له ذفيف انه قال سئل بن عباس عن العزل فدعا جاريةً له فقال اخبر هم فکا نما استحييت فقال هو ذٰلک اما انا فا فعله يعنی انه يعزلُ قال مالک لا يعزل الرجل المراة الحرّة الا با ذنها ولا باس ان يعزل عن امته بغير اذ نها ومن کانت تحته امة قومٍ فلا يعزل الا باذنهم.23۔

حمید بن قیس مکی المعروف بہ ذفیف کا بیان ہے کہ حضرت عباسؓ سے عزل کے

بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا کہ انہیں بتا دو اس نے شرم محسوس کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی بات ہے لیکن میں عزل کرتا ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت سے عزل نہ کرے مگر اس کی اجازت سے اپنی لونڈی سے عزل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ بغیر اجازت ہو۔

بہر حال احادیث کے مطالعہ سے ہم اس تحقیق کو پہنچتے ہیں کہ عزل جائز ہے اگر چہ بہتر نہیں ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ آزاد عورت سے عزل کرنے کی صورت میں اس کی اجازت لینا ضروری ہے۔

لیکن عزل کرنا یک اہم معاملہ ہے اور فی زمانہ عام مرد کے لیئے عزل کرنا میرے خیال میں بہت مشکل کام ہے میرا حکمت اور طبّ سے بھی کچھ شغف ہے اور اکثر مریض بھی سرعت (جلدی) انزال کی شکایت کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نہ غذا بہتر ہے، نہ ذہنی سکون نہ آب وہوا ،انٹرنیٹ ،ٹیلیویژن ،سینما اور دیگر خرابیوں اور بے حیائیوں کے عام ہونے اور مصروفیت کے انبار کی وجہ سے مرد حضرات وہ مرد نہیں رہے کہ عزل کرسکیں انسان کی غذا اور خوراک وغیرہ اگر اچھی ہو اور مصروفیات ایسی نہ ہوں جن کی وجہ سے اسے ذہنی دباؤ (Tention) ہو تو اب بھی عزل کیا جا سکتا ہے۔ عزل تو مرد اس وقت کرے گا جب وہ اپنے ہمسفر ساتھی کو مطمئن کر لیگا ورنہ عزل کرنا مشکل ہوگا۔

عزل کے حق میں دلائل: عزل کے حق میں طبی دلائل اسلامی میراث میں بیان ہوئے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیوی کا نو عمر ہونا اور حمل کا متحمل نہ ہوسکنا۔

۲۔ رحم میں کسی بیماری یا نقص کا ہونا۔

۳۔ مثانہ میں کمزوری، دردزہ کے وقت جنین کے سر کے دباؤ کی وجہ سے سرعت اور

بے اختیار کا اندیشہ۔

۴۔ کسی بیماری کا وجود استقرار حمل یا دردزہ کی صورت میں بڑھ کر ماں کے لیئے موت کا سبب بن سکتی ہے۔24

خاندانی منصوبہ بندی اور اسلامی تعلیمات

اسلامی قوانین انسانی فطرت سے تعلق رکھتے ہیں اسلام اپنے پیروکاروں سے گہری دردمندی کا مظاہرہ کرتا ہے اسلام نے کبھی بھی لوگوں پر ناروا بوجھ ڈالنے اور ناقابل برداشت پابندیاں عائد کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ اس اُصول کو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.25۔

اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا.26۔

اللہ تمہارے لیئے نرمی اور آسانی چاہتا ہے۔ اور (واقعہ یہ ہے) کہ انسان (طبیعت کا) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

حمل میں وقفہ اور بچوں کی تعداد کو محدود کرنا قرآن کریم کی کسی واضح نص یا سنت رسول ﷺ کی کسی حدیث سے متعارض نہیں ہے۔

پس اگر ماں اور بچوں کی صحت کے لیئے باروری حد سے زیادہ خطرناک بن جائے باروری (Fertility) باپ کے اقتصادی مشقت کا باعث بن جائے یا والدین کے لیئے اپنے بچوں کو مذہبی، علمی اور معاشرتی ترقی کرنا ممکن بنادے ایسی صورتوں میں والدین کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ اپنی باروری کو اس انداز سے منصوبہ بندی کریں کہ ان تنگیوں اور پریشانیوں سے نجات مل جائے یا کم از کم ان میں کمی واقع ہو جائے۔27

اسلام نے اعتدال پسندی کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔اسلام انتہا پسندی جمود، ناروا پابندیوں کی حوصلہ افزائی کی تعلیم نہیں دیتا۔ارشاد باری ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا.28ـ

اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتا۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتہا پسندی کو مسترد فرما دیا تھا۔ وہ شب و روز کی نمازوں کی شکل میں ہو، مسلسل روزوں کی شکل میں، خود ساختہ رہبانیّت ہو غرضیکہ ان تمام باتوں میں آپ کا ردعمل ناراضگی پر مبنی تھا۔ 29ـ

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو منصوبہ بندی کی تلقین کرتا ہے۔ اور قرآن کریم یہ اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر چیز کو ایک قانون اور منصوبے کے تحت پیدا فرمایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاہُ بِقَدَرٍ.30ـ

یقیناً ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) اندازے سے پیدا کیا ہے۔

منصوبہ بندی کا بہترین نمونہ حضرت یوسفؑ نے پیش کیا ہے۔مصر میں ممکنہ قحط سے بچنے کے لیئے حضرت یوسفؑ کا پہلا سات سالہ منصوبہ ہے جسے انہوں نے پوری قوم کے مستقبل کو بچانے کے لیئے بنایا ہے۔

ترجمہ: اور پھر ایسا ہوا کہ (ایک دن) بادشاہ نے اپنے تمام درباریوں کو جمع کر کے کہا میں (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں موٹی تازی انہیں سات دبلی پتلی گائیں نگل رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات دوسری سوکھی۔ اے اہل دربار! اگر تم خواب کا مطلب حل کر لیا کرتے ہو، بتلاؤ میرے خواب کا حل کیا ہے؟ درباریوں نے غور و فکر کے بعد کہا یہ پریشان خواب وخیالات ہیں (کوئی ایسی بات نہیں جس کا کوئی خاص مطلب ہو)۔ہم سچے خوابوں کا مطلب تو حل کر کے دے سکتے ہیں لیکن پریشان خوابوں کا

حل نہیں جانتے اور دو قیدیوں میں سے جس آدمی نے نجات پائی تھی اور جسے ایک عرصہ کے بعد یوسفؑ کی بات یاد آئی وہ بول اٹھا میں اس خواب کا نتیجہ تمہیں بتلا دوں گا۔ تم مجھے (ایک جگہ) جانے دو چنانچہ وہ قید خانہ میں آیا اور کہا اے یوسفؑ کہ تو مجسم سچائی ہے۔ اس (خواب) کا ہمیں حل بتا کہ سات موٹی تازی گائیوں کو سات دبلی پتلی گائیں نگل رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی تاکہ ان لوگوں کے پاس واپس جا سکوں (جنہوں نے مجھے بھیجا ہے) وہ تمہاری (قدر و منزلت) معلوم کرلیں۔ یوسفؑ نے کہا (اس خواب کی تعبیر اور اس کی بنا پر تمہیں جو کچھ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ سات برس تک تم لگاتار کھیتی کرتے رہو گے (ان برسوں میں خوب بڑھوتی ہوگی) پس جب فصل کاٹنے کا وقت آیا کرے تو جو کچھ کاٹو اسے اس کی بالوں ہی میں رہنے دو (تاکہ اناج گلے سڑے نہیں) اور صرف اتنی مقدار الگ کرلیا کرو جو تمہاری کھانے کے لئے ضروری ہو پھر اس کے بعد سات بڑے سخت مصیبت کے برس آئیں گے۔ جو وہ سب ذخیرہ کھا جائیں گے۔ جو تم نے اس طرح سے جمع کر رکھا ہوگا۔ مگر یہاں تھوڑا سا جو تم روک رکھو گے بچ رہے گا۔ پھر اس کے بعد ایک برس ایسا آئے گا کہ لوگوں پر خوب بارش بھیجی جائے گی۔ لوگ اس میں پھلوں اور دانوں سے عرق اور تیل خوب نکالیں گے۔ 31

حضرت یوسفؑ کو جو یہ منصوبہ بندی کا اس قدر علم حاصل ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَبِّىْ. 32۔

اس بات کا علم بھی جملہ ان باتوں کے ہے جو مجھے میرے پروردگار نے تعلیم فرمائی ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل کے لیئے منصوبہ بندی کرنا جائز ہے۔ اور مستقبل میں پیش آنے والے مشکل وقت کو

ٹالنے کے لیئے مناسب اقدام کرنا بھی صحیح ہے۔

اسی طرح اپنے خاندان کی تشکیل بھی منصوبہ بندی کا ایک حصّہ ہے تو خاندانی زندگی کو اختیار کرنے کے لیئے تیاری، تعاون، منصوبہ بندی، بچوں کی صحت، تعلیم، عمدہ اور مفید طریقے سے بچوں کی نشو ونما، خاندان کے افراد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لیئے منصوبہ بندی ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کچھ خاندان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو جسمانی، مالی واقتصادی اہلیت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بچوں کی تعداد پر پابندی کی خواہش رکھتے ہوں تو وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کر سکتے ہیں۔ بہر حال اسلام میں تشکیل خاندان کے عام تصور میں خاندانی منصوبہ بندی کا بھی دخل ہے۔

عزل بھی خاندانی منصوبہ بندی کا ایک ذریعہ تھا لیکن اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی عزل کرنے سے منع نہیں فرمایا ہے چنانچہ اگر عزل کرنا حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ضرور آیات کا نزول فرما کر عزل کو حرام قرار دے دیتا۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں اس کے بارے میں آیات کا نزول فرمایا ہے اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

تِبۡیَانَ لِّکُلِّ شَیۡءٍ .33 ۔

(قرآن کریم میں) ہر چیز کا بیان ہے۔

منصوبہ بندی کا وہ طریقہ جس سے عورت کو کوئی جسمانی تکلیف نہ پہنچے تو صحیح ہے۔ ہاں جس طریقۂ منصوبہ بندی سے انسانی جسم کو خطرات لاحق ہو جائیں تو وہ بالکل غلط اور حرام ہے اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان سے محبت ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کے کسی بندے کو تکلیف یا نقصان پہنچایا جائے۔

عزل اور منصوبہ بندی کے دیگر طریقوں سے زوجین کے مادہ منویّات باہم رحم میں جمع نہیں ہو پاتے جب دونوں (زوجین) کے مادہ منویّات کا ملاپ نہیں ہو پاتا تو ایسا کرنا جائز ہوگا

ہاں اگر زوجین کے مادہ منویات باہم مل جائیں اور وہ جسم کی شکل اختیار کر لیں تو اس کا ضائع کرنا حرام ہوگا اور اس کے ضائع کرنے والے جرم کے مرتکب ہوں گے۔ جس سے اسلام سختی سے منع کرتا ہے اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض خواتین و حضرات منصوبہ بندی کی آڑ میں حمل کو ضائع کرتے ہیں جو کہ قتل عمد ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

علمائے کرام اسی لیئے منصوبہ بندی سے منع کرتے ہیں کیونکہ بعض لوگ اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ (بدکاری) اور پھر حمل ضائع کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم، تربیت اور پرورش والدین پر لازم اور فرض ہے جبکہ بچے پیدا کرنا فرض نہیں ہے بلکہ یہ ایک قدرتی (Natural) عمل ہے۔ مسلمانوں نے بچے پیدا کرنا تو فرض سمجھ لیا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش کی طرف بالکل توجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ کی صورت حال ابتر ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مسلمان خصوصاً پاکستانی بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں تاکہ دنیا میں اعلیٰ عزّت و مقام حاصل کر سکیں۔

حوالہ جات

(۱)القرآن،سورۃ بنی اسرائیل،آیت نمبر۳۱

(۲)القرآن،سورۃ الدّھر،آیت نمبر۲

(۳)القرآن،سورۃ القیٰمۃ ، آیت نمبر۲۶

(۴)القرآن،سورۃ المؤمنون،آیت نمبر۱۴-۱۲

(۵)القرآن،سورۃ النّسآء،آیت نمبر۹۴

(۶)اسلام اور جدید سائنس پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری،صفحہ۲۱۰-۲۰۱،منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور

(۷)صحیح مسلم،امام مسلم بن حجاج،مترجم علاّمہ وحیدالزّمان،جلد چہارم،صفحہ۵۷،مشتاق بک کارنر لاہور ۱۹۹۵ء

(۸) صحیح مسلم،امام مسلم بن حجاج،مترجم علاّمہ وحیدالزّمان،جلد چہارم،صفحہ۵۹،مشتاق بک کارنر لاہور ۱۹۹۵ء

(۹)صحیح مسلم،امام مسلم بن حجاج،(اردو) جلد چہارم،صفحہ۶۰

(۱۰) صحیح مسلم،امام مسلم بن حجاج،(اردو) جلد چہارم،صفحہ۶۰

(۱۱)صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،جلد سوم مترجم،صفحہ۱۰۵-۱۰۴

(۱۲)صحیح بخاری،امام محمد بن اسماعیل بخاری،(مترجم) جلد سوم،صفحہ۱۰۴

(۱۳)سنن ابوداؤد،امام ابوداؤد،مترجم،جلد دوم،صفحہ۱۴۳،دارالاشاعت کراچی

(۱۴)سنن ابوداؤد،امام ابوداؤد،مترجم،جلد دوم،صفحہ143،دارالاشاعت کراچی

(۱۵)سنن ابوداؤد،امام ابوداؤد،(مترجم) اردو،صفحہ۱۴۴

(۱۶)جامع ترمذی،امام محمد بن عیسیٰ ترمذی،مترجم مولانا فضل احمد،صفحہ۴۵۳،دارالاشاعت کراچی ندارد

(۱۷)سنن نسائی،امام عبدالرّحمٰن،مترجم مولانا فضل احمد،(جلد دوم)،صفحہ۳۳۸،دارالاشاعت،کراچی ندارد

(۱۸)سنن نسائی ، امام عبدالرّحمٰن ،مترجم مولانا فضل احمد ،(جلد دوم) ،صفحہ ۳۳۸،دارالاشاعت، کراچی ندارد

(۱۹)مؤطاامام مالک،امام مالک مترجم،مولانا عبدالحکیم،(اردو) صفحہ۴۷۵،فرید بک اسٹال لاہور ۱۹۸۳ء

(۲۰) مؤطا امام مالک، امام مالک مترجم، مولانا عبدالحکیم، (اردو)، صفحہ ۴۷۵، فرید بک اسٹال لاہور ۱۹۸۳ء

(۲۱) مؤطا امام مالک، امام مالک مترجم، مولانا عبدالحکیم، (اردو)، صفحہ ۴۷۵-۴۷۶، فرید بک اسٹال لاہور ۱۹۸۳ء

(۲۲) مؤطا امام مالک، امام مالک مترجم، مولانا عبدالحکیم، (اردو)، صفحہ ۴۷۶، فرید بک اسٹال لاہور ۱۹۸۳ء

(۲۳) مؤطا امام مالک، امام مالک (اردو)، صفحہ ۴۷۶

(۲۴) اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم، مترجم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد، صفحہ ۳۲۵ ناشر اقوام متحدہ فنڈ برائے آبادی راولپنڈی ۱۹۹۴ء

(۲۵) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 185

(۲۶) القرآن، سورۃ النّسآء، آیت نمبر 28

(۲۷) اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم، مترجم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، صفحہ 108، اقوام متحدہ فنڈ برائے آبادی اسلام آباد 1994ء

(۲۸) القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 286

(۲۹) اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم، مترجم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، صفحہ 110،، اقوام متحدہ فنڈ برائے آبادی اسلام آباد 1994ء

(۳۰) القرآن، سورۃ القمر آیت نمبر 49

(۳۱) القرآن، سورۃ یوسف، آیت نمبر 49-45

(۳۲) القرآن، سورۃ یوسف، آیت نمبر 37

(۳۳) القرآن، سورۃ نحل، آیت نمبر 89

کتابیات

القرآن، مترجم ابومنصور، فضل ربّی فاؤنڈیشن، کراچی 1990ء

انوار القرآن، ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، ملک سنز، لاہور، 1997ء

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مولانا امام احمد رضا خان، حاشیہ مولانا نعیم الدین، احمد رضا خان اکیڈمی، کراچی 1976ء

تفہیم القرآن، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1989ء

صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری مترجم مولانا ظہیر الباری، دار الاشاعت، کراچی 1985ء

صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج، مترجم علامہ وحید الزمان، مشتاق بک کارنر، لاہور 1995ء

سنن ابی داؤد، امام سلیمان بن اشعث مترجم مولانا سرور احمد قاسمی، دار الاشاعت، کراچی 1995ء

سنن نسائی، امام عبدالرحمٰن مترجم مولانا فضل احمد، دار لاشاعت، کراچی, س۔ن

جامع ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، مترجم مولانا فضل احمد، دار الاشاعت، کراچی، س۔ن

ریاض الصالحین، یحییٰ بن شرف النووی، مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی، فرید بک اسٹال، لاہور 1986ء

موءطا امام مالک، امام مالک، مترجم مولانا عبدالحکیم، فرید بک اسٹال، لاہور 1983ء

مشکوٰۃ المصابیح، امام ولی الدین الخطیب، مکتبہ قدیمی کتب خانہ، کراچی 1350ء

مسلمان عورت، مولانا ابوالکلام آزاد مکتبہ علوم شرعیہ کراچی، س۔ن

قرآن کا عائلی قانون، ڈاکٹر حافظ احسان الحق، معارف اسلامی کراچی 1996ء

پاکستانی عورت دوراہے پر، مولانا امین احسن اصلاحی، انجمن خدام القرآن لاہور 1978ء

عورتوں کے بارے میں قرآنی احکامات، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، دوست ایسوسی ایٹس لاہور 1996ء

تعدد ازواج، مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری ندوی، ثقافت اسلامیہ لاہور 1359ھ

عورت کا عائلی مقام، ممتاز جہاں بیگم، خاتون اکیڈمی کراچی، س۔ن

اسلام میں حیثیت نسواں، محمد مظہر الدین صدیقی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور 1953ء

ہمارے عائلی مسائل، مفتی محمد تقی عثمانی، احمد پرنٹنگ کارپوریشن کراچی 1413ھ
عورت کا المیہ، فاخرہ تحریم، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، س۔ن
طلاق کے تباہ کن اثرات، مولانا مفتی نسیم احمد قاسمی، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی 2002ء
عورت جنسی تفریق اور اسلام، لیلیٰ احمد، فضلی بک سپر مارکیٹ لاہور 1995ء
عورت اسلام کی نظر میں، مفتی سید احمد علی سعید، چوک مینار انارکلی لاہور 1959ء
عورت اور اسلام، مولانا محمد شہاب الدین ندوی، شکیل پرنٹنگ پریس کراچی، س۔ن
خواتین اور دین کی خدمت، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، شکیل پرنٹنگ پریس کراچی، س۔ن
خاتون اسلام، مولانا وحید الدین خان، فضلی سنز پرائیویٹ کراچی، س۔ن
اسلامی حدود اوران کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب، مولانا محمد متین ھاشمی، فضلی سنز پرائیویٹ کراچی، س۔ن
فیروز اللغات، فیروز سنز، کراچی، ندارد
اسلام اور جدید سائنس، پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور 2001ء
اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور 1973ء
اسلام اور افکار نو، شیخ محمد علی، اسلامک بک کارپوریشن کراچی، س۔ن
لغات کشوری، مولوی سید تصدق حسین رضوی، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، س۔ن
ماہنامہ میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور 1999ء
اسلامیات (لازمی) پروفیسر اقبال احمد بھٹی، بھٹی پبلیکیشنز، لاہور 1989ء
محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر محمد ثانی، دار الاشاعت، کراچی
سیرت حضرت عائشہ صدیقہ، سید سلیمان ندوی، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی 1984ء
اسلام ایک نظریہ ایک تحریک، مریم جمیلہ، مکتبہ یوسفیہ، لاہور، س۔ن
مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے، علمی کتب خانہ، لاہور، س۔ن
دنیا کے بڑے بڑے مذاہب، عماد الحسن فاروقی، مکتبہ جامع دہلی، بھارت، س۔ن

اسلامی انسائیکلو پیڈیا، مولوی محبوب عالم، کتب خانہ الفیصل، لاہور، س۔ن
مذاہب عالم پر ایک نظر، سید اقبال، اختر بک ڈپو، کراچی، س۔ن
تعارف مذاہب عالم، ایس۔ایم شاہد، نیو بک پیلس، لاہور، س۔ن
عورت اسلامی معاشرے میں، سید جلال الدین انصر عمری، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1990ء
سیرۃ النبیؐ، سید سلیمان ندوی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، بھارت، س۔ن
تمدن عرب، ڈاکٹر گستاؤلی بان، مقبول اکیڈمی، لاہور، 1996ء
مختصر واقفیت، پروفیسر اقبال احمد بھٹی، بھٹی پبلشرز، جہلم پاکستان 1985ء
روح اسلام، سید امیر علی، مترجم محمد ھادی حسین، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1992ء
تجلیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، فضلی سنز کراچی، 1996ء
پردہ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک بک پبلیکیشنز، لاہور ندارد ء
تاریخ اور عورت، ڈاکٹر مبارک علی، فکشن ہاؤس لاہور، س۔ن
تاریخ مذاہب، رشید احمد، قلات پبلشرز، مستونگ کوئٹہ، 1964ء
تاریخ اور عورت، ڈاکٹر ثمر مبارک علی، فکشن ہاؤس لاہور، س۔ن
عورت اور یورپ، محمد مقصود احمد، ادارہ علم وادب، کراچی، س۔ن
ادیان و مذاہب کا تقابلی سالعہ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید، طاہر سنز، کراچی، 2004ء
اسلام کے کارہائے نمایاں، عماد الحسن آزاد، مکتبہ جامع لمیٹڈ دھلی، بھارت، س۔ن
اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، ادبی گھٹی، اپنا ادارہ، لاہور، س۔ن
مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ، احمد عبداللہ المسدوسی، مکتبہ خدام ملت، کراچی، س۔ن
سفرنامہ ابن بطوطہ، بک لینڈ، کراچی، س۔ن
اسلام اور مذاہب عالم، محمد ظہیر الدین، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، س۔ن
اسلامی خطبات، مولانا عبدالسلام بستوی، مکتبہ السّلفیہ، لاہور، 1937ء

تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، نفیس اکیڈمی کراچی 1998ء

خواتین اسلام اور حدیث، میجر جنرل محمد اکبر، علی بک ڈپو، کراچی، س۔ن

اسلام میں عورت کا مقام، ابو محمد بدیع الزمان شاہ راشدی، جمعیت اہل حدیث سندھ، کراچی، 2001ء

عورت افکار، امام خمینی کی روشنی میں، لاہور، س۔ن

مسنون شادی، محمد یوسف طیبی، دارالاندلس، لاہور 2004ء

سرور خاطر، امام ابواللیث سمرقندی، مترجم مفتی سید غلام معین الدین نعیمی، مکتبہ المدینہ، کراچی، س۔ن

آپ کے مسائل اور ان کا حل، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مکتبہ لدھیانوی، کراچی 1998ء

فلسفہء ازدواج، سید علی اصغر بلگرامی، نفیس اکیڈمی، کراچی 6 19ء

اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، ڈاکٹر عبدالرحیم، مترجم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد، ناشر اقوام متحدہ فنڈ برائے آبادی، راولپنڈی 1994ء

اسلامی تعلیمات، عبدالقیوم ناطق، طاہر سنز کراچی 1983ء

آزادی نسواں کا فریب، مولانا محمد تقی عثمانی، میمن اسلامک پبلشرز کراچی 1393ء

اسلام اور عورت کی حکمرانی، سید محمد جمال الدین کاظمی، تحریک اسلامی انقلاب کراچی 1410ء

اسلام اور مسلم خواتین، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ ام فاروق، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، س۔ن

اسلام میں عورت کا مقام، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1992ء

خواتین اور اسلام، متین طارق، اسلامک بک پبلیکیشنز لاہور، 1991ء

عورت اور دور جدید، منیر احمد خلیلی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1994ء

عورت کی نفسیات، ایم۔ اے ملک، انوار الاسلام: پرنٹر لاہور 1985ء

عورت معرض کشمکش میں، نعیم صدیقی، ادارہ معارف اسلامی 1993ء

تہذیب نسواں، نواب شاہ جہاں بیگم، نعمانی کتب خانہ لاہور 1390ھ

النور ہیلتھ وایجوکیشن ٹرسٹ
مکان نمبر C/251 گلی نمبر 31 سیکٹر۔سی منظور کالونی کراچی۔

راحت ایجوکیشن ٹرسٹ
ہاشم ریزیڈینسی میزنائن فلور ایس۔بی: 23 بلاک۔14 گلستان جوہر کراچی۔